پنجاب یونیورسٹی

بی۔ اے عربی کا نیا نصاب

المِنهَجُ العَرَبِي

ترتیب

لجنة اساتذة جامعة بنجاب بلاهور

علمی کتاب خانہ
کبیر سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور

پنجاب یونیورسٹی

بی اے عربی کا نیا نصاب

المنهج العربي

ترتیب

لجنة اساتذة جامعة بنجاب بلاهور

غلام ظہیر الدین معظمی

نجم العلوم قمر سیالوی روڈ
گجرات

علمی کتاب خانہ
کبیر سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور

شاہین بک ڈپو
کبیر سٹریٹ، اردو بازار لاہور

جُملہ حقُوق محفُوظ

۱۹۸۸ - ۸۹ ء سے نافذ العمل

نظرِ ثانی شُدہ ایڈیشن

ناشر ——— حاجی سردار محمد،
علمی کتاب خانہ
اُردُو بازار : لاہور

اشاعت ——— ۱۹۹۳ء
تعداد ——— ۱ ہزار
ہدیہ ——— 20/- روپے

الحجاز پرنٹرز لاہور

مؤلّفین

۱۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

(انسان۔ عرف کیف یموت۔ الشعر العربی فی شبه القارة)

۲۔ ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی، گورنمنٹ کالج سرگودھا

(الشعر العربی عبر العصور)

۳۔ پروفیسر غلام حیدر چشتی، گورنمنٹ کالج فیصل آباد

(الخطب والرسائل۔ من مجانی الأدب۔ من کلیلة ودمنة من النصوص الأدبية۔ اسعد الزوجين۔)

۴۔ پروفیسر عبد الحی صدیقی اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

(الأدب الدِّيني)

۵۔ پروفیسر خان محمد چاولہ، گورنمنٹ کالج لاہور

(حديقة جميلة۔ وظيفة اللغة فی المجتمع۔ رحلة فی طائرة۔ المصنع۔ الضيف۔ الصديق۔ حديد لا يصدأ۔ الورق۔ فوائد البحار۔ الحرص على المنافع العامة۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

(نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

پنجاب یونیورسٹی میں بی۔ اے عربی کا نصاب تقریباً نصف صدی پرانا تھا۔ اس دوران میں عربی زبان وادب ارتقاء وتغیّر کے کئی مراحل سے گزرا۔ ہمارے قومی حالات بھی انقلابی تبدیلیوں سے گزرے۔ اس لیے جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نیا نصاب مرتب کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ بورڈ آف سٹڈیز ان عریبک نے ۱۹۷۶ء میں حسب ذیل نصابی کمیٹی تشکیل دی :۔

(۱) ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک (۲) پروفیسر عبدالحئی صدیقی

(۳) ڈاکٹر خورشید حسن رضوی (۴) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (کنوینر کمیٹی)

کمیٹی نے نیا نصاب تو مرتب کر لیا مگر کوئی پبلشر اس کو چھاپنے کے لیے تیار نہ تھا۔ آخر کار حاجی سردار محمد (مرحوم) قرآن مجید اور رسولِ عربی ؐ کی زبان کی خاطر اس کو چھاپنے کے لیے تیار ہو گئے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

نیا نصاب المنہج العربی کی صورت میں رائج ہوا تو بعض اساتذہ کی طرف سے اس کے بارے میں صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی کو کچھ شکایات وصول ہوئیں۔ صدر شعبہ نے ان کا فوراً نوٹس لیا اور تمام ڈگری کالجوں کے اساتذہ عربی کو ایک چٹھی ارسال کر کے نئے نصاب کے متعلق ان کی آراء وتجاویز طلب کیں کہ اصل اہمیت تو انہی اساتذہ کی آراء کو حاصل ہے جو بالفعل تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وصول شدہ آراء وتجاویز کو بورڈ آف سٹڈیز کے سامنے پیش کیا گیا۔ بیشتر اساتذہ کی رائے یہ تھی کہ نثر قدیم کا پورا

حصّہ تبدیل کر دیا جائے۔ ڈرامہ الحمار کی جگہ کوئی اور ڈرامہ رکھا جائے اور نثر جدید کا حصّہ بڑھایا جائے۔ اسی طرح گرامر اور کمپوزیشن کے متعلق بھی کچھ تجاویز وصول ہوئیں۔ چنانچہ بورڈ آف سٹڈیز نے ان آراء و تجاویز کی روشنی میں نصاب پر نظر ثانی کرنے کے لیے حسب ذیل کمیٹی تشکیل دی:۔

(۱) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (کنوینر) (۲) سید کبیر احمد مظہر
(۳) ڈاکٹر سید مظہر معین (۴) پروفیسر غلام حیدر چشتی
(۵) پروفیسر خان محمد چاولہ

کمیٹی نے جو متبادل نیا مواد منتخب کیا اسے بورڈ آف سٹڈیز نے اپنے ۲۶ مئی ۱۹۸۸ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں کافی غور و خوض کے بعد شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب اس نئی کوشش کے بعد بی۔ اے عربی الیکٹو کی تدریس، ترتیب سوالات اور تقسیم مواد بورڈ کے فیصلے کے مطابق ہوگی۔ تفصیل کتاب کے آخر میں صفحہ ۲۰۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔ اور یہ نئے تعلیمی سال (ستمبر ۱۹۸۸ء) سے نافذ العمل ہے۔

نصاب میں تجدید کی یہ کوشش پروفیسر غلام حیدر چشتی اور پروفیسر خان محمد چاولہ کی خصوصی محنت کی مرہونِ منت ہے۔ چاولہ صاحب نے اس نئے ایڈیشن کی تحقیق (ایڈیٹنگ) اور مراجعہ (پروف ریڈنگ) میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ ان کی یہ سعی مشکور ہم سب کی تحسین و قدردانی کی مستحق ہے۔

مؤلفین

فهرس المحتويات

الأدب الدّينى

من هدى القران الكريم ۱۱

جوامع الكلم ۱۴

النّثر العربى القديم

۱ : من خطب و رسائل صدر الاسلام ۲۱
۲ : من مجانى الادب ۳۲
۳ : من كلية و دمنة ۴۲
۴ : من النصوص الادبيّة ۴۹

النثر العربى الحديث

۱ : تضحية و إيمان ۵۵
۲ : حديقة جميلة ۶۱
۳ : وظيفة اللغة فى المجتمع ۶۵
۴ : رحلة فى طائرة ۸۱
۵ : المصنع ۸۵
۶ : المصيف ۹۰

٧ : الصديق ٩٣
٨ : اسعد الزوجين ٩٦
٩ : حديد لا يصدأ ٩٩
١٠ : الورق ١٠٢
١١ : فوائد البحار ١٠٥
١٢ : الحرص على المنافع العامّة ١٠٨

الادب القصصى

(١) قصة : انسان
(٢) مسرحية : عرف كيف يموت ١٢٦

الشعر العربي عبر العصور

(١) العصر الجاهلى ١٦١
(٢) عصر صدر الاسلام ١٦٦
(٣) العصر الاموى
(٤) العصر العباسى ١٨٤
(٥) شعراء الاندلس ١٨٩
(٦) الشعر العربي فى شبه القارة ٢٠٢

* * *

الأدبُ الدِّينيّ

مِنْ هُدَى الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ

اَلْكَرَامَةُ النَّبَوِيَّةُ وَالْأُخُوَّةُ الْإِسْلَامِيَّةُ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ
تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُونَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ط
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا
أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ○ وَاعْلَمُوا
أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ○ لا
فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ج فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ
فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ج فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا
بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ○ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا

بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ ع ۱ ۱۴
قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ
يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۖ بِئْسَ
الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ
بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ
وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا
اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ
بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ
يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۲ ۱۴

(الحجرات الآية ۱۰ ۱۸)

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ

إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا
وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ
إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ج
وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ لا يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ۝ ق إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَأُولٰٓئِكَ
يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَمَنْ تَابَ
وَعَمِلَ صٰلِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ لا وَإِذَا
مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا
عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا
صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ لا خٰلِدِينَ فِيهَا ط حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

(الفرقان الآیۃ ۶۳ تا ۷۶)

تحریم الربا

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا م وَأَحَلَّ
اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ ط
وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ ط وَمَنْ عَادَ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝
يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝

(البقرۃ الآیۃ ۲۷۵ تا ۲۷۶)

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (النحل الآیۃ ۹۰)

جَوَامِعُ الْكَلِمِ

(١) أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ

(٢) اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَؤُ دِمَاؤُهُمْ وَيَسْعٰى
بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ

(٣) اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ سَوَاءٌ كَاَسْنَانِ الْمُشْطِ۔ کنگھی

(٤) اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

(٥) لَاخَيْرَ فِيْ صُحْبَةِ مَنْ لَّا يَرٰى لَكَ مَا
تَرٰى لَهٗ۔ اپنی ذات کو

(٦) اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي
الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا۔

(٧) مَاهَلَكَ امْرُءٌ عَرَفَ قَدْرَهٗ

(٨) اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ وَهُوَ بِالْخِيَارِ مَا
لَمْ يَتَكَلَّمْ

(٩) رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ خَيْرًا فَغَنِمَ اَوْ سَكَتَ
فَسَلِمَ۔

(١٠) ذُوالْوَجْهَيْنِ لَا يَكُوْنُ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔

(١١) اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ
الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔

(١٢) خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔

(۱۳) أَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَّا۔ نا پسند

(۱۴) اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(۱۵) اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْمَسَاكِيْنِ۔

(۱۶) حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ وَ دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوا الْبَلَاءَ بِالدُّعَاءِ۔ محفوظ کرو دوا کرو سامنا کرو

(۱۷) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْجَوَادَ مِنْ خَلْقِهٖ۔ سخی

(۱۸) لَيْسَ مِنْ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ الْمَلَقُ اِلَّا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ۔ خوشامد

(۱۹) مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُحَرِّمَ لَحْمَهٗ عَلَى النَّارِ۔ روکا

وَقَالَ فِيْ اٰخِرِ وَصِيَّتِهٖ:

(۲۰) اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي الضَّعِيْفَيْنِ: اَلْمَمْلُوْكِ وَالْمَرْأَةِ۔ کمزور

(۲۱) وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُ أَصْحَابَهٗ بِقَوْلِهٖ: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِمَ عَمَلِكَ۔ سونپتا ہوں

(۲۲) أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔

(۲۳) لَا تَزَالُ أُمَّتِيْ صَالِحًا أَمْرُهَا مَا لَمْ تَرَ الْأَمَانَةَ مَغْنَمًا وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا۔ مال غنیمت تاوان

(۲۴) رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ مُدَارَاةُ النَّاسِ۔

(۲۵) إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ میٹھا سرسبز

(۲۶) إِنَّ قَوْمًا رَكِبُوْا سَفِيْنَةً فِي الْبَحْرِ فَاقْتَسَمُوْا تقسیم

جگہ سوراخ کرنا

فَصَارَ لِكُلِّ رَجُلٍ مَوْضِعٌ فَنَقَرَ رَجُلٌ مَوْضِعَهُ

بِفَأْسٍ فَقَالُوْا مَا تَصْنَعُ؟ قَالَ هُوَ مَكَانِيْ کلہاڑا

أَصْنَعُ بِهٖ مَا شِئْتُ فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ

نَجَا وَنَجَوْا وَإِنْ تَرَكُوْهُ هَلَكَ وَهَلَكُوْا۔

(۲۷) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ دُعَائِهٖ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِيْ رہنمائی کر

بِهَا قَلْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِيْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِيْ پریشانی

وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ وَتُزَكِّيْ بلند کرنا

بِهَا عَمَلِيْ وَتُلْهِمُنِيْ بِهَا رُشْدِيْ وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِيْ لوٹا دے

وَتَعْصِمُنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ ...... اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ

أَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ کامیابی

عَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ۔ زندگی

(۲۸) خَيْرُ الْكَاسِبِ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ۔ کمانے والا

(۲۹) أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ بَيْدَ أَنِّيْ مِنْ قُرَيْشٍ وَ پیدا ہوا

نَشَأْتُ فِيْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ پرورش پائی

(۳۰) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ: هٰذَا يَوْمٌ لَهٗ

مَا بَعْدَهٗ۔

(۳۱) قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا

أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ

بَيْنَكُمْ۔

۳۲۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم :

إيَّاكُمْ والْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فقالوا

يا رسولَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مجالِسِنا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فيها قَالَ

فإذا أبيتم إلَّا المَجلسَ فأعطوا الطريقَ حقه

قالوا وما حق الطريقِ يا رسول اللّٰهِ قالَ : غَضُّ البصرِ وكفُّ

الأذى وردُّ السلامِ والأمرُ بالمعروفِ والنهي عن المنكر۔

۳۳۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم :

لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِن مجلسِه ثُمَّ يَجلِسَ

فِيهِ ولكِن تَفَسَّحُوا وتوسَّعُوا ۔

۳۴ قال صلی اللہ علیہ وسلم :

إنَّ من البيان لسحرًا

۳۵۔ إنَّ من الشعر حكمة

۳۶۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم :

إنّ الله حرّم عليكم عقوقَ الأُمَّهات ومنع وهات وَوَأْدَ

البنات وكَرِهَ لكم قيل وقال وكثرةَ السؤالِ وإضاعةِ

المالِ ۔

أُنصُرْ أخاكَ ظالمًا أو مظلومًا فقال رجل يا رسول

اللّٰهِ أنصره مظلومًا فكيف أنصرُ ظالمًا قال تَمنَعُهُ من

الظلمِ ۔

۳۸۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم :

إيّاكم والظنَّ فإنَّ الظن أكذبُ الحديث

بدگمانی

ولا تجسَّسُوا ولا تناجَشُوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا

تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا۔

٣٩۔ قال صلى الله عليه وسلم :

ساتھ چھوڑنا

المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة ۔

مشکل

٤٠۔ قال صلى الله عليه وسلم :

تجد من شر الناس يوم القيامة عند الله ذا الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه ۔

النثر العربي القديم

من خطب ورسائل صدر الإسلام

کان العرب فی عصرهم الجاهلی ذوی حریة وحماسة ونفوس حسّاسة وکان للبلاغة وقعًا شدیدًا فی نفوسهم وکانت الخطابة فیهم قریحةٌ مثل الشعر فکانوا یقدّمون الشاعر علی الخطیب فی الجاهلیة، ولمّا جاء الاسلام صار الخطیب مقدّمًا۔

إنّ ظهور الإسلام جعل الخطابة بتطوّر تطوّرًا واسعًا وکان رسول الله صلّی الله علیه وسلّم اتخذها أداةً للدعوة إلی الدین الحنیف، وکانت خطابته مفصّلة للذکر الحکیم، فکانت فرضًا مکتوبًا فی صلاة الجمع والأعیاد ثمّ مواسم الحج وکثرت مواقف الخطابة بجانب خطب الجمع والأعیاد فی عصر الخلفاء الراشدین، کموقف أبی بکر رضی الله عنه حین انتقل رسول الله صلّی الله علیه وسلّم إلی الرفیق الاعلی، وموقفه یوم السقیفة وموقفه حین ارتدّ کثیر من العرب وامتنعوا علی اداء الزکوٰة، وهکذا ما زالت مواقف الخطابة تکثر فی أیام عمر رضی الله تعالی عنه، ثم فی أیام عثمان رضی الله تعالی عنه وفی أیام علی بن أبی الطالب رضی الله تعالی عنه حتی صارت فنًّا رفیعًا من

زیادہ مواقع

بلند مرتبہ حق

فنون الأدب العربي.

وخطب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وخلفائه الرّاشدين أمثلة رائعة ممتازة لهذه الخطابة ، واخترنا نبذة منها ليكون الطالب على صلة بهذا .. التراث الرّفيع الخالد.

مِنْ خُطَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

من خطبته فی حجة الوداع

أُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ أَحُثُّكُمْ عَلٰى طَاعَتِهِ.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلٰى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى الَّذِیْ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا وَ إِنَّ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَ إِنَّ أَوَّلَ رِبًا أَبْدَأُ بِهِ رِبَا عَمِّی الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ إِنَّ دِمَاءَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَ إِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَبْدَأُ بِهِ دَمُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مَالُ أَخِيْهِ إِلَّا عَنْ طِيْبِ نَفْسِهِ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ أَعْنَاقَ بَعْضٍ فَإِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَ إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ لِآدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ. إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ لَيْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰى عَجَمِیٍّ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ. (ابن عبدربہ: العقد الفرید)

حاضر پہنچادے غیر حاضر کو

٢- مِنْ خُطَبِ أَبِي بَكرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطبته يوم قبض الرسول صلى الله عليه وسلّم

دخل أبو بكر الصديق رضوان الله عليه، على النبي عليه الصّلوٰة والسلام وهو مُسَجًّى بثوب، فكشف عنه الثوب، وقال:

"بأبي أنت وأُمّي! طِبتَ حيًّا، وَطِبتَ ميّتًا! وانقطع لموتك ما لم ينقطع لموت أحد من الأنبياء من النّبوة، فَعَظُمتَ عن الصفة، وَجَلَلتَ عن البكاء، وخَصَصتَ حتى صرت مسلاة، وَعَمَمتَ حتى صرنا فيك سواء، ولولا أن موتك كان اختيارًا منك لجدنا لموتك بالنفوس، ولولا أنك نهيتَ من البكاء لأنفدنا عليك ماء الشئون، فأما ما لا نستطيع نفيه عنا، فكمدٌ وادناف يتخالفان ولا يبرحان. اللّهم فأبلغه عنا السلام، اذكرنا يا محمد عند ربك، ولنكن من بالك، فلولا ما خلّفتَ من السكينة لم نقم لما خلّفت من الوحشة، اللّهم أبلغ نبيك عنا، واحفظه فينا"!

ثم خرج إلى الناس وهم في شديد غمراتهم، وعظيم سكراتهم، فخطب خطبة قال فيها:

"أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، و

أشهد أن سيدنا محمّدًا عبده ورسوله، وأشهد أنّ الكتاب كما نزل، وأنّ الدين كما شرع، وأنّ الحديث كما حدّث، وأن القول كما قال، وأنّ الله هو الحق المبين . . . . في كلام طويل، ثم قال: أيها الناس، من كان يعبد محمدًا فإن مُحمّدًا قد مات، ومن كان يعبد الله فإن الله حيٌّ لا يموت، وإن الله قد تقدم إليكم في أمره، فلا تدعوه جزعا، وإن الله قد اختار لنبيه ما عنده على ما عندكم، وقبضه إلى ثوابه، وخلف فيكم كتابه، وسنة نبيّه، فمن أخذ بهما عرف، ومن فرق بينهما أنكر. يأيها الذين آمنوا كونوا قوّامين بالقسط، ولا يشغلنّكم الشيطان بموت نبيكم، ولا يفتننّكم عن دينكم، فعاجلوه بالذي تُعجزونه، ولا تستنظروه فيَلْحَقَ بكم" (زهر الآداب، ۱ : ۳۵)

آگے کر دیا

پسند کیا

مشغول کر دے

فتنہ میں ڈال دے

جلدی کرو

عاجز کر دو

مہلت نہ دو

تم سے ملے

٣۔ من خطب عمر رضى الله عنه

خطبته إذا ولى الخلافة

صعد المنبر فحمد الله و أثنى عليه ثم قال:

يا أيها الناس، انى داع فأمّنوا، اللّهم إنى غليظ فليّنى لأهل طاعتك بموافقة الحق ابتغاء وجهك والدار الآخرة، وارزقنى الغلظة والشدة على أعدائك واهل الدعارة والنفاق من غير ظلم منى لهم ولا اعتداء عليهم، اللّهم إنى شحيح فسخّنى فى نوائب المعروف قصدا من غير سرف ولا تبذير ولا رياء ولا سمعة، واجعلنى أبتغى بذلك وجهك والدار الآخرة، اللّهم ارزقنى خفض الجناح ولين الجانب للمؤمنين، اللّهم إنى كثير الغفلة والنسيان فألهمنى ذكرك على كل حال، وذكر الموت فى كل حين۔ اللّهم انى ضعيف عند العمل بطاعتك فارزقنى النشاط فيها والقوة عليها بالنيّة الحسنة التى لا تكون الا بعزتك وتوفيقك ثبّتنى باليقين والبرّ والتقوى وذكر المقام بين يديك والحياء منك وارزقنى الخشوع فيما يرضيك عنى والمحاسبة لنفسى وصلاح النيّات والحذر من الشبهات اللّهم ارزقنى التفكر والتدبر لما يتلوه لسانى من كتابك، والفهم له والمعرفة لمعانيه والنظر فى عجائبه والعمل بذلك مابقيت إنك على كلّ شئ قدير۔ (ابن عبد ربه، العقد الفريد)

٤. مِن خطب عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ

خطبته حين بايعه اهل الشّورى

أُتى منبر رسول الله صلى الله عليه وسلّم فخطب الناس فحمد الله وأثنى عليه وصلّى على النبى صلى الله عليه وسلّم وقال:

إنكم فى دار قُلعة وفى بقية أعمار فبادروا آجالكم بخير ما تقدرون عليه. فلقد أتيتم صُبّحتم أو مُسّيتم. ألا وإن الدنيا طويت على الغرور فلا تغرنكم الحياة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور. اعتبروا بمن مضى ثم جدّوا ولا تغفلوا فانه لا يغفل عنكم. أين أبناء الدنيا واخوانها الذين اثاروها وعمروها ومتّعوا بها طويلا، الم تلفظهم؟ ارموا بالدنيا حيث رمى الله بها واطلبوا الآخرة فإن الله قد ضرب لها مثلا والّذى هو خير: فقال عزّ وجلّ: وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا. وأقبل الناس يبايعونه. (تاريخ الطبرى ٤٢:٥)

٥۔ من خطب علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

أيها الناس احفظوا عني خمسا فلو شددتم إلينا المطايا حتى تنضوها لم تظفروا بمثلها: ألا لا يرجون أحدكم إلا ربه ولا يخافن إلا ذنبه، ولا يستحي أحدكم إذا لم يعلم أن يتعلم وإذا سئل عما لا يعلم أن يقول لا أعلم. ألا وإنّ الخامسة الصّبر، فإن الصّبر من الإيمان بمنزلة الرأس من الجسد، من لا صبر له لا إيمان له، ومن لا رأس له لا جسد له، ولا خير في قراءة إلا بتدبّر، ولا في عبادة إلا بتفكر، ولا في حلم إلا بعلم، ألا أنبئكم بالعالم؟ كل العالم من لم يزيّن لعباد الله معاصي الله، ولم يؤمنهم مكره ولم يؤيسهم من روحه، ولا تنزلوا المطيعين الجنة ولا المذنبين الموحدين النّار حتّى يقضي الله فيهم بأمره ولا تأمنوا على خير هذه الأمة عذاب الله، فإنّه يقول: فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ولا تقنطوا أشرّ هذه الأمّة من رحمة الله "فَإِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ". (ابن عبد ربه العقد الفريد)

رسالة عمرؓ إلى أبى عبيدةؓ

"بسم الله الرحمن الرحيم. من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى أبى عبيدة ابن الجراح، سلام عليك، فإنى أحمد إليك الله الذى لا إله إلا هو"، أما بعد: فإنه بلغنى كتابك تذكر إعزاز الله أهلَ دينه، وخِذلان أهل عداوته، وكفايته إيانا مؤنةً من عادانا، فالحمد لله على إحسانه إلينا فيما مَضَى، وحُسنِ صنيعه لنا فيما غبر، الذى عافى جماعة المسلمين، وأكرم بالشهادة فريقا من المؤمنين، فهنيئًا لهم برضا ربِّهم، وكرامته إياهم، ونسأله ألّا يحرمنا أجرهم، وألّا يفتننا بعدهم، فقد نصحوا الله، وَقَضَوا ما عليهم، ولربهم كانوا يعملون، ولأنفسهم كانوا يهتدون. وقد فهمتُ ما ذكرتَ من الأرض التى ظهر عليها وعلى أهلها المسلمون، فقالت طائفة: نُقِرُّ أهلها على أن يُؤَدُّوا الجزية إلى المسلمين، ويكونوا عُمّار الأرض، وقالت طائفة: نقتسمهم، وإنى قد نظرت فيما كتبت إلىّ من هذا، ففرق رأيي فيما سألتنى عنه، إلا أنى قد رأيت أن تقرهم، وأن تحمل الجزية عليهم، وتقسمها بين المسلمين ويكونوا عمّار الأرض، فهم أعلم بها، وأقوى عليها من غيرهم،

أرأيتم لو أنّا أخذنا أهلها واقتسمناهم، من كان يكون لمن يأتي بعدنا من المسلمين؟ والله ما كانوا إذن ليجدوا إنسانًا يكلّمونه، ولا يكلمهم، ولا ينتفعون بشيء من ذات يده، وإن هؤلاء يأكلهم المسلمون ماداموا أحياء، فإذا هلكنا وهلكوا أكل أبناؤنا أبناءهم أبدًا ما بقوا، وكانوا عبيدًا لأهل الإسلام أبدًا ما دام دين الإسلام ظاهرًا، فضع عليهم جزية، وكفّ عنهم السّبيَ وامنع المسلمين من ظلمهم، والإضرار بهم، وأكل أموالهم إلا بحقها."

فلما جاء أبا عبيدة هذا الرأي من عمر عمل به.

(فتوح الشام، ص ١٢٤)

اسئلة

(۱) أجب عمّا يأتى بالعربية :-

۱- ما هى مكانة الخطيب فى الأدب العربى ؟

۲- هل الخطيب لسان القوم مثل الشاعر ؟

۳- ما هى منزلة الخطيب فى الإسلام ؟

۴- ما هى أهمية خطبة حجة الوداع فى الإسلام ؟

۵- ما هى الأفكار الرئيسية التى وردت فى هذه الخطبة ؟

۶- ما هى المناسبة التى ألقى فيها أبو بكر الصديق رضى الله عنه خطبته ؟

۷- ذكر ما تعرفه عن خطبة عمر رضى الله تعالى عنه -

۸- ما هى مكانة خطبة على رضى الله تعالى عنه من حيث الفصاحة والبلاغة ؟

۹- ماذا تعرف عن خطبة عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه ؟

۱۰- إلى من كتب عمر رضى الله تعالى عنه رسالته وماذا قال فيها ؟

من مجانی الأدب فی حدائق العرب"

(للأب لویس شیخو الیسوعی)

رأت اللغة العربیة و آدابها حرکة نشیطة للنهضة والتطور والتجدید منذ أواخر القرن التاسع عشر المیلادی وأوائل القرن العشرین و قد نشأ فی العراق و لبنان والشام ومصر علماء الأدب البارزون ساهموا فی ازدهار اللغة العربیة وکان الأب لویس شیخو من هؤلاء العلماء الذین قدّموا للعربیة خدماتٍ جلیلةً و قد نشأ فی لبنان و تثقف ومهر فی العلوم العربیة ، و ألّف فی الأدب العربی مؤلفاتٍ مؤقّرة مثل " انیس الجلساء فی شرح دیوان الخنساء" "وشعر النصرانیة" وغیرها۔

وقد ظهر له أیضًا " مجانی الأدب فی حدائق العرب" سنة ۱۸۸۲ فی ستة مجلدات۔ ولم تکن آنذاک فی العالم العربی ما یذکر من کتب القراءة أفضل منه شعراً و نثراً علی اختلاف فنونه وموضوعاته۔ ثم شرح هذا الکتاب وجعل لکل جزء منه شرحًا علی حدة حتی صار هذا الشرح فی ستة مجلداتٍ أیضًا۔

١۔ فی الحکم

(الف) قَدْ قِیْلَ : إِنَّ الْکِتَابَ هُوَ الْجَلِیْسُ الَّذِیْ لَا یُنَافِقُ وَلَا یَمَلُّ۔ وَلَا یُعَاتِبُكَ إِذَا جَفَوْتَهٗ وَلَا یُفْشِیْ سِرَّكَ فاش کرنا

(لاوبن الطقطقی)

(ب) اَلْعِلْمُ شَجَرَةٌ وَالْعَمَلُ ثَمَرَتُهَا، وَلَوْ قَرَأْتَ الْعِلْمَ مِائَةَ سَنَةٍ وَجَمَعْتُ أَلْفَ کِتَابٍ لَا أَکُوْنُ مُسْتَعِدًّا لِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی إِلَّا بِالْعَمَلِ لِأَنَّ لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰی. فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا لِأَنَّ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ هُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ لَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا (للغزالی)

مشابہ

٢۔ فی الامثال السائرة

(ا) إِذَا بَالَغْتَ فِی النَّصِیْحَةِ هَجَمَتْ بِكَ عَلَی الْفَضِیْحَةِ۔

اچانک

(ب) إِنَّكَ لَا تَجْنِیْ مِنَ الشَّوْكِ الْعِنَبَ۔

حاصل

(ج) إِنْ لَمْ تَغْضَ عَلَی الْقَذٰی لَمْ تَرْضَ أَبَدًا۔

(د) رُبَّ حَرْبٍ شُبَّتْ مِنْ لَفْظَةٍ۔

(ہ) رُبَّ کَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً۔ چھین لی

(و) شهادات الفعال خير من شهادات الرجال.

(ز) أصعب ما على الإنسان معرفة نفسه.

(ح) في العجلة الندامة وفي التأني السلامة.

(ط) كثرة الضحك تذهب الهيبة.

(ى) من لم يركب الأهوال لم ينل الرغائب

(ك) يوم واحد للعالم خير من الحياة كلها للجاهل.

٢. في امثال عن ألسنة الحيوانات

الف. قطتان وقرد

قطتان اختطفتا جبنة وذهبتا بها إلى القرد لكي يقسمها بينهما فقسمها إلى قسمين أحدهما أكبر من الآخر ووضعهما في ميزانه فرجح الأكبر فأخذ منه شيئًا بأسنانه وهو يظهر أنه يريد مساواته بالأصغر ولكن إذ كان ما أخذه منه هو أكثر من اللازم رجح الأصغر ففعل بهذا ما فعله بذالك ثم فعل بذاك ما فعله بهذا حتى كاد يذهب بالجبنة: فقالت له القطتان: نحن رضينا بهذه القسمة فأعطنا الجبنة، فقال إذا كنتما أنتما رضيتما فإن العدل لا يرضى. وما زال يقضم القسم الراجح منهما كذالك حتى أتى عليهما

جَمِيْعًا۔ فَرَجَعَتِ الْقِطَّتَانِ بِحُزْنٍ وَخَيْبَةٍ وَهُمَا تَقُوْلَانِ:

وَمَا مِنْ يَدٍ إِلَّا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَهَا

وَلَا ظَالِمٌ إِلَّا سَيُبْلٰى بِأَظْلَمِ۔

ب۔ أَسَدٌ وَثَوْرٌ

أَسَدٌ مَرَّةً أَرَادَ أَنْ يَفْتَرِسَ ثَوْرًا فَلَمْ يَجْسُرْ عَلَيْهِ لِشِدَّتِهٖ فَمَضٰى إِلَيْهِ مُتَمَلِّقًا قَائِلًا: قَدْ ذَبَحْتُ خَرُوْفًا سَمِيْنًا وَأَشْتَهِيْ أَنْ تَأْكُلَ عِنْدِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ مِنْهُ۔ فَأَجَابَ الثَّوْرُ إِلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى الْعَرِيْنِ وَنَظَرَهٗ فَإِذَا الْأَسَدُ هَيَّأَ وَأَعَدَّ حَطَبًا كَثِيْرًا وَخَلَاقِيْنَ كِبَارًا فَوَلّٰى هَارِبًا: فَقَالَ لَهُ الْأَسَدُ: مَا لَكَ وَلَّيْتَ بَعْدَ مَجِيْئِكَ إِلٰى هُنَا۔ فَقَالَ لَهُ الثَّوْرُ: لِأَنِّيْ عَلِمْتُ أَنَّ هٰذَا الْاِسْتِعْدَادَ لِمَا هُوَ أَكْبَرُ مِنَ الْخَرُوْفِ

(مَعْنَاهُ) أَنَّهٗ يَنْبَغِيْ لِلْعَاقِلِ أَنْ لَا يُصَدِّقَ عَدُوَّهٗ۔
(لِلُقْمَانَ)

عقلمند کو چاہیے کہ دشمن کو سچا نہ جانے

ج۔ الثَّعْلَبُ وَالدِّيْكُ

حُكِيَ أَنَّ الثَّعْلَبَ مَرَّ فِي السَّحَرِ بِشَجَرَةٍ فَرَأٰى فَوْقَهَا دِيْكًا فَقَالَ لَهٗ: أَمَا تَنْزِلُ نُصَلِّيْ جَمَاعَةً۔ فَقَالَ: إِنَّ الْإِمَامَ نَائِمٌ خَلْفَ الشَّجَرَةِ فَأَيْقِظْهُ۔ فَنَظَرَ الثَّعْلَبُ فَرَأَى الْكَلْبَ وَوَلّٰى هَارِبًا۔ فَنَادَاهُ الدِّيْكُ مَا تَأْتِيْ لِنُصَلِّيْ؛ فَقَالَ: قَدِ انْتَقَضَ وُضُوْئِيْ فَاصْبِرْ حَتّٰى أُجَدِّدَ

لِىْ وُضُوْءً وَ أَرْجِعَ ۔

چغلخور بھیڑیا

٣- الاسد والثعلب والذئب النمام

ذَكَرَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِىْ اٰخِرِ كِتَابِ الْأَذْكِيَاءِ ۔ قَالَ : مَرِضَ الْأَسَدُ فَعَادَتْهُ السِّبَاعُ وَالْوُحُوْشُ مَا خَلَا الثَّعْلَبَ فَنَمَّ عَلَيْهِ الذِّئْبُ ۔ فَقَالَ الْأَسَدُ : إِذَا حَضَرَ فَأَعْلِمْنِىْ فَلَمَّا حَضَرَ الثَّعْلَبُ أَعْلَمَهُ الذِّئْبُ بِذَالِكَ ، وَكَانَ قَدْ أُخْبِرَ بِمَا قَالَهُ الذِّئْبُ ۔ فَقَالَ الْأَسَدُ : أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا الْفَوَارِسِ فَقَالَ : كُنْتُ أَطْلُبُ لَكَ الدَّوَاءَ ۔ قَالَ : وَأَيَّ شَيْءٍ أَصَبْتَ قَالَ : قِيْلَ لِىْ : خَرَزَةٌ فِىْ عُرْقُوْبِ أَبِىْ جَعْدَةَ ۔ قَالَ : فَضَرَبَ الْأَسَدُ بِيَدِهٖ فِىْ سَاقِ الذِّئْبِ فَأَدْمَاهُ ۔ وَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا ۔ وَ خَرَجَ دَمُهٗ يَسِيْلُ عَلٰى رِجْلِهٖ ۔ وَانْسَلَّ الثَّعْلَبُ فَمَرَّ بِهٖ الذِّئْبُ فَنَادَاهُ ، يَا صَاحِبَ الْخُفِّ الْأَحْمَرِ إِذَا قَعَدْتَ عِنْدَ الْمُلُوْكِ فَانْظُرْ مَا يَخْرُجُ مِنْكَ ۔ فَإِنَّ الْمَجَالِسَ بِالْأَمَانَاتِ ۔

درندے

جنگلی جانور

چغلی کھائی

لہو بہنے لگا

کھسک گیا

سوچ کر بولو

امانت داری سے بھری ہیں

۴- في الفضائل والنقائص

الف- المودّة والصّداقة

محبت اور خلوص

قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ : يَا بُنَيَّ لِيَكُنْ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكْسِبُهٗ بَعْدَ الْإِيْمَانِ خَلِيْلًا صَالِحًا فَإِنَّمَا مَثَلُ الْخَلِيْلِ كَمَثَلِ النَّخْلَةِ إِنْ قَعَدْتَ فِىْ ظِلِّهَا وَإِنِ احْتَطَبْتَ مِنْ حَطَبِهَا نَفَعَكَ وَإِنْ أَكَلْتَ مِنْ ثَمَرِهَا وَجَدْتَهٗ طَيِّبًا ۔ (امثال العرب)

کھجور کا درخت

ایندھن

ب۔ حفظ اللّسان

قَالَ لُقْمَانُ لِوَلَدِهٖ: يَابُنَيَّ إِذَا فْتَخَرَ النَّاسُ بِحُسْنِ كَلَامِهِمْ فَافْتَخِرْ أَنْتَ بِحُسْنِ صَمْتِكَ (لِلابشيهى)

چھپانا

ج۔ كتمان السّرّ

قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ: سِرُّكَ أَسِيرُكَ فَإِذَا تَكَلَّمْتَ بِهٖ صِرْتَ أَسِيرَهٗ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: اَلْقُلُوْبُ أَوْعِيَةٌ وَالشِّفَاهُ أَقْفَالُهَا وَالْأَلْسُنُ مَفَاتِيْحُهَا فَلْيَحْفَظْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِفْتَاحَ سِرِّهٖ۔

بن جاؤ گا

برتن

د۔ ذم سوء الخلق

قَالَ عَمرو بنُ مَعدِي كَرِب: اَلْكَلَامُ اللَّيِّنُ يُلِيْنُ الْقُلُوْبَ الَّتِيْ هِيَ أَقْسٰى مِنَ الصُّخُوْرِ، وَالْكَلَامُ الْخَشِنُ يُخَشِّنُ الْقُلُوْبَ الَّتِيْ هِيَ أَنْعَمُ مِنَ الْحَرِيْرِ۔

(للغزالي)

مدح الكرم

(ه) سَأَلَ مُعَاوِيَةُ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ. فَقَالَ: يَا أَبَا يَحْيٰى كَيْفَ الزَّمَانُ. قَالَ: اَلزَّمَانُ أَنْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ إِنْ صَلَحْتَ صَلَحَ الزَّمَانُ. وَإِنْ فَسَدْتَّ فَسَدَ۔

(للغزالى)

٥- فى الحكايات واللطائف

(الف) أَبُو الْعَيْنَاءِ قَالَ لَهُ الْمُتَوَكِّلُ: كَيْفَ تَرَى دَارَنَا هٰذِهِ- فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأَيْتُ النَّاسَ يَبْنُونَ الدُّورَ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ تَبْنِي الدُّنْيَا فِي دَارِكَ- وَقَدْ نَظَمَ بَعْضُ الْأُدَبَاءِ فِي هٰذَا الْمَعْنَى:

وَلِي مَسْئَلَةٌ بَعْدُ فَعَاجِلْنِي بِإِخْبَارِي
بَنَيْتَ الدَّارَ فِي دُنْيَاكَ أَمْ دُنْيَاكَ فِي الدَّارِ

(من لطائف الوزراء)

ب- ابو العلاء المعرّى والغلام

حُكِيَ أَنَّ غُلَامًا لَقِيَ أَبَا الْعَلَاءِ الْمَعَرِّيَّ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ يَا شَيْخُ- قَالَ: فُلَانٌ- قَالَ: أَنْتَ الْقَائِلُ فِي شِعْرِكَ:

وَإِنِّي وَإِنْ كُنْتُ الْأَخِيرَ زَمَانُهُ
لَآتٍ بِمَا لَمْ تَسْتَطِعْهُ الْأَوَائِلُ

قَالَ: نَعَمْ- قَالَ: عَمَّاهْ إِنَّ الْأَوَائِلَ قَدْ رَتَّبُوا ثَمَانِيَةً وَعِشْرِينَ حَرْفًا لِلْهِجَاءِ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَزِيدَ عَلَيْهَا حَرْفًا- (قَالَ) فَدَهِشَ الْمَعَرِّيُّ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الْغُلَامَ لَا يَعِيشُ لِشِدَّةِ حِذْقِهِ وَتَوَقُّدِ فُؤَادِهِ (للقليوبى)

ج- الرازى وصبيان

(ج) حَكَى أَبُو عَلِيٍّ الرَّازِيُّ قَالَ: مَرَرْتُ وَصِبْيَانٌ فِي طَرِيقِ الشَّامِ

يَلْعَبُونَ بِالتُّرَابِ وَقَدِ ارْتَفَعَ الْغُبَارُ فَقُلْتُ: مَهْلًا قَدْ غَبَّرْتُمْ. فَقَالَ صَبِيٌّ مِنْهُمْ: يَا شَيْخُ أَيْنَ تَفِرُّ إِذَا هِيلَ عَلَيْكَ التُّرَابُ فِي الْقَبْرِ. فَغُشِيَ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ وَالصَّبِيُّ قَاعِدٌ عِنْدَ رَأْسِي مَعَ الصِّبْيَانِ يَبْكُونَ فَقُلْتُ لَهُ: أَعِنْدَكَ حِيلَةٌ فِي الْفِرَارِ مِنَ التُّرَابِ. قَالَ: أَنَا لَا أَعْلَمُ وَلٰكِنْ سَلْ غَيْرِي فَقُلْتُ: وَمَنْ غَيْرُكَ قَالَ عَقْلُكَ. (لِلشَّرِيشِي)

٦۔ في الفكاهات

(الف) يُقَالُ إِنَّ هَبَنَّقَةَ كَانَ يَرْعَى غَنَمَ أَهْلِهِ فَيَرْعَى السِّمَانَ فِي الْعُشْبِ وَيُنَحِّي الْمَهَازِيلَ. فَقِيلَ لَهُ: وَيْحَكَ مَا تَصْنَعُ. فَقَالَ: لَا أُصْلِحُ مَا أَفْسَدَ اللّٰهُ وَلَا أُفْسِدُ مَا أَصْلَحَ اللّٰهُ. (لطائف العرب)

سبز گھاس

ب۔ الراعي والجرة

قِيلَ إِنَّهُ كَانَ لِأَحَدِ الْأَغْنِيَاءِ رَاعٍ يَرْعَى غَنَمًا فِي إِحْدَى الْبَرَارِي. وَكَانَ قَدْ عَيَّنَ لَهُ مَعَاشًا فِيهِ شَيْءٌ مِنَ السَّمْنِ. فَكَانَ الرَّاعِي يُبْقِي السَّمْنَ وَيَذْخَرُهُ فِي جَرَّةٍ لَهُ كَانَتْ مُعَلَّقَةً فِي كُوخِهِ. فَبَيْنَمَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسٌ فِي كُوخِهِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ. وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَصَاهُ أَخَذَ يُفَكِّرُ بِمَا يَعْمَلُهُ فِيمَا اجْتَمَعَ عِنْدَهُ مِنَ السَّمْنِ. فَقَالَ فِي نَفْسِهِ: إِنِّي سَأَذْهَبُ بِهِ غَدًا إِلَى السُّوقِ وَأَبِيعُهُ

جنگل

گھی

وَ أَشْتَرِيْ بِثَمَنِهِ نَعْجَةً حَامِلًا فَتَضَعُ لِيْ نَعْجَةً أُخْرٰى، ثُمَّ
تَكْبُرُ هٰذِهٖ وَ تَلِدُ لِيْ مَعَ أُمِّهَا نِعَاجًا أُخَرَ وَهٰكَذَا إِلَى أَنْ سلسلہ
يَصِيْرَ عِنْدِيْ قَطِيْعٌ كَبِيْرٌ. فَأَرُدُّ مَا عِنْدِيْ مِنَ الْغَنَمِ إِلٰى صَاحِبِهٖ ریوڑ
وَأَتَّخِذُ لِيْ أَجِيْرًا يَرْعٰى غَنَمِيْ. وَ أَبْتَنِيْ لِيْ قَصْرًا عَظِيْمًا فَأُزَيِّنُهٗ
بِالْمَفْرُوْشَاتِ الْحَسَنَةِ وَ الْأَوَانِي الْمُرَصَّعَةِ وَالْمَنْقُوْشَاتِ
الْبَهِجَةِ. وَمَتٰى بَلَغَ رُشْدَ وَلَدِيْ أُحْضِرُ لَهٗ مُعَلِّمًا أَدِيْبًا حسین
حَكِيْمًا يُعَلِّمُهُ الْآدَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ أَمُرُهٗ بِطَاعَتِيْ وَاحْتِرَامِيْ.
فَإِنِ امْتَثَلَ وَ إِلَّا ضَرَبْتُهٗ بِهٰذِهِ الْعَصَا. وَرَفَعَ بِعَصَاهُ
فَأَصَابَتِ الْجَرَّةَ فَكَسَرَتْهَا فَسَقَطَ السَّمْنُ عَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ
وَثِيَابِهٖ مُتَبَدِّدًا فِيْ كُلِّ جِهَةٍ. فَحَزِنَ لِذٰلِكَ حُزْنًا عَظِيْمًا.
قَائِلًا: لَعَلَّ هٰذَا جَزَاءُ مَنْ يُصْغِيْ إِلٰى تَخَيُّلَاتِهٖ.

دھیان دیا ہے

المناقشة

(١) من هو مؤلّف مجانى الأدب فى حدائق العرب؟

(٢) كم جزءاً لمجانى الأدب فِي حَدَائق العرب؟

(٣) ما مكانة هذا الكتاب فى الأدب العربى؟

(٤) بما ذَا شبّه إبن الطقطقى الكتاب؟

(٥) ماذا يرى الغزالى فى العلم والعمل؟

(٦) هل يجتى من الشوك العنب؟

(٧) هل شهادات الفعال خير من شهادات الرجال؟ ما هو رأيك؟

(٨) ما هى القصة التى مغزاها "المجالس بالأمانات"

(٩) هل يد الله فوق كل يدو بما ذا يبتلى الظالمُ؟

(١٠) ما جزاء من يضغى إلى تخيلاته؟

من كليلة ودمنة

لابن المقفّع

إنّ "كليلة ودمنة" من أقدم كتب الأدب وأكثرها تداولاً وانتشاراً. هو كتاب فى إصلاح الأخلاق وتهذيب النفوس ألّفه فيلسوف هندى إسمه "بيدبا" منذ نيف وعشرين قرناً لملك من ملوك الهند إسمه "دبشليم"، وجعل النصح فيه على ألسنة البهائم والطيور على عادة الهنود البراهمة فى عصورهم القديمة.

كان بيدبا ألف هذا الكتاب باللغة السنسكريتية، ثمّ أخذ الناس فى نقله والزيادة فيه، فنقل إلى اللغة التبتية والفارسية ومنها إلى العربية والترجمة العربية هى أهم ترجمات هذا الكتاب لأنها حفظته وكانت واسطة نقله إلى سائر اللغات الحية، نقله إلى العربية عبد الله بن المقفّع كاتب أبى جعفر المنصور العباسى.

وقد ولد ابن المقفّع فى جور من بلاد فارس فى العشر الأول من القرن الثانى للهجرة وقد توفى فى منتصف ذالك القرن.

١۔ مَثَلُ الأَرْنَبِ وَالأَسَدِ

قَالَ دِمْنَةُ، زَعَمُوا أَنَّ أَسَدًا كَانَ فِي أَرْضٍ كَثِيرَةِ المَاءِ وَالخِصْبِ وَكَانَ مَا بِتِلْكَ البِلَادِ مِنَ الوَحْشِ فِي سَعَةٍ مِنَ المَاءِ وَالمَرْعَى إِلَّا أَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ يَنْفَعُهَا مِنْ خَوْفِ الأَسَدِ، فَائْتَمَرَتْ تِلْكَ الوُحُوشُ وَاجْتَمَعَتْ إِلَى الأَسَدِ فَقُلْنَ لَهُ: إِنَّكَ لَا تَصِيدُ الدَّابَّةَ مِنَّا فِي يَوْمٍ إِلَّا فِي تَعَبٍ وَنَصَبٍ وَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا رَأْيًا لَنَا وَلَكَ فِيهِ رَاحَةٌ فَإِنْ أَنْتَ أَمَّنْتَنَا فَلَمْ تُخِفْنَا جَعَلْنَا لَكَ فِي كُلِّ يَوْمٍ دَابَّةً نُرْسِلُ بِهَا إِلَيْكَ عِنْدَ غَدَائِكَ فَرَضِيَ الأَسَدُ بِذٰلِكَ وَصَالَحَهُنَّ عَلَيْهِ وَتَرَازَنَ ذٰلِكَ لَهُ. ثُمَّ إِنَّ أَرْنَبًا أَصَابَتْهَا القُرْعَةُ فَقَالَتْ لَهُنَّ: إِنْ أَنْتُنَّ رَفَقْتُنَّ بِي فِيمَا لَا يَضُرُّكُنَّ لَعَلِّي أَنْ أُرِيحَكُنَّ مِنَ الأَسَدِ فَقُلْنَ: وَمَا الَّذِي تَأْمُرِينَ مِنَ الرِّفْقِ بِكِ؟ قَالَتْ: تَأْمُرْنَ مَنْ يَنْطَلِقُ مَعِي أَلَّا يَتْبَعَنِي لَعَلِّي أَنْ أُبْطِئَ عَلَى الأَسَدِ بَعْضَ الإِبْطَاءِ حَتَّى يَتَأَخَّرَ غَدَاؤُهُ. قُلْنَ: فَلَكِ ذٰلِكَ: فَانْطَلَقَتِ الأَرْنَبُ مُتَانِيَةً حَتَّى إِذَا جَاوَزَتِ السَّاعَةَ الَّتِي كَانَ الأَسَدُ يَأْكُلُ فِيهَا تَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ تَدِبُّ رُوَيْدًا

وَقَدْ جَاعَ الْأَسَدُ حِينَ أَبْطَأَ عَنْهُ غَدَاؤُهُ فَغَضِبَ وَقَامَ مِنْ مَرْبَضِهِ يَتَمَشَّى حَتَّى إِذَا رَأَى الْأَرْنَبَ قَالَ لَهَا: مِنْ أَيْنَ جِئْتِ وَأَيْنَ الْوُحُوشُ. قَالَتْ، إِنِّي رَسُولُ الْوُحُوشِ أَرْسَلَتْنِي إِلَيْكَ وَقَدْ بَعَثْنَ مَعِي لَكَ بِأَرْنَبٍ. فَلَمَّا كُنْتُ هٰهُنَا قَرِيبًا مِنْكَ اسْتَقْبَلَنِي أَسَدٌ فَأَخَذَهَا مِنِّي وَقَالَ، أَنَا أَوْلَى بِهٰذِهِ الْأَرْضِ وَوَحْشِهَا. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ هٰذِهِ غَدَاءُ الْمَلِكِ أَرْسَلَتْ بِهَا إِلَيْهِ الْوُحُوشُ فَلَا تُغْضِبَنَّهُ. فَغَضِبَ الْأَسَدُ وَقَالَ: اِنْطَلِقْ مَعِي فَأَرِينِي هٰذَا الْأَسَدَ. فَانْطَلَقَتْ بِالْأَسَدِ إِلَى جُبٍّ ذِي مَاءٍ صَافٍ عَمِيقٍ فَقَالَتْ: هٰذَا مَكَانُ الْأَسَدِ وَأَنَا أَفْرَقُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَحْمِلَنِي فِي حِضْنِكَ فَلَا أَخَافَهُ حَتَّى أُرِيَكَهُ فَاحْتَضَنَهَا الْأَسَدُ وَتَقَدَّمَتْهُ إِلَى الْمَاءِ الصَّافِي فَقَالَتْ لَهُ: هٰذَا الْأَسَدُ وَهٰذِهِ الْأَرْنَبُ. فَاطَّلَعَ الْأَسَدُ فَرَأَى ظِلَّهُ وَظِلَّ الْأَرْنَبِ فِي الْمَاءِ فَلَمْ يَشُكَّ فِي قَوْلِهَا فَوَضَعَ الْأَرْنَبَ فَاطَّلَعَ الْأَسَدُ وَوَثَبَ لِقِتَالِهِ فَغَرِقَ فِي الْجُبِّ وَأَفْلَتَتِ الْأَرْنَبُ وَعَادَتْ إِلَى الْوُحُوشِ فَأَعْلَمَتْهُنَّ صَنِيعَهَا بِالْأَسَدِ.

٢. مثل القرود والطائر والرجل

قَالَ كَلِيلَةُ، زَعَمُوا أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الْقُرُودِ كَانُوا فِي جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ فَأَبْصَرُوا ذَاتَ لَيْلَةٍ يَرَاعَةً تَطِيرُ فَظَنُّوا أَنَّهَا شَرَارَةٌ فَجَمَعُوا حَطَبًا فَوَضَعُوهُ عَلَيْهَا ثُمَّ

پھونکیں مارنے لگے

أَقْبَلُوا ينفخون وكان قَرِيبٌ مِنهُم شَجَرَةٌ فِيهَا طَائِرٌ فَجَعَلَ يُنَادِيهِم: إِنَّ الَّذِي رَأَيْتُم لَيْسَ بِنَارٍ. فَأَبَوْا أَنْ يَسْمَعُوا مِنْهُ فنزل إِلَيْهِم ليعلمهم فَمَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيُّهَا الطَّائِرُ لَا تَلْتَمِسْ تَقْوِيمَ مَا لَا يَسْتَقِيمُ وَلَا تَأْدِيبَ مَا لَا يَتَأَدَّبُ فَإِنَّهُ مَنْ عَالَجَ مَا لَا يَسْتَقِيمُ بِالمُعَالَجَةِ نَدِمَ فَإِنَّ الحَجَرَ الَّذِي لَا يَنْقَطِعُ لَا تُجَرَّبُ عَلَيْهِ السُّيُوفُ. وَالعُودُ الَّذِي لَا يَنْحَنِي لَا يُعَالَجُ انْحِنَاؤُهُ وَمَنْ عَالَجَ مَا لَا يَسْتَقِيمُ يَندَمُ. فَأَبَى ذٰلِكَ الطَّائِرُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ذٰلِكَ الرجل وَلَا يَنْتَفِعَ بِشَيْءٍ مِنْ قَوْلِهِ حَتَّى دَنَا مِنَ القِرَدَةِ ليفهمهم أَمْرَ الْيَرَاعَةِ أَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَارٍ. فَتَنَاوَلَهُ بَعْضُ القِرَدَةِ فَقَطَعَ رَأْسَهُ.

انکار کر دیا

٣۔ مثل النَّاسِكِ والعريض واللصوص

قال زعموا أن ناسكًا اشترى عريضًا سمينًا ليجعله قربانا فانطلق به يقوده فبصر به نفر مكرة فائتمروا ليخدعوه فعرض له احدهم فقال: ايها الناسك ما هذا الكلب الذى معك ثم عرض له آخر فقال: ايها الناسك اظنك تريد الصيد بهذا الكلب. ثم عرض له ثالث فقال: إن هذا الرجل الذى عليه لباس الناسك ليس بناسك فان الناسك لا يقود كلبًا. فقال الناسك: لعل الذى باعنى سحر عينى. فخلى العريض وتركه فأخذه النفر ...

اقتسموه بينهم۔

٤۔ مثل الحمامتين

قال ايلاذ : زعموا أن حمامتين ذكراً و أنثى ملأ عشهما من البر والشعير فقال الذكر للانثى : انا اذا وجدنا في الصحاري ما نعيش به فلسنا بآكلين مما في عشنا شيئًا۔ فاذا جاء الشتاء ولم نصب في الصحاري شيئا اقبلنا على ما جمعناه فأكلناه۔ فرضيت الانثى بذالك و قالت : نعم ما رأيت و سنفعل ما ذكرت وكان البرّ والشعير نديًا حين وضعاه فامتلأ عشهما فانطلق الذكر الى مكان تغيّب فيه فأبطأ۔ فلما كان الصيف يبس ذالك الحب و ذبل فنقص مما كان۔ ثم رجع الذكر فرأى ذلك الحب ناقصا فقال للانثى: قد كنا أجمعنا على ان لا نأكل من العش شيئًا فلِمَ اكلتِ منه فحلفت الانثى أن " ما اكلت منه حبّة" فلم يصدّقها وجعل ينقرها حتى قتلها۔ فلما جاء الشتاء والامطار ندي الحب فامتلأ العش كما كان۔ فلما رأى الذكر ان العش قد امتلأ أضطجع الى جانبها نادمًا و قال : كيف ينبغي لي العيش اذا طلبتك فلم اقدر عليك۔ فمن كان عاقلًا علم انه لا ينبغي ان يعجّل بالعذاب والعقوبة لاسيما بعذاب من يخاف أن يندم على عذابه كما ندم الحمام الذكر۔

اسکی بیوی

٥۔ مثل التاجر وامرأته واللص

قال الوزير: زعموا أنه كان تاجر كثير المال وهو شيخ مُسن له امرأة شابة وكان كلفاً بها يعتني بأمرها وأمر ولدها وكانت هي قالية له لكبر سنه فتعرض عن خدمته۔ وكان التاجر يعلم ما في نفسها فلا يزيده ذلك الا حبًّا لها۔ ثمّ ان سارقًا اتى بيت التاجر ليلة فلما دخل البيت وجد التاجر نائمًا وامرأتهُ مُستيقظة فذعرت من السارق ووثبت الى زوجها واستجارت به والتزمتهُ۔ فاستيقظ التاجر بالتزامها فقال: من أين لي هذه النعمة؟ ثم بصر السارق وعلم ان فرق امرأته من السارق دعاها الى اللياذ به فناداهُ فقال: ايها السارق انت في حلّ مما اردت أخذه من مالي ومتاعي ولك الفضل بما عطفتَ عليّ قلب زوجتي۔

[illegible] مائل کر دیا

المناقشة

(۱) هل "كليلة ودمنة" من أقدم كتب الأدب وأهمها؟

(۲) مَن ألّف هذا الكتاب بدأً وفي أيّة لغة وضعها؟

(۳) مَن نقل هذا الكتاب إلى العربية؟

(۴) ما هي مكانته بين الأدباء العرب؟

(۵) ما هي أهمية الترجمة العربية لهذا الكتاب؟

(۶) ماذا تعرف عن قصة الأرنب والأسد؟

(۷) كيف خلّص أرنب الوحوش من الأسد؟

(۸) ما هي مغزى قصة القرود والطائر والرجل؟

(۹) ما هو عدد القصص في هذه الوحدة؟

(۱۰) اذكر ما تعرفه عن قصّة الحامين؟

(۱۱) هل اعجبتك قصة "مثل التاجر وامرأته واللص" أم لا؟

من النصوص الأدبية

١ـ الكتاب

(لأبى عثمان الجاحظ)[1]

تقديم :

ما أطيب الوقت تقضيه فى القراءة . وأجمل بالساعة تمضيها فى الاطلاع على ذخائر العقل وكنوز المعرفة فتنمو معلوماتك، وتتسع ثقافتك، وتزداد بصرًا بالأمور، ولا سبيل إلى ذلك إلا بتقوية صلتك بالكتب . ودعم علاقتك بها، واتخاذك منها رفيقًا لا تفارقه، وصديقًا لا تمل مصاحبته إنك إذا استطعت أن تنظم أوقات قراءتك، وتروض

---

[1] الجاحظ، هو أبو عثمان عمرو بن بحر الكنانى، ولد بالبصرة سنة ١٥٩هـ وخالط أهل العلم والأدب، وكان مولعًا بالمطالعة ولعًا شديدًا إلى درجة أنه كان يكترى دكاكين الوراقين (بائعى الكتب) ويقيم فيها للقراءة . له عدة مؤلفات أشهرها كتاب الحيوان، وكتاب البخلاء، وكتاب البيان والتبيين . كما أن له عدة رسائل فى أغراض مختلفة، توفى بالبصرة سنة ٢٥٥هـ.

مطالعہ

ريدِنا، نفسك على الاطلاع والبحث والدراسة، فإنك بذلك تحقق مُتعةً لا تعادلها متعة، ولذة تصغر أمامها لذائذ الحياة كلها. وحسبك من الكتاب ـفيا مِن وفاؤه، ومن محتواه فوائده الكثيرة، فعش للكتاب صديقًا وللمطالعة مُحِبًّا. محب بن کر

کافی مشمولات زندگی گزار

النص:

الكتابُ هو الجليس الذى لا يُطريك والصديق الذى لا يغريك والرفيق الذى لا يَمَلُّكَ، والجار الذى لا يَسْتَبْطِئُكَ والصاحب الذى لا يُرِيدُ استخراجَ ما عندك بِالمَلَقِ ولا يعامِلُك بالمكر، ولا يَخْدَعُكَ بالنِّفَاقِ، ولا يَحْتَالُ لكَ بِالكَذِبِ.

الكتابُ نِعْمَ الأَنِيسُ ساعةَ الوِحْدَةِ، ونِعْمَ المَعْرِفَةُ بِبلادِ الغُرْبَةِ، ونِعْمَ القَرِينُ والدَّخِيلُ، ونِعْمَ الوَزِيرُ والنَّزِيلُ. الكتابُ وِعاءٌ مُلِئَ عِلْمًا، وظَرْفٌ حُشِيَ ظَرْفًا، وإناءٌ شُحِنَ مِزاحًا وجِدًّا، إنْ شِئْتَ ضَحِكْتَ مِنْ نَوادِرِه

خوش طبعی

وَإنْ شئتَ عَجِبْتَ من غرائبِ فرائدِه، وإن شئتَ ألهتكَ طرائفُهُ، وَإنْ شئتَ أشجتْكَ مَوَاعِظُه، وبعد، فمتى رأيتَ بُستانًا يُحمَلُ

فِى رُدْنٍ ، ورَوضَةً تُقَلُّ فِى حِجْرٍ ، وَ نَاطِقًا يَنْطِقُ
عَنِ المَوْتَى وَيُتَرْجِمُ عن الأَحْيَاءِ؟ ومن لك بمُؤنِسٍ ساتھی
لا يَنامُ إِلَّا بِنَوْمِكَ ، ولا يَنطِقُ إلا بما تَهوَى ،
آمَنُ مَنْ فى الأَرْضِ وأَكْتَمُ للسِّرِّ مِنْ صَاحِبِ السِّرِّ. رازدار

المناقشة

١- بم وصف الجاحظ الكتاب؟ وما رأيك في هذه الأوصاف؟

٢- ما الصفات المشتركة بين الكتاب والبستان؟ وأيهما أكثر متعة؟

٣- كيف يكون الكتاب ناطقًا عن الموتى ومترجمًا عن الأحياء؟

٤- اشرح قول الجاحظ "آمن من في الأرض، وأكتم للسر من صاحب السر"

٥- من الجاحظ؟ وماذا تعرف عنه؟

النثر العربي الحديث

تضحية وإيمان

قربانی

(للدكتور طه حسين)[١]

تقديم

كانت هجرة النبي صلى الله عليه وسلم من مكة إلى المدينة حدثًا تاريخيًا عظيمًا، بدأ الإسلام بعدها عهدًا جديدًا، وأخذ الناس يدخلون في دين الله أفواجًا، ويصور لنا الكاتب في هذه القطعة ما كان يلقاه المؤمنون من عنت قريش واضطهادها، وما كانوا يبذلون من تضحية في سبيل المبدأ والعقيدة وإعلاء كلمة الله، ويخص بالذكر صحابيًا جليلًا لقي الأذى صابرًا راضيًا، وواجهه شجاعًا عزيزًا، وضحى

---

(١) الدكتور طه حسين عميد الأدب العربي في العصر الحاضر، شغل عدة مناصب منها: منصب مدير جامعة القاهرة ووزير التربية والتعليم بمصر، ورئيس مجمع اللغة العربية بها، له مؤلفات كثيرة منها: الأيام، وعلى هامش السيرة، والوعد الحق، ويمتاز أسلوبه بالسهولة والوضوح والرقة توفي رحمه الله في أواخر عام ١٩٧٣م.

في سبيل عقيدته بنفسه وماله، حتى قدرت له النجاة، وكتبت له صحبة الرسول، والعيش في جواره الكريم، كما يصور الكاتب الفرحة الكبرى التي شملت المدينة بسبب هجرة النبي إليها، وتسابق الأنصار إلى تكريم النبي وأصحابه من المهاجرين، يؤوونهم في مساكنهم، ويقومون بحاجاتهم، ويقدمون لهم كل ما يستطيعون أن يقدموه من الطيبات.

النص:

بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ أَبُوْ بَكْرٍ قُبَاءَ وَنَزَلَا بَيْنَ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَقَدْ فَرِحَ النَّبِيُّ بِهِجْرَتِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَفَرِحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِهِجْرَتِهِ إِلَيْهَا، فَهِيَ فِيْ عِيْدٍ مُتَّصِلٍ، وَالْأَنْصَارُ يَسْتَبِقُوْنَ إِلَى بِرِّ النَّبِيِّ وَأَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، يُؤْوُوْنَهُمْ. —— وَيَقُوْمُوْنَ بِحَاجَاتِهِمْ وَيُطْرِفُوْنَهُمْ بِمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يُطْرِفُوْهُمْ بِهِ مِنَ الطَّيِّبَاتِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ النَّهَارُ وَانْتَصَفَ.

وَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ رُطَبًا، وَجَعَلَ النَّبِيُّ وَمَنْ مَعَهُ يُصِيْبُوْنَ مِنَ الرُّطَبِ، وَإِنَّهُمْ لَفِيْ ذٰلِكَ، وَإِذَا شَخْصٌ يَرْتَفِعُ لَهُمْ ثُمَّ يَدْنُوْ مِنْهُمْ، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَجْلِسُ إِلَيْهِمْ، وَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ إِلَى الْإِسْلَامِ.

اسلام لایا

وَقَدْ أَقْبَلَ صُهَيْبٌ مَجْهُودًا مَكْدُودًا قَدْ بَلَغَ مِنْهُ الْإِعْيَاءُ، وَكَادَ يَأْتِي عَلَيْهِ الْجُوعُ، وَقَدْ أَصَابَهُ فِي طَرِيقِهِ رَمَدٌ، فَهُوَ لَا يَكَادُ يَرَى إِلَّا فِي مَشَقَّةٍ، وَقَدْ أَلْقَى تَحِيَّتَهُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ أَلْقَى نَفْسَهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ نَظَرَ فَرَأَى الرُّطَبَ، فَانْكَبَّ عَلَيْهِ، وَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْلَ غَيْرِ رَفِيقٍ حَتَّى إِذَا أَرْضَى حَاجَتَهُ إِلَى الطَّعَامِ ـــــــــ

جَعَلَ يُعَاتِبُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ: وَعَدْتَنِي الصُّحْبَةَ ثُمَّ تَرَكْتَنِي، ثُمَّ يَقُولُ لِلرَّسُولِ: مَا خَلَصْتُ إِلَيْكَ حَتَّى اشْتَرَيْتُ نَفْسِي مِنْ قُرَيْشٍ بِمَالِي أَجْمَعَ، فَيُجِيبُهُ رَسُولُ اللهِ: رَبِحَ الْبَيْعُ رَبِحَ الْبَيْعُ.

وَقَدْ ثَابَتْ قُرَيْشٌ بَعْضَ الشَّيْءِ إِلَى نَفْسِهَا بَعْدَ أَنْ فَاتَهَا مُحَمَّدٌ وَأَبُو بَكْرٍ، وَجَعَلَتْ تَتَبَّعُ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ تَحْبِسُهُمْ عَنِ الْهِجْرَةِ وَتُمْسِكُهُمْ فِي الْعَذَابِ، وَكَانَ صُهَيْبٌ مِنَ الَّذِينَ حَبَسَتْهُمْ قُرَيْشٌ، يَقُولُ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: أَتَيْتَنَا صُعْلُوكًا حَقِيرًا لَا تَمْلِكُ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا فَأَثْرَيْتَ عِنْدَنَا، وَأَصْبَحْتَ ذَا مَالٍ، ثُمَّ أَنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَفُوتَنَا بِمَالِكَ وَنَفْسِكَ إِلَى مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ.

قَالَ صُهَيْبٌ: فَإِنْ خَلَّيْتُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ مَالِي أَتُخَلُّونَ بَيْنِي وَبَيْنَ مَا أُرِيدُ مِنَ الْهِجْرَةِ؟ قَالَ قَوْمٌ: نَعَمْ. وَقَالَ أَبُو جَهْلٍ:

فهيهات! إن حاجتنا إلى مالك ليست أقل شأنا من حاجتنا إلى نفسك، فسنعذبك حتى نأخذ مالك، ثم نأتي على نفسك إلا أن تعود إلى ما كنت عليه من ديننا. ولبث صهيب في حبسه أياما لا يرزق من الطعام إلا ما يعصمه من الموت، ثم انسل من محبسه وركب راحلته وأخذ طريقه إلى المدينة. وعلمت قريش أن صهيبا قد انسل من محبسه وأنه يوشك أن يفوتها، فترسل في أثره الخيل، ويدرك القوم صهيبا ولم يمض في طريقه إلا قليلا، فلما رآهم قد أقبلوا، وعلم أنهم يوشكون أن يأخذوه وأن يردوه إلى العذاب، وقف لهم، وقال لهم في صوت حازم: لقد علمتم يا معشر قريش أني أحكم الرمي، وأصيب كل من أرميه وأنكم والله لا تصلون حتى أرميكم بكل ما بين يدي من سهام، ثم أضربكم بسيفي، فاختاروا بين الموت وبين مالي أدلكم عليه فتأخذونه وتخلون بيني وبين الطريق.

ولم يطل تفكير قريش فقالوا: قد رضينا، دلنا على مالك، فأنبأهم بمكانه وانصرفوا عنه.

ومضى هو في طريقه حتى بلغ رسول الله، وقد أدركه من الجهد والكد، ومن الظماء والجوع، ما كاد يأتي عليه.

المناقشة

١- كيف قابل الأنصار الرسول صلى الله عليه وسلم وأصحابه حين هاجروا إلى المدينة؟ وماذا فعلوا من أجلهم؟

٢- مَن صهيب؟ وما أصله؟ ومتى قابل النبي في المدينة؟

٣- كيف كانت حال صهيب عندما وصل إلى المدينة؟ ولم سماه الرسول عليه السلام سابق الروم إلى الإسلام؟

٤- ثم ألقى نفسه على الأرض - ثم جلس على الأرض.
أي العبارتين أبلغ في أداء المعنى المقصود؟

٥- "ربح البيع ربح البيع".
(أ) من قائل هذه العبارة؟ ولمن قيلت؟ وما المناسبة التي قيلت فيها؟
(ب) ما البيع الرابح؟
(ج) ما الذي يدل عليه تكرار عبارة (ربح البيع)؟

٦- ماذا فعلت قريش بمن بقي من المسلمين بمكة بعد هجرة الرسول صلى الله عليه وسلّم؟

٧- اذكر ما دار بين أبي جهل وصهيب من حوار في هذا المجال.

٨- ماذا فعلت قريش حين علمت أن صهيبًا قد انسل من محبسه؟

٩- اذكر معنى ما يأتي:

يؤوونهم ، أن يطرفوهم ، تأتى على نفسك ، تخلون بيني و بين الطريق.

١٠- "فتوسل في آثره الخيل".

أ- ما معنى هذه العبارة؟

ب- أدت هذه العبارة المعنى بألفاظ قليلة ، وضح هذا ، وسل أستاذك عن نوع هذا الأسلوب في التعبير.

١١- ماذا قال صهيب للقوم حين لحقوا به؟ و على أي شيء يدل قوله هذا؟

١٢- ماذا تعرف من أمثلة أخرى للمسلمين الذين عذبوا لثباتهم على الإيمان؟

حديقة جميلة

(مصطفى لطفي المنفلوطي)[ه]

* لنا صاحب هو أعظم الأصحاب نشاطًا، وأوفرهم جدًّا، [illegible] رجحان وأكثرهم ميلًا إلى الزراعة وقد رزقه الله ضيعةً واسعةً، فانقطع لها، وتفنّن في إصلاحها، وأنشأ في جانب منها الحسّو القطن والقصب، وزرع في جانب آخر أنواع الخضر المختلفة، وغرس في قسم واسعٍ حديقة للبرتقال والليمون والتفاح والنخيل، وزانها بألوانٍ من الأزهار، تتألق في أغصانها تألّق الأحجار الكريمة في التيجان المرصعة. وأجرى المياه حول الأغراس كلها، ولم يترك بقعةً جدبةً، ولا أرضًا صلبةً إلا هزّ تربتها وأحيا مواتها فاستحالت ضيعته روضةً من رياض الجنة، تفيض أزهارًا وثمارًا وتسيل عيونًا وغدرانًا.

[ه] مصطفى لطفي بن محمد لطفي المنفلوطي أديب، كاتب، شاعر، قصصي. ولد بمنفلوط (مدينة بمصر) سنة ١٢٨٩ه/١٨٧٢م ونسب إلى مسقط رأسه. من آثاره: النظرات، العبرات، مختارات المنفلوطي. توفي سنة ١٣٤٣ه/١٩٢٤م.

وأعجب ما يروق الناظر في تلك الجنة الزاهرة منظر المياه المتدفّقة التي تدور حول الأشجار كأنها عقود وقلائد تتلوى في سيرها وتدفقها كما تتلوّى الحيات المذعورة لهامة على وجهها، ثم تتلاقى أطرافها في دار الحديقة لتكوّن بركًا صغيرةً مستديرةً. يحفّ بها العشب الأخضر كما تحف الأهداب بالعيون فإذا انعكست على تلك البرك زرقة السماء، خيّل إليك أنها المرايا الصافيات.

وحول تلك الروضة هضبة عالية، تتدرّج في ارتفاعها وقد غرس الدوح الباسق في بقاعها المنخفضة، والأشجار المتوسطة في الأماكن المتوسطة، والشجيرات القصيرة في المشارف العالية، فاستوت رؤوس الأشجار في علوّها وارتفاعها، كأنها قرضت ذوائبها بمقراض. فإذا ما وقف المرء على الربوة وأشرف على الروضة، تجلى أمامه منظرها بخمائله، وأزهاره، وعيونه وغدرانه، وأشجاره وعشبه، وظلاله وأضوائه. وإذا ألقى نظرة إلى السماء خيّل إليه أنه بين سمائين متقابلين: سماء تنبت الكواكب والنجوم والأقمار، وأخرى تنبت الأنوار والأثمار.

ويزيد في بهاء الحديقة وفتنتها منظر الشمس ساعة الأصيل وقد تعلق قرصها، ووقف وقفة الوداع، متوهجًا كاللهيب الأحمر، ينثر تبره في الفضاء، ويرسل أنواره على أعالي

الاشجار، فتتساقط من بين الاغصان كأنها الدنانير المبعثرة، ويستحيل الزهر في سكون ذلك الجو وهدوئه أحجاراً جامدةً من الزمرد والياقوت والالماس.

تبدو الجذوع المائلة كأنها بقايا بركان قديم قد غمرها في سالف العهد، ثم انحسر عنها، فاذا هي أعمدة صدئة من البرونز القاتم.

واذا اقبل الليل اقبلت معه الطيور أسراباً، ترسم في صفحة السماء خطوطاً مستقيمة ومتعرجة، ودوائر تامةً وناقصةً، وتغرد اغاريدها المختلفة الالحان، كأنها فرق موسيقية بارعة، تتحد نغماتها، وتختلف رنّاتها. ولا تزال كذلك حتى تنزل بذلك المأوى الظليل لتقضي فيه سواد ليلها. فاذا انقضت دولة الظلام ونشر الفجر رايته البيضاء في آفاق السماء، طارت مع أشعته واضوائه، وذهبت مذاهبها حيث تشاء

فما أسعد صاحبنا بتلك الجنة الساحرة.

وما أهناه بذلك النعيم المقيم.

اسئلة

١. لماذا يحدثنا المنفلوطي عن صاحبه ؟
٢. في اي جزء من الموضوع ؟
٣. ماذا رزق صاحب المنفلوطي ؟
٤. ماذا غرس فيها ؟
٥. لماذا استحالت ضيعته الى روض من رياض الجنة ؟
٦. ماهو اعجب ما يروق الناظر في تلك الجنة الزاهرة ؟ لماذا ؟
٧. بماذا يشبه تلوي المياه ؟ العشب الاخضر ؟ البرك ؟
٨. ماذا نجد حول تلك الهضبة العالية ؟ كيف رتب اشجارها ؟
٩. ماذا يتجلى امام الواقف على الربوة المشرف على الروضة ؟
١٠. ماذا يخيل اليه عندما يلقي نظرة الى السماء ؟
١١. ما الذي يزيد في بهاء الحديقة وفتنتها، متى ؟ كيف يكون في ذلك الوقت ؟
١٢. كيف تتساقط ازهاره ؟ والى اي شيئ يستحيل الزهر ؟
١٣. بماذا يشبه الكاتب جذوع الاشجار ؟
١٤. متى تاتي الطيور الى الروضة ؟ صفها وتحدث عن اصواتها
١٥. كيف يصبح منظر الروضة عند الصباح ؟
١٦. ماذا اراد المنفلوطي ان يصف في هذه القطعة ؟

وظيفة اللغة في المجتمع

(احمد امين[1])

قال بعض الظرفاء: إن اللغة وضعت ليخفي الإنسان بها آراءه — وقد قال ذلك بما رأى أن أكثر الناس لا تنطبق أقوالهم على أفكارهم، فغني يعبر عن نفسه بأنه فقير، وفقير بأنه غني، ومتكبر بأنه متواضع، وذو المنفعة الشخصية بأنه إنما يريد المصلحة العامة، وهكذا. فقال: إن اللغة لا تعبر عن حقيقة ما في النفس، ولكنها تستر ما في النفس.

ومثل ذلك ما قال آخر: إن وظيفة اللغة اجتهاد الإنسان في إخفاء حقيقته عن الناس، وهذه الحقيقة هي أنه ليست له أفكار قيمة، وقد استنتج ذلك مما رأى من أن أفرغ الناس عقلاً أكثرهم قولاً، وأكثر كلام الناس ليس له محصول، فهم

---

[1] فيض الخاطر، الجزء الخامس

إنما يتكلمون يستظاهروا بأن لديهم حقائق يقولونها ، وهم في الواقع إنما يخفون فراغ وسخافة أفكارهم .

ونحن إذا تجاوزنا هذه الأقوال التي تعد طرائف وملحًا أكثر منها حقائق ، وجدنا أن وظيفة اللغة أمران هامان ، وهما : نقل الأفكار والمشاعر من إنسان لآخر ، سواء كانت هذه الأفكار ذاتية أو وضيعة ، وسواء كانت المشاعر نبيلة أو خسيسة . والوظيفة الثانية أنها عون على التفكير ، فمعجم اللغة في أذهاننا عون لنا على تفكيرنا ، نعم ، إن بعض الفلاسفة يشكو من أن اللغة لا تسعفه في تحديد المعاني ، وأن قوالب الألفاظ والأساليب في اللغة كثيرًا ما تعوق عن التفكير الصحيح المجرد ، ولكن مهما كان الأمر فاللغة عون للإنسان على التفكير ، ولولاها لكان تفكيره بطيئًا محدودًا .

ولست أريد أن أقول إن اللغة لا تستخدم إلا في هذين الغرضين ، فقد تستعمل اللغة في أخرى ، كما يفعل الطفل ، يتكلم لمجرد التقليد ، وكما تفعل الأم والمربيات ونحوهن ، يتكلمن كلامًا غير مفهوم لغرابة وقعه على السمع وكما يفعل الناس أحيانًا يتكلمون إذ يشعرون أن اللسان عضو لابد من تمرينه كسائر الأعضاء — وتمرينه بالكلام ، كما ننطق بالألفاظ الثقيلة النطق تمرينًا للسان . ولكن على كل حال فهي أمور قليلة الشأن بالنسبة للوظيفتين الأساسيتين .

و فضلا عن نقل المعنى و الشعور من شخص لآخر، فإن للغة وظيفة اجتماعية أدق، و هي إيجاد الأنس الاجتماعي بين المتحدثين، فإذا أنت جلست مع من لم تعرف لغته لم تأنس به أنسك بمن تخاطبه و يخاطبك. و الإنسان الصامت المنطوي على نفسه أقل علاقة بالناس من المتكلم و أقل أنسا بهم، و إيناسا لهم. و عند كثير من القبائل المتوحشة: من لم يتكلم لغتك فهو عدوك، و كلمة "السلام عليكم" أو "نهارك سعيد" أو "صباح الخير" أو "مساء الخير" تبعث من الأنس ما يستدعي العجب.

ثم للغة ناحية أخرى غريبة، و هي ناحية سحرية، كالتي، يستعملها الكهان و المشعوذون و العرافون و أمثالهم، فقد ينطقون بكلمات غير مفهومة كشمهورش و غرائب اسماء الجان، و كالألفاظ الضخمة كالجلجلوتية و نحو ذلك. لا يقصدون منها الإفهام، و لكن تأثيرها السحري في النفوس شديد، كأن للألفاظ قوة مسيطرة على الأذهان موجهة لها، حيث يريد الناطق بها، و بعض العامة يتحرجون من ذكر أسماء الجن و العفاريت، و خاصة بالليل خيفة تأثيرها السحري. و من هذا القبيل الألفاظ التي تكتب في الأحجبة و ما يعتقد فيها من أثر، و ما يلقنه المعزمون من ألفاظ يتلونها الشخص ليكون لها التأثير فيمن يريد بما يريد إما بوصل أو هجر أو قضاء مصلحة أو انتقام قدر.

وقريب من هذا ألفاظ وتعابير ييسر الناس أن ينطقوا بها، ولو لم تدل على معنى، لطرافتها أو استملاحها، كالألفاظ التى استعملت للإتباع، مثل حَسَن بَسَن، وهى بن بى ومثل باهيل الهيلمان ونحوه كثير.

ولعل هذه الناحية السحرية من اللغة هى التى استخدمها الأدباء فى التأثير فى السامعين بالسجع أحيانا، وتناسق الألفاظ أحيانا، وضخامتها أحيانا ورقتها أحيانا، وهكذا - و إن من البيان لسحراً.

ثم إن هناك فرقا كثيراً بين اللغة بمعناها الجزئى كأن أقول: لغتى أو لغتك أو لغة فلان، وبين اللغة بمعناها الكلى كأن أقول: اللغة العربية أو الإنجليزية أو الفرنسية، وربما كان من الخير أن نسمى اللغة بمعناها الجزئى: "كلاماً"، وبمعناها الكلى: "لغة" فلغتى أو كلامى ملكى وخاضع لإرادتى، ولى منها معجمى الخاص الذى لا يشمل إلا الكلمات التى أستعملها، والأساليب التى استخدمها، أما اللغة الكلية كاللغة العربية، فهى ملك لمجموع متكلميها، لا يستطيع أن يتصرف فيها إلا ممثلوها، ومعجمها هو المعجم العام الذى يستمد منه كل أهلها، وقواعد النحو والصرف هى قواعد اللغة بمعناها الكلى، وذلك كالفرق بين الموسيقى وتوقيع الموسيقى وقوانين التجارة ومزاولة العمل التجارى، وهكذا، فلغتى

نتاجى، ولغتك نناجك. وأما اللغة الكلية فنتاج المجموع من ماضين وحاضرين ومستقبلين.

لغة الفرد ومعجمه تابع لمقدار ثقافته وعقليته، واللغة الكلية مظهر من مظاهر العقل الشعبى من عدم الخضوع للمنطق أحيانا والخضوع أحيانا، وهكذا.

وهناك تفاعل قوى بين الفرد والمجموع، وبعبارة أخرى: بين لغة الفرد ولغة المجموع، فالفرد يتلقى لغته من المجتمع منذ نشأته، ولا يزال يستمد منه طول حياته. فلغة الفرد ظل للغة الكلية، ولكن للفرد أيضا أثرا في اللغة الكلية؛ فالفرد قد يخلق كلمة أو استعمالا أو أسلوبا، فيتلقاه مجتمعه الخاص بالقبول، ثم ينتشر شيئا فشيئا حتى يكون جزءاً من اللغة الكلية، شأنه فى ذلك شأن الجملة ينطق بها فرد فتستملح وتتناقل، حتى تكون "مثلا" يدخل في صميم أدب اللغة ولا يعرف قائله، والأفراد يختلفون فى المقدرة على خلق الألفاظ والأساليب والتعبيرات التى يستسيغها الجمهور وتشيع عنهم، ولا بد لقبول الجمهور للكلمة من أن تتجاوب مع نفوسهم وإلا ماتت.

ونشوء الكلمات والأمثال والأغانى الشعبية وانتشارها وشيوعها وصيرورتها من ملك الأفراد إلى ملك الأمة كثيراً ما يكتنفه الغموض، لم يحيا بعض ويموت بعض؟ وما العوامل فى الحياة والموت؟ كل هذه ونحوها أمور تحتاج إلى الدرس الطويل العميق، وليس هنا موضعه.

وهنا يصح لنا أن نتساءل : ما موقف الفرد فى لغته الجزئية إزاء اللغة الكلية ؟ وبعبارة أخرى : إن لكل لغة ألفاظاً وتعابير وأساليب وقوانين عامة فى النحو والصرف ، فإلى أى حد يجب أن يخضع لها ؟

إن الفرد إذا تكلم كان مضطراً أن يخضع لقوانين اللغة وألفاظها ليستطيع أن يفهم غيره ، ولكن له حرية إلى حد ما — فهو يختار هذا اللفظ أو ذاك ، وهذا الأسلوب أو ذاك — ما دام يؤدى الغرض الذى يرمى إليه؛ مثله مثل لاعب الشطرنج فى كل لعبة يواجه أوضاعاً جديدة لم يلجها من قبل ، وهو يتصرف فيها حسب تجاربه السابقة — وله الحرية فى التصرف ، ولكن فى حدود قوانين الشطرنج . فما مدى هذه الحرية؟ ومتى يقال : إنه مصيب أو مخطئ ؟ وما المقياس الذى نقيس به الخطأ والصواب ؟

فى كل يوم نرى مناقشات حول هذه المسائل ، هل هذا اللفظ أو هذا الأسلوب صواب أو خطأ ؟ وكثيراً ما يكون سبب الخلاف راجعاً إلى خلاف فى المقياس الأساسى .

اختلفت الآراء فى الإجابة عن هذه الأسئلة ، فبعضهم يرى أن مقياس الصحة مطابقة الكلام لألفاظ المتقدمين وأساليبهم وقوانينهم ، وما خرج عن ذلك أى خروج فغير صحيح .

وقد وجهت إلى هذا الرأى اعتراضات ، منها : لماذا تكون اللغة والأساليب فى عصر خيراً منها فى عصر ؟ ولماذا تتحكم لغة العصر القديم ــــــــــــ فى لغة العصر الحديث ؟ إن كل شئ خاضع لتقدم الزمان . واللغة فى تطور دائم ، فلماذا نخرج

باللغة عن قانون التقدم العام فنقسر أنفسنا على القديم؟ وهكذا.

لهذا قال آخرون: إن اللغة – ككل نظام – ينمو ويرتقى فى ظل الحرية، فكل تقييد لها جريمة فى حقها، وهؤلاء يتحررون من قيود الألفاظ والأوضاع القديمة، ويحكمون في ذلك ذوقهم واستحسانهم أو استهجانهم ومثلهم فى هذه الآراء مثل الفوضوية فى النظم السياسية وقد وجد مثل هذا الرأى عند بعض اللغويين فى أوربة فى القرن التاسع عشر، وكانوا ينادون أن لا خطأ ولا صواب إلا ما قضى به الذوق.

وهناك رأى ثالث يقول أن ليس مقياس الصحة قول الأقدمين ولا مجرد الاستحسان والاستهجان، ولكن مقياس الصحة الدقة فى أداء المعني من القائل وسرعة الفهم من السامع، وسهولة النطق من المتكلم، فكلما قرب الكلام من أداء هذه الأغراض فهو صحيح، وإلا فخطؤه بمقدار البعد عن تحقيقها. وهو – أيضًا – مبدأ لا يسلم من الاعتراض، فأى الأوساط نجعله الحكم؟ فقد يكون الكلام أو اللفظ سهل الفهم في وسط صعبًا عند آخرين، وقد يكون سبب عدم الفهم غباء السامع لا تعسف القائل.

والأرجح فى نظرى ألا تكون هناك حرية مطلقة، فينطق الفرد بما يشاء، متجاهلا كل الأوضاع الموروثة، والقواعد

الموضوعة، والأساليب المألوفة، وإلا نبا عن الذوق، وبَعُدَ عن أن يَفهَم ويُفهِم، ولكن له مقدارا من الحرية فى أن يقترح من الألفاظ مالم يوجد فى اللغة، والناس إما أن يقبلوه أو يرفضوه. ومن الأساليب مايرى أنه أدل على المعنى أو أنه أجمل، بشرط ألا يكون خارجًا على الأسس التى بنيت عليها اللغة.

كذلك ليس من الصواب الجمود المطلق، فلا ننطق باللفظ إلا إذا نطق به الأقدمون، ولا نسمح بالتعديل إلا إذا عدّل الأقدمون، ولا نستعمل من الأساليب إلا ما استعمله الأقدمون، فإن هذا يجمّد اللغة ويجعلها متخلفة عن الزمان، غير صالحة لمسايرة العصر. ولكن تحررٌ بالقدر الذى أشرنا إليه، وسيرٌ فى حدود العقل.

وهناك مقاييس متعددة، يرجع إليها الناس فى مواقف مختلفة، ليحكموا بالتصويب أو التخطئة.

من ذلك "الخبراء" الذين قضوا حياتهم فى ممارسة اللغة وتذوقها، ومعرفة ما طرأ عليها، كالمجمع اللغوى فى فرنسا وعلماء اللغة وواضعى المعاجم فى انجلترا والمجامع اللغوية والهيئات العلمية فى الشرق. فهؤلاء اكتسبوا من الخبرة ما يمكنهم من صحة الحكم. نعم إنهم قد يخطئون وقد يجمدون وقد يتفيهقون، ولكن مهما قيل فيهم فشأنهم شأن الخبراء فى كل مهنة وكل فرع من فروع العلم.

ومن ذلك الموقع الجغرافى، فعند الأمم مواقع عرفت أكثر من غيرها بصحة النطق وجودة الألفاظ وحسن التعبير، كباريس لفرنسا وأكسفورد لإنجلترا. وأغلب ما يكون ذلك فى العواصم. وكما أدرك علماؤنا الأقدمون هذا عند جمعهم للغة العربية من نصهم على مواضع فى جزيرة العرب عدوا لغتها أفضل من لغة غيرها.

كذلك من المصادر خيرة الكتّاب الذين عرفوا بالتحرى فى دقة اختيارهم للغتهم وأسلوبهم، ولسنا نقصد تقليدهم فى ألفاظهم وأساليبهم، فلكل زمن ألفاظه وأساليبه، ولو كتب كاتب اليوم بأسلوب ابن المقفع أو الجاحظ وألفاظه لم يستسغ قوله، كما أنه لو كتب كاتب انجليزى بأسلوب شكسبير وألفاظه لاستسمج، ـــــــــ ولكن دراسة هؤلاء الكبار من الكتاب وهضم أسلوبهم وألفاظهم تعين على ترقية الذوق وصحة الحكم.

ويتصل بذلك لغة الطبقة الأرستقراطية من المثقفين، فإن ألفاظهم وأساليبهم من غير شك أليق وأرقى من ألفاظ السوقة والجماهير، بحكم ما أضفته ثقافتهم على أذواقهم، وما اختارته أذواقهم من ألفاظهم وأساليبهم.

وقد يذهب قوم إلى تحكيم المنطق فى اللغة فيحكمون على صحة الصيغ أو خطئها بقواعد المنطق، ولكن الحق

أن ليست اللغة خاضعة للمنطق دائمًا، فاللغة نفسية لا منطقية، وهذا هو ما نسميه بالشواذ في اللغة، فمعنى الشاذ خروجه على المنطق، أو كما يعبرون خروجه على القواعد، ذلك لأن اللغة لم توضع بواسطة الفكر المنطقي، ولم توضع كلها بواسطة المثقفين المتعلمين، بل هي من وضع البدائيين أكثر منها من وضع المثقفين، ومن وضع من اختلفت أزمنهم وأمكنتهم وعلماء اللغة والنحو لما وضعوا القواعد راعوا الأغلب وحكموا المنطق واعتبروا غير ما يجري على قواعدهم شاذا، مع أن هذا الشاذ لا يقل قيمة عن غيره، وهذا هو الذي يفسر الشاذ في الألفاظ كما يفسر الشاذ في الأسلوب، مما تعبوا في إعرابه أو تمحلوا في تأويله.

ولكن من الذي يملك في اللغة حق الحكم بالصحة والخطأ؟ ومن الذي يملك أن يحيي الألفاظ والأساليب أو يميتها؟ و من الذي يحكم بتفضيل لهجة على لهجة وتعبير على تعبير؟

أسئلة في منتهى الصعوبة، ومما يزيدها صعوبة صعوبة التنفيذ، فقد نقول — مثلا — إن ما يقوله علماء اللغة والمجيزون بها صوابا فهو صواب، وما يقولونه خطأ فهو خطأ، ولكن الأمر في اللغة ليس كالأمر في القوانين المدنية، تقوم الحكومة على تنفيذه، بل الأمر إلى ذوق الجماهير، فقد تقرر المجامع اللغوية شيئا ولا يسمع لقولهم، وتجري الجماهير على ما تتذوق لا ما تتذوق المجامع، فالناس كثيرا ما يعشقون الحرية في اللغة، ويفضلون

ما يرون أنه أحسن أداء لمعانيهم وأفكارهم على ما يوصى به علماء اللغة ؛ والناس فى شأن اللغة جارون على قواعد غير معروفة، فقد ينجح اختراع لفظ ولا ينجح آخر، وقد ينجح أسلوب ولا ينجح آخر، وتعليل النجاح والفشل فى منتهى الصعوبة .

ثم اللغة الواحدة يختلف المتكلمون بها طبقات : فلغة الخاصة غير لغة العامة ، ولغة المعلمين والقضاة غير لغة الفلاحين والصناع ، لأن كل إنسان يكوّن لغته من الوسط الذى يعيش فيه، من بيت ومدرسة وقوم يشاركهم فى العمل وكتب يقرؤها الخ .

بل إن لغة الشخص الواحد تختلف فى أدوار حياته حسب نموه الاجتماعى والثقافى فيختلف معجم ألفاظه وأنواع أساليبه - بل إن لغة الإنسان الواحد تتشكل بحسب من يحادثهم ، فإذا تكلم خطيب أو محدث مع فلاحين أو عمال فحديثه يتلون بلون غير اللون الذى يتكلم به مع المثقفين ، كما نرى فى الرواية ، يخالف المؤلف فى لغتها بين ما يجرى على لسان سيد البيت وخادمه . وعلى الجملة فاللغة تختلف باختلاف القائل والسامع ، كما تختلف اللغة باختلاف آداب اللياقة ، فمخاطبة الإنسان لأهل بيته غير مخاطبته لمعارفه ، غير مخاطبته للعظماء والرؤساء . وهناك عوامل اجتماعية كثيرة تؤثر آثاراً مختلفة من هذا القبيل ففشو الديمقراطية - مثلا - قلل من استعمال ألفاظ التعظيم

فى مخاطبات الرؤساء — وإذا كانت الفروق كبيرة فى الثقافة بين أفراد الأمة كثر الخلاف فى لغة طبقاتهم، كأن يكون فى الأمة أميون كثيرون ومتعلمون، كما أن وجود لغتين عند متكلمى العربية — أعنى اللغة العامية والعربية الفصحى — باعد بين طبقات اللغة وألوان الكلام.

بيسر

لست أدرى السبب فى نشأة اللغة العامية، أهو الثورة على اللغة الفصحى، أو العجز عن متابعتها والتزام قوانينها، وخاصة عند الجماهير فى باب الإعراب، أو سبب نشوئها هو الرغبة فى التطرف وحب التجديد؛ أو كل ذلك، أو شىء غير ذلك.

وأيا ما كان السبب فوجود اللغة العامية بجانب الفصحى مشكلة كبرى، ومسبب لمصاعب كثيرة، فنحن نتعلم ونعلم بالفصحى، ونتكلم فى حياتنا اليومية بالعامية، واستخدام اللغة فى الحياة اليومية يكسبها مرونة وحيوية وتجديدا، وهذا ما حرمته لغتنا الفصحى لما لم نستعملها فى الحياة اليومية.

ومنها صعوبة نشر التعليم ونشر الثقافة؛ لأننا نريد أن نعلم لغة تشبه أن تكون جديدة، ثم نعلم بها الثقافة، فى حين أننا لو كان لنا لغة واحدة نسمعها ونتكلم بها ونتعلم بها لكان الأمر أسهل كثيرا. نعم إن كثيرا من اللغات له لغة عامية، ولكن ليس الفرق بينها وبين الفصحى كبيرا كما هو الشأن عندنا، ونحن فى عصر الديمقراطية، وهى تتطلب نشر التعليم وتعميمه، فيجب

أن نفكر في هذا الأمر طويلا.

وإذا كان الفرد فردا عاديا في الأمة كانت لغته مجرد انطباع للغة جميعته، أما إذا كان فردا ممتازا في أدبه أو في ثقافته أو خطابته فإنه يتأثر بلغة قومه ولكنه يؤثر فيها بما يستعمل من أساليب وتعابير، بما يخلق من ألفاظ وبما يبتدع من لهجة؛ وهؤلاء هم الذين يسيّرون حركة اللغة، وبفضلهم تختلف لغة عصر عن عصر.

ذریعہ — وسعت ذخیرہ

ثم إن اللغة هي أداة التفكير، فاللغة إن كانت غنية وافرة تتسع للتعبير عن أدق المعاني ساعدت فكر الإنسان على التفكير و

تنگ

تخلیق — وحسن الإنتاج، وإلا ضاق فكره وضعف إنتاجه، فالأمة البدائية — ابتدائی

پیدا کرے — لا يمكن أن تنتج فيلسوفا، ومن أسباب ذلك ضيق اللغة. ومن أجل هذا يصعب على علماء العربية الإنتاج والابتكار في العلوم الحديثة كالطبيعة والكيمياء ما لم تعرب مصطلحاتها.

كما أن اللغة هي المادة الخاصة للأدب، فالأدب إنما يعتمد في معانيه وأخيلته وموسيقاه على اللغة، وكلما كانت اللغة أغزر — زیادہ — في هذه الأبواب كان الأدب أقوم.

زیادہ مضبوط مستحکم ہوگا

وللأدب أكبر الأثر في الحياة الاجتماعية للأمة، فالأمة تعز أو تذل بأدبها، وترقى أو تنحط بأدبها، بل تخضع لنير الأجنبي أو تستقل بأدبها. والحق أن الأدب والحياة الاجتماعية

ملانا — دیکھی بات

متفاعلان، تؤثر الحياة الاجتماعية في الأدب ويؤثر فيها؛ أطلع الناشئ على الأدب الراقي وزوده بالأدب النبيل تجده نبيلا، وأطلعه على الأدب الذي يثير الشهوة وزوده به تجده شهوانيا، ولو استعرضنا عصور التاريخ للأمة العربية لوجدنا أن الأدب عزيز أيام عزة الأمة، أو قل: إن الأمة عزيزة أيام عزة أدبها والعكس، وكثيرا ما روى لنا تاريخ الأدب عن عظماء كالحسين بن علي ومصعب بن الزبير وأبي جعفر المنصور وعبد الرحمن الداخل، ترددوا قليلا فيما يصنعون في أحرج الأوقات ثم ذكروا أبياتا من الشعر حملتهم على الخطة المثلى والموقف النبيل.

ومن أجل هذا عنيت طرق التربية الحديثة بمعاجم اللغة للنشء وأناشيدهم ومحفوظاتهم، علما منها بأنها هي التي تربي ملكاتهم وتحيي نفوسهم، وتقوي أرواحهم.

ثم إذا نحن تساءلنا: بم تفضل لغة لغة؟ فيظهر لي أن ذلك يرجع إلى أصول أربعة:

١- أن تكون اللغة مما يعين على صياغة الأفكار في وضوح، وأدائها في وضوح، وفهمها في وضوح.

٢- الدقة، فهي مع الوضوح دقيقة في أداء المعنى، لا يدخل فيه ما ليس منه، ولا يخرج منه ما هو منه.

٣- الجمال من حيث موسيقى الألفاظ وحسن خروجها من اللسان وحسن وقعها في السمع.

پوری کرنیوالی

٤- أن تكون وافية بحاجات الزمان، فلكل شئ لفظه، وإذا جد جديد فى الحياة الواقعية دخل لفظه فى المعاجم اللغوية.

وربما أضيف إلى هذه الأصول أصل خامس، و هو الناحية الاقتصادية، أعنى أنها تؤدى هذه الأغراض كلها بأقل طاقة وفي أقل مساحة.

وقد يكون في لغة مزايا ليست فى غيرها كالذى يقول بعض المقارنين بين اللغات إن اللغة الإيطالية تمتاز بجمالها الموسيقى، والفرنسية بالوضوح المنطقى، واليونانية بالتنوع والجمال المرن، والإنجليزية بالغنى والفحولة.

لچک

فإذا نحن نظرنا إلى اللغة العربية في ضوء ما قدمنا وجدنا ما يأتى:

أولا: غناها، فهى من غير شك غنية في ألفاظها وفي أساليبها، مرنة فى اشتقاقاتها، جميلة فى موسيقاها، ولكن يؤخذ عليها كثرة مترادفاتها، وكثرة المترادفات فى نظرى عيب، إذ يضخم اللغة ويعيي حاملها ومتعلمها ويملأ الفراغ الذى نحتاجه فى الأشياء المستحدثة، وعذر اللغة العربية فى هذا أنها جمعت من قبائل مختلفة، وكانت لكل قبيلة لفظة واحدة للمدلول الواحد، وهذا كان طبيعيًا ومعقولا، فقبيلة تسمى الآلة القاطعة سكينًا، وقبيلة تسميها مدية، فلما جاء علماء اللغة جمعوا كل هذا، ووحدوا بينه وجعلوا لغة واحدة، فنشأ هذا العيب. لست أنكر مزايا الترادف

مجھے انکار نہیں ہے

من خدمة لقوافى الشعر وموسيقى السجع ونحو ذلك ، ولكن هذه المزايا لا تساوى الضرر.

كذلك مما يعاب على أهلها أنهم لم يسايروا بها الزمان ، فآلاف المستحدثات لم تعرب ، ومعاجمها عليها طابع القرن السابع والثامن الهجريين ، لا طابع العصر الحديث ، فى محتوياتها وتعريفها.

وأخيرا أنها لا تستخدم فى الحياة العامة ، فى المنازل والشوارع والمجالس ، وإنما فى دروس اللغة العربية وحدها وفى الكتب والجرائد ، وعدم استخدامها فى الحياة العامة يحرمها التجدد والمرونة . فليست معانى الألفاظ هى ما ورد فى المعاجم فقط بل كل كلمة لها معنى فى المعجم وهالة حولها تحدث لها من استخدامها ولا تستطيع المعاجم شرحها ، ولعل نهضة العرب الشاملة لجميع مرافق الحياة تشمل اللغة أيضًا فتكمل نقصها وتنتفع بمزاياها. والله الموفق.

ہوائی جہاز میں ایک سفر

رحلة في طائرة

قمت برحلة في طائرة. صف ما رأيت. و تحدث عن شعورك.

...... وَصَعِدْنَا فِي الدَّرَجِ نَدْخُلُ "أَبَا الهَوْلِ"[1] وَغِبْنَا فِي جَوْفِهِ، فَكَأَنَّمَا الْتَقَمَنَا حُوتٌ، وَطَافَتْ بِمُخَيِّلَتِي قِصَّةُ يُونُسَ، فَسَأَلْتُ نَفْسِي: أَيَكُونُ حَالُنَا كَحَالِهِ، وَمَآلُنَا كَمَآلِهِ؟ وَقَصَدْتُ أَحَدَ الْمَقَاعِدِ فَتَهَالَكْتُ عَلَيْهِ، وَسَمِعْتُ صَوْتَ الْبَابِ يُدْفَعُ بِشِدَّةٍ، فَإِذَا هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَالَمِ الأَرْضِ.

وَتَرَاءَتْ لِأَعْيُنِنَا جُمْلَةٌ مَكْتُوبَةٌ بِأَحْرُفٍ مِنْ نُورٍ: التَّدْخِينُ غَيْرُ مُبَاحٍ، لِيَشُدَّ كُلٌّ مِنْكُمْ حِزَامَهُ. وَسُرْعَانَ مَا شَاهَدْتُ شَابًّا طَلْقَ المُحَيَّا فِي حُلَّةٍ رَمَادِيَّةٍ، فَدَنَا مِنِّي فِي تَلَطُّفٍ وَأَخَذَ يُعِينُنِي عَلَى عَقْدِ النِّطَاقِ حَوْلِي، فَأَصْبَحْتُ

---

[1] اسم الطائرة.

إلى مقعدي مشدودًا لا أستطيع البراح.

وبدأت المحركات تدوّي، وأحسست "أبا الهول" يتحرك. . . . وما هي إلا أن دفع هامته، فإذا نحن بعد لحظات نشق الأجواء صعدًا إلى السماء تحيينا بسمات السحر.

كانت أصوات المحركات ما برحت تطن وتدوّي، والطائرة تمرق في أجواز الفضاء مروق السهم، بل مروق النور، وأنا ممدد على مقعدي الفسيح. ذلك المقعد الطيّع الوديع، فإنك بلمسة واحدة تحيله سريرًا ممهدًا وبحركة خفيفة تعيده مقعدًا كما كان.

وشعرت بجفنيّ يتثاقلان، فأنفذت بصري في جهد من الطاق المجاور، لكي أستوضح مكاننا في الجو، قبل أن أستسلم للسبات، فلم يطالعني إلا ظلام بدأ يشف رقيق غلالته، ولمحت ابتسامة الفجر تلوح في حياء وخفر من وراء الأفق...

وأخذ الكرى يغالبني، فشعرت بجفنيّ يتراخيان، واستبد بي الكرى، وأحسست قشعريرة البرد. فتجمعت على مقعدي أتلفف بالدثار، وأسلمت نفسي لنوم عميق!

وأيقظني صوت يقول: أتينا بعد دقائق! واستمر الصوت يردد قوله وقتًا وألفيت أشعة الشمس قد تسللت من الطاقات وأخذت تبعث بنوم النائمين.

نَظَرْتُ فِي سَاعَةِ يَدِي فَأَلْفَيْتُهَا الثَّامِنَةَ.

لَقَدْ عَبَرْنَا سَمَاءَ بَحْرِ الرُّومِ فِي ثَلَاثِ سَاعَاتٍ وَنِصْفِ السَّاعَةِ! يَا سُبْحَانَ اللهِ! هٰذا البَحْرُ العظيم تَعْبُرُهُ الْبَوَاخِرُ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، وَكَانَتْ مَرَاكِبُ الْأَقْدَمِينَ تَعْبُرُهُ فِي أَرْبَعَةِ أَسَابِيعَ، فَهَا هُوَ ذَا الْأُسْبُوعُ يَنْطَوِي فِي يَوْمٍ، وَهَا هُوَ ذَا الْيَوْمُ يَنْطَوِي فِي سَاعَةٍ!....

وَمَا هِيَ إِلَّا أَنْ أَسَفَّتِ الطَّائِرَةُ تُصَافِحُ الْأَرْضَ!

جلد ہی جہاز نے لینڈ کر لیا

(محمود تيمور)

اسئلة حول النّص

١۔ ماذا تذكر الكاتب عندما دخل الطائرة ؟
٢۔ لِمَ يُوصى المسافرون بشد الحزام ؟
٣۔ كيف كانت الطائرة تعبر الجو ؟
٤۔ ما الذي يدلك على ان السفر كان قبيل الصباح ؟
٥۔ ما الذي أيقظه ؟
٦۔ وما الذي أثار دهشته ؟
٧۔ ما العبارات التي أعجبتك فى هذه القطعة ؟
٨۔ ما معنى تمرق مروق النور ؟
٩۔ أخذت أشعة الشمس تعبث بنوم النائمين ؟

المصنع

احمد مختار عضاضه

قسمیں

انواع المصانع

تكثر في المدن جميعُ أنواعِ المصانعِ. نجدُ معاملَ لنسجِ الأقمشةِ. تكونُ معاملُ صبِّ المعادنِ كبيرةً. تحوي المراجلَ العظيمةَ. نزورُ معاملَ صنعِ الزجاجِ. ومحلاتِ صنعِ القطعِ الآليةِ. تنتشرُ من المصانعِ والمدابغِ رائحةٌ كريهةٌ. تصلحُ السياراتُ في المرائبِ. يُطحنُ القمحُ في المطاحنِ. تطبعُ الصحفُ والكتبُ في المطابعِ. توزَّعُ القوى الكهربائيةُ من المركزِ الرئيسيِّ. تصنعُ المصانعُ الضخمةُ القاطراتِ[1]

ڈھالنا

پیسا جاتا ہے

بدبودار

پریس

---

[1] الإنشاء الصحيح، الجزء الخامس

وَالْبَوَاخِرِ وَالطَّائِرَاتِ۔

المحرکات:

تَكْثُرُ فِي الْمَصَانِعِ الْمُحَرِّكَاتُ الْفُولَاذِيَّةُ، مِنْهَا مَا يَدُوْرُ عَلَى الْبُخَارِ، وَمِنْهَا مَا يَدُوْرُ عَلَى الْكَهْرَبَاءِ۔ تُنَظَّفُ الْمُحَرِّكَاتُ فِي أَوْقَاتٍ مُنَظَّمَةٍ۔ تُطْلَى أَجْزَاؤُهَا بِالدِّهَانِ۔ وَتُفَكَّكُ لِتُنَظَّفَ مِنَ الْأَوْسَاخِ تَصِلُ بَيْنَ الدَّوَالِيْبِ سُيُوْرٌ جِلْدِيَّةٌ۔ تَتَّصِلُ بِالْعَامُوْدِ الْأَسَاسِيِّ۔ تُوْضَعُ الصَّبَابَاتُ فِي مَدَاخِلِ الْأَنَابِيْبِ۔ اَلْمَدَافِعُ تَدْفَعُ الْهَوَاءَ فِي الْأَنَابِيْبِ لِتُسَيِّرَ الدَّوَالِيْبَ۔ تُرْفَعُ الْأَثْقَالُ بِوَاسِطَةِ الْبَكَرَاتِ الْحَدِيْدِيَّةِ۔ تَسْحَقُ الْحَدِيْدَ مَطَارِقُ ضَخْمَةٌ۔ تُدَارُ الْمُحَرِّكَاتُ بِوَاسِطَةِ الْفَحْمِ الْحَجَرِيِّ۔ أَوْ بِالْفَحْمِ الْأَبْيَضِ أَيْ بِقُوَّةِ الْمِيَاهِ۔ يُسْتَعْمَلُ الْهَوَاءُ لِإِدَارَةِ دَوَالِيْبِ الْمَطَاحِنِ۔ يُسْتَعْمَلُ الْبِنْزِيْنُ لِتَسْيِيْرِ الْبَوَاخِرِ وَكَثِيْرٍ مِنَ الْمُحَرِّكَاتِ۔ تُدَارُ بَعْضُ الْمَطَاحِنِ بِوَاسِطَةِ الزُّيُوْتِ الْمَعْدِنِيَّةِ۔ تَقُوْمُ الْكَهْرَبَاءُ مَقَامَ أَكْثَرِ الْمَحْرُوْقَاتِ۔

لگایا جاتا ہے

ستون

بنیادی

پمپ

من يشرف على المصانع

يَرْأَسُ الْمَصْنَعَ رَئِيْسٌ عَامٌّ۔ يُعَاوِنُهُ مُدِيْرٌ يَهْتَمُّ بِشُؤُوْنِ الْعَمَلِ۔ يُشْرِفُ عَلَى سَيْرِ الْمُحَرِّكَاتِ مُهَنْدِسُوْنَ عَصْرِيُّوْنَ،

محکموں کا

جدید انجینیر

داری يَتَوَلَّى الْعَمَلَ مُعَلِّمُوْنَ وَ مُعَاوِنُوْنَ ۔ يَبْتَكِرُ الْأَذْكِيَاءُ الْحَدِيْثَةَ وَ شَامُوْنَ مَاهِرُوْنَ ۔ يُدِيْرُ مَالِيَّةَ الْمَصْنَعِ مُحَاسِبٌ مُتَمَرِّنٌ. يُحَلِّلُ الْكِيْمِيَاوِيُّوْنَ الْمَوَادَّ الْأَوَّلِيَّةَ ۔ اَلْكَهْرَبَائِيُّ يُسَيِّرُ الْمُحَرِّكَاتِ الْكَهْرَبَائِيَّةَ ۔ اَلسَّائِقُ يَقُوْدُهَا ۔ أَحْتَرِمُ جَمِيْعَ أَصْحَابِ الْحِرَفِ ؛ مِنَ الْحَدَّادِ إِلَى الْحَائِكِ فَالنَّحَّاسِ ۔ إِنَّهُمْ يَتْعَبُوْنَ كَثِيْرًا ۔ يَتَعَلَّمُ الصَّنْعَةَ عَنْهُمْ بَعْضُ الْأُجَرَاءِ ۔

اَلشعور

زیادہ کردیا ہے وَفَّرَتْ عَلَيْنَا الصِّنَاعَاتُ كَثِيْرًا مِنَ الصُّعُوْبَاتِ ۔ يَجِبُ ~~أَنْ لَا نَحْتَقِرَ~~ أَصْحَابَ الْحِرَفِ ۔ يَجِبُ أَنْ نَعْمَلَ لِنُصْبِحَ مُهَنْدِسِيْنَ عَصْرِيِّيْنَ، وَ لِنَرْفَعَ شَأْنَ الصِّنَاعَاتِ الْعَالَمِيَّةِ ۔ دنیا کی صنعتیں

الامثال

اَلصَّنْعَةُ سِوَارٌ مِنْ ذَهَبٍ ۔ أَصْنَعُ مِنَ النَّحْلِ ۔ أَصْنَعُ مِنْ دُوْدِ الْقَزِّ ۔ اَلْحَاجَةُ تَفْتُقُ الْحِيْلَةَ ۔ اَلْحَرَكَةُ بَرَكَةٌ ۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے

اسئلة

(١) اي انواع المعادن تجدون ؟

(٢) كيف تكون مصانع صب الحديد والفولاذ ؟

(٣) اين يذوب الحديد ؟

(٤) ماذا يجري في محلات التركيب الآلية ؟

(٥) ماذا ينتشر في المصانع والمدابغ ؟

(٦) من اين توزع القوى الكهربائية ؟

(٧) اي المصانع تصنع القاطرات والبواخر والطائرات ؟

(٨) مم تصنع المحركات عادة ؟

(٩) متى تنظف المحركات ؟ بماذا تطلى اجزاؤها ؟
لماذا تفكك ؟

(١٠) ما الذي يصل بين الدواليب ؟ بأي عمود تتصل ؟

(١١) اين توضع الصبابات ؟

(١٢) ماذا تفعل المدافع في الانابيب ؟

(١٣) بماذا ترفع الاثقال ؟

(١٤) ما الذي يسحق الحديد ؟ بواسطة ماذا ؟

(١٥) ماذا نعني بالفحم الابيض ؟

(١٦) ماذا يفيدنا الهواء ؟

(١٧) لماذا يستعمل البنزين ؟

(١٨) ماهي فائدة الزيوت المعدنية ؟

(١٩) من يبتكر الازياء الحديثة ؟

(٢٠) ما الذي يقوم مقام اكثر المحروقات ؟

(٢١) من يشرف على سير المحركات ؟

(٢٢) ماذا يفعل الكيمياويون ؟

(٢٣) ماذا يفعل الكهربائي ؟

(٢٤) من يقود المحركات ؟

(٢٥) لماذا تحترم أصحاب المهن والحرف والصناعات ؟

(٢٦) ماذا يفعل الاجراء ؟

(٢٧) ماهي فائدة الصناعات ؟

(٢٨) لماذا يقال اصنع من النحل ومن دود القز ؟

(٢٩) ما الذي يفتق الحيلة ؟

(٣٠) كيف هي الحركة ؟

الصَّيْفُ[1]

لماذا يفرح الناس - على اختلاف طبقاتهم - بالصيف؟

وَلَقَدْ تَسْئَلُنِي: أَيُّ الفَصْلَيْنِ أَحَبُّ إِلَى أَهْلِ بَلَدِنَا؟ فَأُجِيبُكَ مِنْ فَوْرِي غَيْرَ مُتَرَدِّدٍ وَلَا مُتَفَتِّرٍ: إِنَّ أَحَبَّ الفَصْلَيْنِ إِلَى مُوَاطِنِينَا، عَلَى وجه عام، هُوَ الصَّيْفُ - المُوسِرُونَ وَالبَائِسُونَ فِي هٰذَا الإِيثَارِ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ فِيهِ السُّبُلُ، وَتَبَايَنَتِ الأَسْبَابُ وَالعِلَلُ.

فالموسرون يُحِبُّونَ الصَّيْفَ لِأَنَّهُمْ يَشُدُّونَ فِيهِ الرِّحَالَ إِلَى أُورُبَّا لِيُصِيبُوا مِنَ اللَّهْوِ وَاللَّذَّةِ إِلَى مُنْتَهَى الجُهْدِ، وَيَبْلُغُوا فِي الصِّبَا أَوِ التَّصَابِي غَايَةَ الأَوْثَرْ، فَإِذَا صَرَفَهُمْ عَنِ الشُّخُوصِ إِلَى الغَرْبِ صَارِفٌ، فَهُنَالِكَ المُتَعُ فِي قُصُورِ الرَّمْلِ، وَالتَّقَلُّبُ فِي المُتَعِ عَلَى سِيفِ البَحْرِ.

وَأَمَّا ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِ المُوسِرِينَ وَأَنْصَافُهُمْ، وَأَعْنِي جُمْهُرَةَ المُوَظَّفِينَ، فَيُحِبُّونَ الصَّيْفَ لِأَنَّهُمْ يَتَحَرَّرُونَ

---

[1] من طريق الإنشاء، الجزء الخامس، تاليف جماعة من الأساتذه.

فِيهِ مِنْ كَدِّ العَمَلِ، وَيَخْرُجُونَ فِيهِ بِالإِجَازَاتِ السَّنَوِيَّةِ إِلَى الغَرْبِ أَوْ إِلَى التعودِ، لِيُصِيبُوا مَا يُصِيبُ المُوسِرُونَ، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ هذا وَلَا بِهَذَا تُحَبِّبُهُ الرَّاحَةُ وَالدَّعَة .

وَهَيْهَاتَ أَنْ تَضِيقَ بِهِ الدُّنْيَا وَفِي الضَّوَاحِي سَعَة

وَطُلَّابُ العِلْمِ وَسَائِرُ التَّلَامِيذ، فَفِي الصَّيْفِ عِتْقُهُمْ مِنْ رِقِّ المُذَاكَرَةِ وَالدَّرْسِ، وَإِطْلَاقُهُمْ مِنْ إِسَارِ الجِسْمِ وَإِسَارِ النَّفْسِ.

هٰذا مَا كَانَ مِنْ أَمْرِ المُوسِرِينَ وَأَشْبَاهِ المُوسِرِينَ، وَالوَجْهِ فِي إِيثَارِهِمْ لِلصَّيْفِ وَتَعَجُّلِهِمْ لِمَقْدَمِهِ طُوَالَ العَامِ. أَمَّا المُقْتِرُونَ البَائِسُونَ فَلَعَلَّ حُبَّهُمْ لِلصَّيْفِ أَشَدُّ وَإِيثَارَهُمْ لَهُ أَعْظَمُ. فَقَدْ عَلِمْتَ، حَفِظَكَ اللهُ، أَنَّ بَرْدَ الشِّتَاءِ يَحْتَاجُ إِلَى التَّدَثُّرِ وَتَلْفِيفِ عَامَّةِ الجِسْمِ بِمُخْتَلِفِ الثِّيَابِ. وَقَدْ لَا يُغْنِي مِنْهَا إِلَّا المَتِينُ الصَّفِيقُ، كَمَا يَحْتَاجُ إِلَى اتِّخَاذِ الفِرَاشِ وَإِثْقَالِ الغِطَاءِ، وَالتِمَاسِ وَسَائِلِ الدِّفْءِ، خَلَاصًا مِنْ حِدَّةِ البَرْدِ وَتَفَادِيًا مِنْ أَذَى القَرّ.

ثُمَّ إِنَّ البَرْدَ، كَمَا تَعْلَمُ، يَفْتَحُ اللَّهَاةَ وَيُهَيِّجُ الشَّهْوَةَ إِلَى الطَّعَامِ، وَيُسْرِعُ بِالهَضْمِ، وَتَدْعُو الطَّبِيعَةُ فِيهِ إِلَى مُوَالَاةِ الأَكْلِ تَحْرِيكًا لِلدَّمِ وَبَعْثًا لِلْحَرَارَةِ فِي الجِسْمِ. وَكَيْفَ لِلْمُعْسِرِ، إِذَا وَاتَى نَفْسَهُ بِكُلِّ هذا، بِمُوَاتَاةِ الوُلْدِ، وَسَدِّ جُوعِهِمْ وَنَهَمِهِمْ، وَمُطَاوَعَةِ شَرَهِهِمْ وَقَرَمِهِمْ، إِلَى مَا

يُقْضَى مِن النَّفَقَةِ فِي الثَّوبِ والرداء، والفرش والغطاء والاصطلاء؟

أَمَّا الصَّيْفُ، وحَبَّذا وَقْدة الحرِّ في الصَّيْف، فَهِيَ كَمَا تَعْلَمُ أَيْضًا مِمَّا يَسُدُّ اللَّهَاة، وَيَقْبِضُ شَهْوَةَ الطَّعَام، ويُفتر الجِسْم، وَيَخذِلُ المِعدة، وَيَأْبَى عَلَيْهَا الحَرَكَةَ إِلَّا بِقَدْرٍ يسير. فهي في هَضْمِ الطَّعَامِ مُحْتَاجَةٌ إِلَى الزَّمَن الطَّوِيل، فَإِذَا زَادَ الطَّعَامُ فِي المِقْدَارِ أَوْ أُكْثِرَ فِيهِ الدَّسَم أَثْقَلَهَا وَأَبْهَظَهَا، وأَغنَاهَا بالوَجْبَةِ الوَاحِدَةِ فِي اليَوْم الأَطْوَل.

وَأَمَّا الرِّدَاء فَخَيْرُهُ أَخَفُّهُ. وَأَمَّا المَنَامُ فَعَلَى السَّطْحِ أَوْ بَيْنَ يَدَي البَاب، وَإِلَّا فَفِي جَنَبَاتِ الطُّرُق مُتَّسَعٌ لِلْجَمِيع. ("قطوف" عبد العزيز البشري)

أَسْئِلَة حَوْلَ النَّص

١- بأي فصل يفرح الناس في بلد الكاتب؟

٢- لِمَ يحب الموسرون الصيف؟ ومتوسطو الحال؟ وطلاب العلم؟ والفقراء؟

٣- ما أحب الفصول اليك؟ لماذا؟

٤- هل يفرح غيرك من ابناء بلدك به؟ ما السبب في ايثارهم له على غيره؟

الصّديق

(لمصطفى صادق الرافعي[1])

تقديم:

الصداقةُ وفاءٌ ومحبّةٌ، وفاءٌ لا يُغيّرهُ تغيّرُ الأحوالِ ومحبةٌ لا يُضعِفها ما يطرأُ على جوّها مما يعكّرُ الصفوَ عادةً۔ وما أقلَّ الأصدقاءَ الذين يرون الصداقةَ وفاءً دائمًا، ومحبّةً أبدًا، وإخلاصًا لا تؤثّرُ فيه الشدائد، وما أحزمَ الرجلَ يختارُ صديقَه بعد تجربةٍ ومعرفةٍ كاملتين، حتى لا يقعَ في رُفقاءِ السوءِ وأصدقاءِ الرخاءِ لأنّ الصديقَ الوفيَّ نادرٌ وقلّما تجدُه۔

---

[1] مصطفى صادق الرافعي، كاتبٌ وشاعرٌ عربي وُلِد بمصر ونشأ وتعلّم فيها، ويعتبر من أشهر كتّاب العربية، وله طريقته الخاصة في الكتابة، ومؤلفاته كثيرة منها: "وحي القلم" و "السحاب الأحمر" و "أوراق الورد" و "إعجاز القرآن" وغير ذلك۔ توفي عام ١٩٢٧م۔

النص :

آهٍ لو عَرَفَ الحقَّ أحدٌ لَمَا عَرَفَ كيفَ ينطقُ بكلمةٍ تُسيءُ، ولو عرفَ الحُبَّ أحدٌ لما عرفَ كيفَ يَسكُتُ عن كلمةٍ تَسُرُّ، ولن يكونَ الصديقُ صديقًا إلّا إذا عرفَ لكَ الحقَّ وعرفَ لكَ الحُبَّ.

لا أُرِيدُ بالصديقِ ذلكَ القرينَ الذي يَصحَبُكَ كما يصحبك الشيطانُ، لا خيرَ إلّا في مُعَادَاتِهِ ومُخَالفتِهِ، ولا ذلكَ الرفيقَ الذي يَتَصَنَّعُ لكَ ويُمَاسِحُكَ حتى كأنَّ فيكَ طعمَ العَسَلِ لأنّ فيه رُوحَ ذبابةٍ، ولا ذلكَ الصاحبَ الذي يكونُ كجلدةِ الوجهِ تَحمَرُّ وتَصفَرُّ لأنَّ الصّحةَ والمرضَ يتعاقبانِ عليها، فكلُّ أولئكَ الأصدقاءُ لا تراهُم أبدًا إلّا على أطرافِ مصائبِكَ، كأنّهُم هُناكَ حُدودٌ تَعرِفُ بها مِن أينَ تبتدئُ المصيبةُ لا من أينَ تبتدئُ الصداقةُ.

ولكنَّ الصديقَ هو الذي إذا حضرَ رأيتَ كيفَ تظهرُ نفسُكَ لتتأمَّلَ فيها، وإذا غابَ أحسستَ أنَّ جزءًا منكَ ليس فيكَ فسائرُكَ يَحِنُّ إليهِ (ذلك هو الصديق)

المناقشة

١۔ بدأ الكاتب موضوعه بكلمة (آه) فعلام يدل ذلك؟

٢۔ واختر صديقك واصطفيه تفاخراً
إن القرين إلى المقارن ينسب

اذكر من النص ما يتفق معنى هذا البيت۔

٣۔ (كأن فيك طعم العسل لأن فيه روح ذبابة) ما رأيك في هذه الصورة؟ وضحها۔ واذكر الصفة التي تطلق على الصديق في هذه الحالة۔

٤۔ (كجلدة الوجه تحمر وتصفر) علام يدل هذا التعبير؟

٥۔ من هو الصديق الحق؟

اسعد الزوجين

(توفيق الحكيم)

جلس يستمع الى الراديو فاذا بصوت جميل يقول :

"ويُوضَعُ اللحمُ في القدرِ

ثم يُغَطّى بالبطاطِس . . . ويضاف اليه البَصَل . .

الى آخر ما جاء

فى برنامج "المرأة" ذالك اليوم."

وكان ذلك المُستمِعُ الكريمُ يَسمعُ بِقلبٍ يطيرُ شوقا ، ولم يستطع أن يصبرَ فقام الى أهلِه يقول لهم :

لا بُدّ لى مِنَ الزواجِ بهذه المرأة!

فسألوه : هل تعرفها ؟

لا أعرفُ الا اذاعتها اللذيذة فى الراديو . . . إنّها مَلكت قلبى . .

وكان صاحبُنا هذا من اولئك الذين يخلطون بين القلب والمُعدةِ . . . فاذا سأله طبيبٌ يومًا أينَ معدتك ؟

أشار الى قلبه . . . واذا سأله أين قلبك ؟ اشار الى معدته . . .

وكان لا بُدّ للمرأةِ التى نريد أن تملكَ قلبه مِنْ أن تعرف

صديقها الى المعدة أولا .. فإذا ملكتها مَلَكْتَ كُلَّ شئ ..

وتم الزواج .. ومرّتِ الأيّام الاولى والعريسُ يَطيرُ شوقًا ويتقلّى مُنْتَظِرا اليومَ الذى تدخل فيه المطبخ . تَطْبَخُ لَهُ تِلْكَ الاكلاتِ اللذيذة التى وصفتها فى الراديو.

وأخيراً دخلتِ الزوجة المطبخ وزوجها يقول في شوق "صلوات الله على تلك التى ستجعلنى سعيداً بالأكلة اللذيذة"

وانتظر ساعةً ثم ساعةً .. وساعة حتى تعب من الانتظار فَخَرجتِ الزوجة من المطبخ والعرق يسيل من وجهها، وقالت له .. آسفة .. عَملتُ لك بيضا مقليا خوفا من التأخير.

فأخفى الرجل شعوره بالخيبة .. وبدأ يأكل البيض المقلى فوجده قد احترق وتَحجّرَ!

ولمّا كانت الساعة الرابعة أسرعت الزوجة الى الخروج كأنها على موعدٍ هامٍ .. وفى الخامسة جلس الزوج ليستمع الى الراديو فإذا بامرأته تذيع على المستمعين "يُوضَعُ اللحم فى القدرِ، ثم يُغطى بالبطاطس ويضاف اليه البصل و .. الخ .

وفكر الزوج المسكين قليلا .. ولم يعد يعرف ماذا يفعل: هل يضحك هل يبكى ؟

الاسئلة

اجب على الاسئلة التالية :

١۔ ماذا كان الرجل يفعل ؟

٢۔ اذكر عنوان البرنامج الذى كان يستمع اليه ۔

٣۔ هل احب المستمع البرنامج ؟ ولماذا ؟

٤۔ هل كان المستمع يعرف المذيعة من قبل ؟

٥۔ ممن تزوج الرجل ؟

٦۔ ماهو أهم شئ تعرفه عن هذا الرجل ؟

٧۔ ماهى الاكلة الأولى التى طبختها الزوجة ؟

٨۔ كيف وجد الزوج هذه الاكلة ؟ وماذا كان شعوره ؟

٩۔ ماذا خرجت الزوجة مسرعة فى الساعة الرابعة ؟

١٠۔ هل أصبح الرجل سعيدا فى حياته الزوجية ؟ ولماذا ؟

حديد لا يصدأ[1]

إِذَا عَرَّضْتَ قِطْعَةً مِنَ الْحَدِيدِ لِلرُّطُوبَةِ وَالْهَوَاءِ رَأَيْتَ عَلَيْهَا بَعْدَ بُرْهَةٍ طَبَقَةً حَمْرَاءَ مُصْفَرَّةً تُسَمَّى الصَّدَاءَ، وَهِيَ تتكون مِنِ اتِّحَادِ الْحَدِيدِ بِالْأُوكْسِيجِين۔

وَلٰكِنَّكَ تُلَاحِظُ أَنَّ الْمَلَاعِقَ الْجَيِّدَةَ وَالسَّكَاكِينَ وَكَثِيرًا مِنْ أَجْزَاءِ السَّيَّارَاتِ وَالطَّائِرَاتِ هِيَ مِنَ الْحَدِيدِ الَّذِي لَا يَصْدَأُ۔

وَالْأَدَوَاتُ الْحَدِيدِيَّةُ الَّتِي تَصْدَأُ مُتْعِبَةٌ حَقًّا لِأَنَّهَا تَبْلَى بِسُرْعَةٍ وَتَتَطَلَّبُ تَنْظِيفًا وَعِنَايَةً مُسْتَمِرَّيْنِ وَلِذَالِكَ كَانَ اكْتِشَافُ الْحَدِيدِ الَّذِي لَا يَصْدَأُ حَدَثًا مُهِمًّا فِي تَارِيخِ الْاِخْتِرَاعِ۔

وَقَدْ كَانَ ذٰلِكَ مُنْذُ سِتِّينَ عَامًا وَبِطَرِيقِ الْمُصَادَفَةِ حِينَ كَانَ أَحَدُ خُبَرَاءِ الْمَعَادِنِ فِي انجلترا يَصْنَعُ مَوَاسِيرَ لِلْمِيَاهِ۔ وَلَمَّا أَلْقَى بِالْمَوَاسِيرِ فِي الشَّمْسِ وَمَرَّ عَلَيْهَا بَعْدَ أَيَّام

---

[1] من " القراءة العربية " لجماعة من الأساتذه

وَجَدَ بَعْضَهَا لَمْ يَصْدَأْ. وَلَمَّا فَحَصَ تَرْكِيبَهَا وَجَدَ أَنَّ حَدِيدَهَا قَدْ اخْتَلَطَ بِمَعْدِنٍ آخَرَ اسْمُهُ (الكُرُوم) فَاسْتَنْتَجَ ذَلِكَ الخَبِيرُ أَنَّ إِضَافَةَ نِسْبَةٍ مِنَ الكُرُومِ إِلَى الحَدِيدِ تَجْعَلُ الحَدِيدَ لَا يَصْدَأُ وَقَدْ صَنَعَ إِذْ ذَاكَ سِكِّينًا مِنَ الحَدِيدِ وَالكُرُومِ وَتَرَكَهَا فِي الحَدِيقَةِ شَهْرًا فَوَجَدَهَا بَعْدَ تِلْكَ المُدَّةِ الطَّوِيلَةِ لَمْ تَصْدَأْ وَعِنْدَئِذٍ أَعْلَنَ اكْتِشَافَهُ.

وَتَطَوَّرَ ذَلِكَ الاكْتِشَافُ فَأَضَافَ العُلَمَاءُ إِلَى الكُرُومِ مَعْدِنًا آخَرَ اسْمُهُ النِّيكَلُ. وَبِذَلِكَ تَمَكَّنُوا مِنْ صُنْعِ حَدِيدٍ لَا يَصْدَأُ حَتَّى وَلَوْ تَعَرَّضَ لِلْحَرَارَةِ الشَّدِيدَةِ جِدًّا كَالحَدِيدِ المُسْتَعْمَلِ فِي الأَفْرَانِ. كَمَا صَنَعُوا بِهَذِهِ الطَّرِيقَةِ أَجْسَامَ الطَّائِرَاتِ مِنْ حَدِيدٍ لَا يَصْدَأُ وَيَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَحَمَّلَ تَقَلُّبَاتِ الجَوِّ.

وَهَكَذَا يَتَقَدَّمُ العِلْمُ وَيُوَفِّرُ وَسَائِلَ الرَّاحَةِ لِلإِنْسَانِ.

فَسُبْحَانَ خَالِقِ العُقُولِ وَهَادِيهَا إِلَى التَّفَكُّرِ وَالِابْتِكَارِ

وَصَدَقَ اللهُ العَظِيمُ القَائِلُ:

وَأَنْزَلْنَا الحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ [1]

---

[1] آية ٢٥ سورة الحديد

الأَسْئِلَة

١. ماذا يحدث للحديد إذا تعرض للرطوبة والهواءِ ؟
٢. لماذا تكون الأدواتِ الحديدية التى تصدأ متعبة ؟
٣. كيف اكتشف الخبير الإنجليزى طريقة صنع حديد لا يصدأ ؟
٤. ماالمعدن الآخر الذى جعل الحديد يتحمل الحرارة الشديدة دون أن يصدأ ؟
٥. من أى شئ تصنع أجسام الطائرات ؟
٦. املأ الفراغ فى العبارة الآتية :

سبحان خالق . . . وهاديها إلى . . . . . . و . . . -

أَلْوَرَقُ

على أَيِّ شَىْءٍ تَكْتُبُ ؟ و فى أَيِّ شَىْءٍ تَقْرَأُ ؟

وَ هَلْ تَساءَلتَ يومًا : كيفَ كانَ القدماءُ يَكْتُبُونَ ؟ وكيفَ صُنِعَ هذا الورقُ بأنواعِه المتعدِّدَةِ و أُشكالِه المتنوِّعةِ ؟ هل تساءَلْتَ عن تاريخِ هذهِ المادةِ العظيمةِ التى لولاها لما نُقلت علوم الأوَّلين للآخرين ولما راجت سوق العلم وازدهرت دولة المطالعة.

لقد كان المصريُّونَ القدماء يكتبون على أوراقِ نوعٍ من النبات ينمو على ضِفافِ النيل و يعرف بورق البَرْدِيّ.

وكان العربُ يكتبون على جلود الحيواناتِ بَعْدَ صقلها ويسمُّون الجلد بعد صقاله (الرَّقّ)

وكان كثير من أمم الأَرْضِ يكتبون على الطِّين والحجارةِ الملساءِ وعلى سَعَفِ النَّخْلِ وَجَرِيدِهِ وعَلَى الأَخْشَابِ وَالعِظَامِ.

وأَوَّلُ من اخترعَ الورقَ هُم أهل الصِّيْنِ واليابانِ ، و قد صنعه الصينيون من الحرير وَصنعه اليابانيون من

ك ايضًا من "القرأة العربية"

قُشُورِ الأَرُزِّ و أَشجارِ التُّوتِ.

وانتقلتْ صناعةُ الورقِ إلى العَرَبِ فى عهدِ الخليفةِ الأُمويّ هشامِ بنِ عبدِ الملكِ ثمَّ نَقَلَ العربُ هذهِ الصناعةَ إلى الأَندلسِ ومن هناك انتقلتْ إلى أوروبّا.

ويُصنَعُ الورقُ من لُبِّ الأَشجارِ وأَوراقِ النباتِ والقطنِ والخِرَقِ البالِيَةِ وقِشرِ الأَرُزِّ وأَشجارِ التوتِ وغيرِها، وأَجودُ الورقِ ما يُصنَعُ من أَليافِ الكتّانِ والقطنِ ويليهِ المصنوعُ من لبِّ الأَشجارِ.

تُجمَعُ هذهِ الموادُّ وتوضَعُ فى مِرجَلٍ كبيرٍ وتُضافُ إليهِ بعضُ الموادِّ الكيميائيّةِ لتنظيفها من الأَوساخِ والأَتربةِ ومن جميعِ الموادِّ الأُخرى العالقةِ بها ثم تُنقَلُ إلى مِرجَلٍ آخرَ حيثُ يُخلَطُ معَها نوعٌ مِنَ الصَّمغِ وتُغلَى بالضَّغطِ جيّداً حتى تصبحَ عجينةً ثم تُبيَضُ هذهِ العجينةُ بإضافةِ موادَّ كيمياويةٍ أُخرى. وتُوضَعُ فى آلاتٍ تشكلها صحائفَ ملساءَ أو خَشِنَةً وبالسُّمكِ والشكلِ والأَلوانِ والأَنواعِ المطلوبةِ.

ويُستعملُ الورقُ للكتابةِ ولفِّ الأَشياءِ، كما صُنعت من الورقِ مناديلُ وكئوسٌ وصناديقُ وصفائحُ تغطّى بها الجدرانُ ومن بعضِ الورقِ المقوّى تُبنى أَكواخٌ ومساكنُ.

الأسئلة

١- على أيّ شيءٍ كان العرب يكتبون؟

٢- من أين وصلت إليهم صناعة الورق؟

٣- كيف انتقلت صناعة الورق إلى أوربّا؟

٤- من أيّ شيءٍ يصنع الورقُ؟

٥- كيف تتمُّ صناعتُه؟

٦- اذكر أربعةَ أنواعٍ من الورقِ تستخدَم لأغراضٍ مختلفة.

٧- أكمل العبارات الآتية:

- كان المصريون القدماء يكتبون على . . . .
- وكان كثير من أُمم الأرض يكتبون على . . . .
- الورق مادة عظيمة لولاها لما . . . ولما . . . . .
- أول من اخترع الورق هم . . وكانوا يصنعونه من . . . .

فَوائِدُ البحارِ[1]

تُغطِّي البحارُ حوالى ثلاثةِ أَرباعِ الكرةِ الأرضيّة، وهذه المساحة الهائلةُ من الماءِ الملح قد سخّرها الخالق الحكيمُ للإنسانِ، فهي تُمدُّنا بالأسماكِ طعامًا لذيذًا ورزقًا حسنًا، وعلى متون البحارِ تسبحُ السُّفنُ حاملةً سلعَ التجارة والمسافرين متنقلةً بهم من بلدٍ إلى آخر لم يكونوا بالغيهِ إلا بشقِّ الأنفس۔

ومِن البحار تأخذ اللؤلؤ والمرجانَ حليةً تلبسها النساءُ وتجارة غالبةً رابحةً قال تعالى:

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا
وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ
مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

ومن البحارِ تتكوّن السُّحب في السماءِ ثمّ تتكاثف فينزل المطرُ منها فتسيلُ الأوديةُ وتفيض الأنهارُ والجداولُ وتمتلئ السدود والعيون، والبحارُ تلطّف جوّ الأماكن القريبة منها فلا عجب أن قامت على شواطئها المدن العظيمة ذات الشهرة الذائعة،

---

[1] ايضاً "من القراءة العربية"

والتجارةِ الواسعة والحضارةِ العريقةِ ، واليوم تقوم حكومتنا بمشروعٍ لتحليةِ مياهِ البحرِ المالحةِ وتحويلها إلى مياه تصلح للشرب والرى.

وبهذا أَصبح البحرُ كَنزاً للصحراءِ يمدُّها بالماءِ العذب الذى سيروى زرعها وحيوانها ويبعث فى دمائها الحياة بعد أن رقدتْ هامدةً آلاف السنين.

وَمَا أَجْمَلَ أن تجلسَ على شاطئِ البحر، وتسرِّح طَرفَكَ بعيداً حيث تلتقى زُرقَةُ السماءِ بزرقةِ المَاءِ ، وترى أَموَاجَه وهى تتكسر على الشُّطآن، تُمسكها يدُ القدرةِ أن تطغَى على اليابسة فلا تملكُ إِذْ ذاكَ أَنْ تقول: (يا لعظمة الخالق).

الأَسْئِلَة

١۔ كم تبلغ مساحة البحار بالنسبة لسطح الكرة الأَرضية؟

٢۔ أَكمل العبارة الآتية:

من فوائد البحار أنها تمدنا بـ . . . . ونستخرج منها . . . . وتمخر فيها . . . . وتتكون من بخارها . . . . . .

٣۔ لماذا قامت على شواطئ البحار كبريات المدن؟

٤۔ كيف استغلت حكومتنا مياه البحر؟

٥۔ ما مستقبل الصحارى إذا توسع هذا المشروع؟

٦۔ علام يدل هذا البحر الهائل العظيم؟

اَلْحِرْصُ عَلَى الْمَنَافِعِ الْعَامَّةِ

اَلْأُمَمُ الْمُتَحَضِّرَةُ تَعْتَبِرُ الْمَنَافِعَ الْعَامَّةَ أَمَانَةً فِي أَعْنَاقِ الْمُوَاطِنِيْنَ، فَلَا تَرَى مُوَاطِنًا يُتْلِفُ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْمَنَافِعِ، أَوْ يَسْمَحُ بِتَشْوِيْهِ مَنْظَرِهَا، فَفِي الْجَيْشِ يَحْرِصُ كُلُّ ضَابِطٍ وَكُلُّ جُنْدِيٍّ عَلَى الْأَسْلِحَةِ وَمُمْتَلَكَاتِ الْجَيْشِ كَأَنَّهَا مِلْكٌ لَهُ۔

وَفِي الْمَدَارِسِ يَحْرِصُ كُلُّ تِلْمِيْذٍ عَلَى نَظَافَةِ الْأَثَاثِ وَالْفَصْلِ وَالْمَمَرَّاتِ وَالْمَلَاعِبِ كَأَنَّهَا بَيْتُهُ، وَفِي الشَّوَارِعِ يَحْرِصُ كُلُّ مُوَاطِنٍ عَلَى النَّظَافَةِ فَلَا يُلْقِيْ بِوَرَقَةٍ أَوْ قِشْرَةِ مَوْزٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى لَا يَتَشَوَّهَ الْمَنْظَرُ الْعَامُّ لِلْبَلَدِ۔

وَفِي كُلِّ دَائِرَةٍ حُكُوْمِيَّةٍ يَحْرِصُ الْمُوَظَّفُوْنَ عَلَى الْأَمْوَالِ وَالنِّظَامِ وَالنَّظَافَةِ مُعْتَبِرِيْنَ أَنَّ أَمْلَاكَ الدَّوْلَةِ لَهَا حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُوَاطِنٍ۔

وَالْإِسْلَامُ لَا يَرْضَى لَنَا أَنْ نُفَرِّطَ فِي أَمْلَاكِ دَوْلَتِنَا فَنَعْتَبِرَهَا شَيْئًا مُبَاحًا لِلْإِتْلَافِ وَالْإِفْسَادِ وَالتَّضْيِيْعِ وَالتَّشْوِيْهِ۔

ـه ايضًا من "القراءة العربية"

الإِسْلَامُ يُنْكِرُ عَلَى الْجُنْدِيِّ أَنْ يُفَرِّطَ فِي أَسْلِحَتِهٖ ، وَعَلَى الطَّالِبِ أَنْ يُخَرِّبَ مَدْرَسَتَهُ وَيُشَوِّهَ مَنْظَرَهَا بِالْكِتَابَةِ عَلَى جُدْرَانِهَا وَإِلْقَاءِ الْأَقْذَارِ فِي مَمَرَّاتِهَا وَسَاحَاتِهَا وَيُنْكِرُ عَلَى الْمَارَّةِ فِي الشَّوَارِعِ أَنْ يَقْذِفُوْا بِالْأَوْسَاخِ دُوْنَ أَيِّ إِحْسَاسٍ بِالْمَسْئُوْلِيَّةِ ۔ وَيُنْكِرُ عَلَى الْمُرَاجِعِيْنَ وَالْمُوَظَّفِيْنَ فِي الدَّوَائِرِ أَنْ يُفَرِّطُوْا فِيْ حَقِّ الدَّوْلَةِ أَوْ حُقُوْقِ الْعِبَادِ ۔

كَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاهِرًا ذَاتَ لَيْلَةٍ يَكْتُبُ بَعْضَ حِسَابَاتِ الدَّوْلَةِ وَيُحَرِّرُ بَعْضَ الرَّسَائِلِ الْعَامَّةِ وَقَدْ أَضَاءَ مِصْبَاحًا لِيَكْتُبَ عَلَى ضَوْئِهٖ ۔

فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ وَأَخَذَ يُحَادِثُهٗ بِشَأْنِ مَزْرَعَةٍ لَهٗ فِيْ مِصْرَ ، فَأَطْفَأَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمِصْبَاحَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ : لَا تُؤَاخِذْنِيْ فَإِنَّ الزَّيْتَ الَّذِيْ فِي الْمِصْبَاحِ هُوَ مِنْ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْتَضِيْءُ بِهٖ وَأَنَا أَكْتُبُ مَا يَتَعَلَّقُ بِمَصَالِحِهِمْ ، أَمَّا الْآنَ فَأَنْتَ تُحَدِّثُنِيْ عَنْ شَيْءٍ مِنْ مَصَالِحِكَ الْخَاصَّةِ وَلِهٰذَا فَلَيْسَ لَنَا حَقٌّ فِي اسْتِعْمَالِ هٰذَا الزَّيْتِ ۔

هٰكَذَا كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَحْرِصُوْنَ عَلَى الْمَنَافِعِ الْعَامَّةِ ، فَعَمَّ الرَّخَاءُ وَالسَّعَادَةُ وَكَانَ النَّصْرُ وَالْعِزُّ وَالْمَجْدُ ۔

الأسئلة

۱۔ كيف كانت الأمم الراقية تنظر إلى أملاك الدولة و المنافع العامة؟

۲۔ كيف يكون الحرص على المنافع العامة فى :

الجيش ۔ المدارس ۔ الشوارع ۔ الدوائر الحكومية؟

۳۔ ما الذى ينكره الإسلام على الجندى والطالب والموظف؟

۴۔ لماذا أطفأ الخليفة المصباح؟

۵۔ ماذا كان من نتيجة حرص المسلمين على المصالح العامة؟

الأدب القصصي

رحمۃ للعالمین

المؤلف

الأستاذ الكبير محمود أحمد تيمور من كبار أدباء العرب المعاصرين وصاحب الاسلوب البديع الأخاذ في النثر العربي الحديث وقد حاول القصة الطويلة إلى جانب القصة القصيرة فأبدع ونال الإعجاب والتقدير من القراء والأدباء حتى أنهم سموه "موبسان العرب" لما نهض بالقصة القصيرة العربية حتى بلغ بها القمة۔

وقد ترجم إلى لغتنا الأردوية بعض قصصه القصيرة فأعجبت قراء باكستان وأدباءها۔

وقد ولد الإستاذ محمود تيمور بالقاهرة سنة ١٨٩٤م في أسرة غنية كريمة ترجع إلى أصل كردي عربي وتوفي رحمه الله في ١٩٧٤م۔

انسان

في غرفة على سطح مبنى متواضع، يحيا "الرجل" وحيدًا لا يزور ولا يُزار لقد أُصيبَ منذ أعوام بمرض في ساقيه، أقعده عن الحركة، وأحاله كُتلة صمّاء لا نفع لها في الحياة.

بدأ المرض هيّنًا، فاتخذ "الرجل" العصا يتوكّأ عليها في السير ولمّا اشتدّت به العلّة استبدل بالعصا عكازتين تحملانه عن يمين وشمال، وساءت حاله من بعد، فطرح العكازتين جانبًا، وقنع مضطرًّا بحياة المقعد، يزحف على الأرض إذا ألحّت عليه الحاجة أن ينتقل من مكانٍ إلى مكان.

إنّه يقضي يومه الأطول في رُكنه المهجور، يُصغي إلى جلبة الحياة حواليه، فكأنّه يصغي إلى أصوات من عالم بعيد، من عالم غريب عن عالمه.

تیز کرتا
إنه ليرهف السمع، ليتصيد هذه الأصوات الملأى بفورة الحياة وبهجتها، فسرعان ما تبدو على سحنته المتقلصة الكمداء علائم السخط والإستياء۔

حسد کرتا
إنه ينفس على الناس ما يستمتعون به من قوة ونشطة ومراح، ويشعر نحوهم بحقد مرير، ولا يملك فيما بينه وبين نفسه إلا أن ينحي عليهم بالسباب جزافًا في عنف كريه۔
خوش مزاجی

لم يعد يقربه احد، فغدا كالعقرب الثائرة تدور في جحرها ولا تزال تدور، شائلة ذنبها، تصوب ضرباتها اللاسعة إلى ظهرها، فتزداد من ثورة وهياج۔

معمولی
كان "الرجل" ينفق على مطعمه الغث من مال قليل مدخر، وهو موشك أن ينفد، فاذا حان اليوم الذي لا يجد فيه "الرجل" ما ينفقه، فانه معتزم في وليجة نفسه أن يحكم إغلاق بابه عليه، ويتمدد على الارض، ليستقبل الموت في استسلام۔
جمع شدہ
قریب تھا

* * *

وهل صباح جديد، فنهض "الرجل" يجمجم عابس الوجه:

يوم آخر، علي أن احتمله...

إنّه يوم يضيفه إلى الأيام السالفة - وإنّه ليوم مديد مسئوم يقضيه في شبه غفوة بلهاء ، تضطرب فيها المرئيات أمام عينيه في لوثة وخبال -

وفيما هو مسترسل في غفوة ، إن تناهى إلى سمعه صوت موسيقى يصدح في الطريق ، تسايره أناشيد وهُتافات يعلو بها مضخّم الصوت ، تتبيّن فيها ألفاظ عن "الشبه" و "يوم الشباب" . . .

واحسّ "الرجل" باعثًا من فضول يدفعه أن يتحلل عن الحجرة ، فزحف خارجًا إلى السطح يستوضح الأمر ، أو بالأحري ليطرح عن نفسه ما هو مخيّم عليها من وحشة وملال وألقى ببصره إلى الطريق ، فأخذت عينه موكبًا حافلًا بطوائف الشباب ، يُنشدون الأهازيج في تحمّس ، وهم يحملون بين أيديهم الصّنادِق يتلقّون فيها من الأريحيين التبرّعات إنّه يوم الشباب ! "القرش الذي تُقدّمه للشباب ، هو لحماية الشباب هو لرفعة الشباب وما شباب اليوم إلّا رجال المستقبل أولئك الذين على أكتافهم يتسامق مجد الأمة" ! "

ورمق "الرجل" الجموع ، وهو يغمغم :
الشباب . . . الشباب . . ماذا يهمّني من الشباب ؟ . . .

بل ماذا يهمني من الناس أجمعين ؟ . . . ماذا لقيت منهم إلا الجمود والزراية والامتهان ؟ . . . فلن يلقوا مني إلا الجمود والزراية والإمتهان !!

وأراد أن يزحف عائداً إلى وكره ، ولكن ضوء الشمس كان يتألق رائعاً بهيجاً ، والنسيم يهب رخياً نديّاً ، فطاب له أن يتريّث هنيئة ، وألفى نفسه يتوخى جداراً يسند إليه ظهره ويتفيأ ظلّه ، وراح يسرّح بصره في الفضاء - ونشيد الشباب لا يزال يرجّع أصداءه الفضاء - فاستشعر الرجل على الرغم منه إنتفاضة سرت في أوصاله... وما أسرع أن حملته الذكرى إلى أيام شبابه الغابر: وجه مطهّم متألّق ، وعود صلب سويّ وساقان شديدتا الأسر ، وفوق هذا كله مرح غامر يفيض به قلبه الفتيّ - ونظرة تفاؤل واعتداد واعتزاز يلقيها على الحياة حواليه . . . .

وتزايلت أصوات الموسيقى والأناشيد ، وشمل المكان صمت عميق ، ولكن بصر المقعد لم يبارح الأفق البعيد ، يتصفح فيه الذكريات العذاب ... وظلّ على حاله بعض وقت . . . وما هي إلا أن لاحت في السماء غمامة بيضاء كانت تسبح في الفضاء مترفقة كأنها حسناء تنساب بين الأمواج . . . واسترعت الغمامة انتباه الرجل

إنّ الغمائم لا تسير متهادية رشيقة على هذا النحو الأخّاذ وأحدّ "الرجل" من بصره يتفحّص ويتكشّف ـ فاستبان له أنّ صاحبه غمامة ليس إلّا سربًا من حمائم رائحة غادية، صاعدة هابطة، يزدان بها الفضاء في تآلف عجيب ـ

وراق المشهدُ "للرجل" فملأ منه ناظريه، ولبث يتتبّع في فضول وتشوّق جولات السرب وهو يطوف في السماء . .

وراعته تلك الدوائرُ المتناسقة التي كان يرسمها وهو يطير ـ وأذهله ذلك الترابط الذي يجمع بين حمائمه فيجعل منها وحدة متماسكة يعتورها انفصام ـ

وظلّ السرب يطير ولا يفتأ يطير، وكان كلّما أتمّ مروره بدأ دورة أخرى مِن جديد ـ أعليه أن يتمّ عددًا من الدورات كاملًا ؟ . . .

أهو فرض عليه واجب الأداء ؟

إنّ لكلّ كائن في هذا العالم الفسيح دورات يؤدّيها في طوع واختيار ـ

الشمس لها دورتها ـ :

والقمر له دورته ـ

والأرض بما تحمله مِن بشر وجماد، تتمّ دوراتها

في تناسق وانتظام وإحكام - والإنسان لكل فرد منهم دوره عليه أن يؤديها في الحياة -

نعم لكل كائن دوره عظيمًا كان أو ضئيلًا، كبيرًا أو تافهًا، حيوانًا يدبُّ أو حشرة ساربة، أو جرثومة يخطئها البصر -

لكلٍ دورته، ومن مجموع هذه الدورات، متوافقة مترابطة تتألف الدورة الكبرى لهذا الكون العريض -

وتخايل أمام «الرجل» موكب الشباب -

أليس هو مجموعة يؤلف بين أفرادها سعي واحد الى غاية واحدة ؟

أليس هو «سربا» آخر من حمائم آدمية تقوم بدورها في الحياة ؟

إنه سرب من مئات الأسراب، بل من آلافها التي تحفل بها دنيانا هذه، ولكل سرب وظيفته وعمله -

أطرق «الرجل» يناجي نفسه :-

وهو ؟ أين سربه ؟ .. وأين مكانه من هذا السرب ؟ ... وسرت في أوصاله اختلاجة حسرة واغتمام - وأحس مرارة الوحشة العزلة ...

واضطرب قلبه بشعور غامض، هو لون

من الحنين إلى شئ مجهول . . . شئ بعيد وبعيد أصعب المنال . . .

وكان سرب الحمائم لا يزال يطوّف في الأفق يكمل دوراته ، وإنّه ليرتفع في السماء موغلًا فيها حتى ليبدو كأنه نقطة يكاد يغيّبها الفضاء في جوفه ، ثم يهبط في تطوافه ، حتى ليتدانى من السطح ، حيث يقبع "الرجل" فتجوز به في سحابة مُدوّية كأنّها هبّة ريح دفعتها قوة سحرية لا تراها العيون . . . وكان "الرجل" ملتصق بجوار الجدار ، يرقب ما يحدث في شغف وتطلّع . . .

وألفى فرخًا من الحمائم قد انفصل عن السرب ، وتهاوى على السطح يترنّح إنّه غير بعيد منه يرف بجناحيه ، ويعالج أن ينهض ، فلا يكاد يعلو قليلًا حتى يتساقط على الأرض . . . ولَمْ يلبث أن ارتمى فاقدَ الحراك . . .

وعجل "الرجل" يزحف نحوه ، ومدّ يده إليه ، وطفق يُقلّبه وأُحسّ بقلب الطائر ينبض ، فوجد في نفسه لذلك هزة ارتياح ، إن هِيَ إلا إغماءة من فرط الإجهاد في الطيران . . .

وما أسرع أن نقل الفرخ إلى مكان ظليل . . .

وغاب الرجل هنيهة ، ثمّ لاح وفي يده وعاء ماءٍ وفُتات خبزٍ .

ومال على الطائر يحاول أن يُطعمه ويَسقيه - وأفلح في سَعيه فنهض الفرخ متحاملاً على نفسه يحتسى من الوعاء ويطعم من الفتات -

ثمّ استطاع بعد لأْي أن يقيم صلبه ، وان يقفز في جهد . . . وعاد إلى الوعاء ينال منه حسوات ، وإلى الفتات يصيب منه قضمات . . . وانصرف يعالج ان يرف بجناحيه ويعلو . . .

وظل الأمر على هذه الحال وقتاً ، و"الرجل" يرعاه في اهتمام - وما هيَ إلاّ أن احسّ هبّة الريح تجوز به - وكانت شديدة الدّنو منه لكأن اجنحتها توشك أن تلامس وجهه وأنها لتترفق في سبحتها متطلعة إلى السطح تستخبره في أمرِ فرخها الضائع -

وأصابت "الفرخ" هيجة عارمة ، فاشتد به التواثب والرفيف ، وهو يصر ويصيح ، كأنّما يناشد السرب أن يتريّث حتى يلحق به . . .

وانقضت فترة ساد السطح فيها سكون ، وكان الطائر يتطلّع في نزق وتأهّب ، على حين ظل "الرجل" يرقب في تيقّظ وتشوّق . . .

وما أن عاد السرب يجوز بالمكان مرّة اخرى حتى سما الفرخ لاحقاً به ، متعلقاً بأهدابه ، وسرعان

ما اندمج فيه ، وانتظم في وحدته . . .

وشهد "الرجل" السرب يكمل دورته في السماء ثم اتخذ سبيلاً آخر ، سرعان ما اختفى فيه ، وأحس الرجل بالغبطة تشيع بين جوانبه . . .

هي غبطة لم يشعرها منذ أعوام . . .

لقد استطاع ان يعيد الحياة إلى فرخ أشفى على الهلاك ، وأن يعينه على العودة إلى أهله وعشيرته . .

وفي هذه الأثناء طرقت سمعه أنغام الموسيقى ، تسايرها الأناشيد ، وتتعالى من حولها الهتافات ،

لقد عادت جموع الشباب تحيي "يوم الشباب" وأقبل "الرجل" ينظر إلى الجموع ويستمع إلى الموسيقى والأهازيج:

إنه يوم الشباب . . .

القرش الذي تقدمه للشباب ، هو لحماية الشباب لرفعة الشباب ، لنفع الشباب . . . وما شباب اليوم إلا رجال المستقبل ، اولئك الذين على أكتافهم يتسامق مجد الوطن . . .

وأحس "الرجل" برجة تزلزل كيانه . . .

ثمة شعور جديد يسري في أعطافه . . .

فرحة شاملة ، ومرح غامر . . .

إن شبابه ليبعث إليه حيا في صورة موكب

الشباب . . .

أليس هو إنساناً كباقي الاناسى ، جديراً أن يستمتع بالحياة ويؤدى فيها واجبه المحتوم ؟ ورمق عكازتيه المهجورتين وقد عششت فيهما خيوط العناكب . . .

ومضى إليهما يزحف . . .

وعالج في جهدٍ مُضنٍ أن ينهض بهما . . .

وأخيراً أفلح في وضعهما تحت إبطيه . . . وخطا كطفل يعالج المشى -

وما هِيَ إلا أن ألف السير ، فراح ينزل الدرج قاصداً الباب . . .

ووافقه في خروجه "موكب الشباب" ماداً في حشوده المترفقة ، فما أسرع أن اقتحم الموكب ، وما لبث أن اندمج فيه . . .

وأخرج من جيبه صرّةً صغيرة ، تحوي آخر ما يملكه من نقود وافرغها في صندوق التبرعات لن يوصد باب حجرته عليه ، ويستقبل "الموت" في قنوط . . .

سَيعمل . . .

لَمْ يعد ذلك الخامل المقعد الّذي لا يرجى له نفع . . .

لهُ نفع . . .

إنّه يستمد قوته ممن حوله . . .

ها هو ذا فرخ آخر كان مشفيًا على الهلاك ، فانبعثت فيه الحياة مِن جديد . . .

وتعالى صوتُ الرجل " مع الهاتفين والمنشدين . . .

لَقد أحسّ الساعة أنه من البشر -

وأنّه حقاً : إنسان " . .

المؤلّف

الأستاذ توفيق الحكيم من كبار الكُتّاب المسرحيين فى الآداب العالمية وأكبرهم فى الأدب العربى، قد ألف من المسرحيات الطويلة ما يقرب من ثلاثين مسرحية أما مسرحياته فى فصل واحد فيزيد عددها من مئة مسرحية۔ وهو أديب عالمى وكيف لا وهو مؤلف "محمد رسول الله" و "شهرزاد" و "أهل الكهف" وغيرها من المسرحيات وقد قال الدكتور طه حسين انه اكبر كاتب مسرحى فى تاريخ الأدب العربي وأن أعماله تضاهى اعمال أدباء الغرب۔

وهو ليس غريبا فى باكستان لأن مسرحياته لا تزال موضع اعجاب لطلاب العربية عندنا وقد ترجمت بعضها الى لغتنا الاردوية فحازت اعجاب قراء اللغة الاردوية ايضا

وقد ولد توفيق بالاسكندرية بمصر سنة ١٨٩٨ء واشتغل موظفا حكوميا فصحافيا حرا ولا يزال يكتب وهو الآن ابن ثمانين۔

جان گیا کیسے مرتا ہے

عَرَفَ كَيْفَ يَمُوتُ

دفتر چیف ایڈیٹر

مكتب رئيس تحرير صحيفة تصدر في الصباح ... الوقت ليل .. والعمل في الدار على أشده ... ولكن رئيس التحرير ينهض ليستقبل ذائر [illegible] ... أدخله ثم أغلق باب الحجرة.

کا زوروں پر

اندر لایا بند

رئيس التحرير : (يشير إلى مقعد بقربه) تفضل هنا يا باشا!

الباشا : (يجلس وهو يتلفت حوله) أخشى أن تكون للحائط أذن ! دیوار کان

رئيس التحرير : ليس هنا من حائط غيري .. أقصد من أذن غير أذني .. أني مصغ. توجہ سے سننے والا ہوں

الباشا : جئت إليك بخبر الأسبوع ! .. ہفتے کی اہم خبر

رئيس التحرير : سنرى .. دیکھیے جی

الباشا : لا تنظر إلى هذه النظرة التي تنم عن الارتياب .. إني الآن رجل آخر .. والخبر الذي معي أعرف مصدره كما أعرف نفسي. دیتی شک

رئيس التحرير : من هو المصدر ؟ . . . ذریعہ

الباشا : أنا نفسي . . .

رئيس التحرير : أنت تعلم يا باشا أنك لم تعد مصدراً کم ازکم ذریعہ
للأخبار منذ زمن طويل . . . وجريدتنا بے عرصہ سے
تصدر في الصباح . . . أقصد أننا الساعة اس وقت
في أشد زحمة العمل سخت مصروف ہے

الباشا : أعرف أن وقتك ثمين . . . وأني في نظركم تمہاری نظر
لم أعد من رجال السياسة الأحياء میں رجال ہی
. . . وأن اسمي لم يعد يهم الناس . . .
وأني أثقل على دور الصحف بزياراتي گراں گزرتا ہے
التي تقابل بالتجلد . . . وأضيق على گراں گزرتا
الصحفيين بأخباري وأحاديثي التي يتلقونها بے اعتنائی کا سامنا کر
بالتهرب ! . . . كل هذا أعرفه ولكن صحافیوں گریز کرتے ہیں
ذلك لا يمنع من حدوث أعجوبة عجیب وغریب واقعہ
تجعلني سياسياً حياً . . . وتعطيكم خبراً زندہ
صحفياً ! اخباری

رئيس التحرير : ما هي هذه الأعجوبة ؟! . . .

الباشا : وفاتي ! . . .

رئيس التحرير : وفاتك ! . . . خبر سيكتب في عشرة أسطر
عشرين . . . وينشر في صفحة الوفيات شائع ہوگا
العادية أو في صفحة أخرى ثانوية ! . . .

لا تؤاخذني على هذه الصراحة ... إنما قصدت
أن أعارض فكرتك ... وأن أبين أن وفاتك
... لا سمح الله ... لن تكون خبراً صحفياً
بالمعنى المطلوب ! ...

رد کرنا چاہتا ہوں
خدا نخواستہ
شہرہ مشہور

الباشا : أعرف ذلك أيضاً ... ولكن وفاتي لن تكون
تافهة، كما تتصور. إنها ستكون وفاة سياسية
مثيرة ! ...

معمولی نہیں
ہیجان خیز

رئيس التحرير: كيف ذلك ؟ ...

الباشا : قنبلة ستنفجر، وتودي بحياتي ! ...

پھٹے گا
خاتمہ کرے

رئيس التحرير: قنبلة ؟ ... ومن الفاعل ؟ ...

الباشا : خصومي السياسيون ! ...

دشمن

رئيس التحرير: أين هم ؟ ... وإذا وجد بينهم من يحمل لك
حتى الآن بغضاً ... فما الذي يستفيده من
قتلك اليوم ؟! ...

رکھتا ہوگا
فائدہ ہوگا

الباشا : كانوا يتوجسون من عودتي خيفة إلى النشاط
السياسي ! ... وقد علموا من غير شك أني
أعد برنامجاً واسع النطاق ... وأسعى إلى تأليف
هيئة جديدة ... وإليك الأسماء وإليك
البرنامج ... كل شيء معد ... حتى تؤمن
بأني جاد فيما أقول ... "يخرج من جيبه أوراقا
يقدمها إلى رئيس التحرير" ...

سرگرمی
ڈرتے تھے
تیار کرتا ہوں
تشکیل
پارٹی
تیار ہے
یقین کرے
سنجیدہ ہوں
پیش کرتا ہے

رئيس التحرير: "وهو يفحص الأوراق" حقاً.. هذا برنامج من برامجك... وهذه هيئة... مما اعتدت تأليفه وإرساله إلى الصحف... وليس هذا هو المهم... المهم هو القنبلة!...
كيف عرفت أن هناك قنبلة معدة لاغتيالك؟

...

الباشا : هذا سر... اسمح لى أن أحتفظ به فى الوقت الحاضر...

رئيس التحرير: وهل أبلغت البوليس؟...

الباشا : البوليس؟... ولماذا أبلغ البوليس؟...

رئيس التحرير: ليقوم بإحباط المؤامرة فى الوقت المناسب والمحافظة على حياتك.

الباشا : ولمصلحة من هنا؟!... أنا شخصياً أرحب بهذه المؤامرة التى جاءت فى الوقت المناسب... أما حياتى فإنها ستختم ختاماً رائعاً ما كان أحد منكم يتصوره أو يخطر له على بال...

...

رئيس التحرير: حقاً... لو حدث هذا لكان خبراً مهماً...

الباشا : ليستحق النشر فى الصفحة الأولى؟!...

رئيس التحرير: بالطبع... مع "مانشيت" بخط كبير!...

الباشا : وصورة الفقيد؟...

مرنے والے کی تصویر

رئيس التحرير : بالضرورة !...

الباشا : "يخرج محفظته" إليك آخر صورة ... حتى لا تضيعوا وقتا فى البحث عنها .. عند ما تأزف الساعة .. كل شىء معد ؟ .. يجب أن تخبرونى عن كل طلباتكم من الآن ..

رئيس التحرير : يبدو أن لديك تفاصيل دقيقة عن هذا الحادث !...

الباشا : ليست كل التفاصيل ... ولكن فى استطاعتك على كل حال أن تستفسر عما تريد من بيانات ...

رئيس التحرير : أتعرف متى يقع هذا الحادث ؟...

الباشا : الليلة .. بعد منتصف الليل ... الساعة الثالثة صباحا .. أيناسبكم هذا الوقت ؟ ...

رئيس التحرير : "بدهشة" يناسبنا نحن ؟!...

الباشا : فى أى ساعة تبدأون فى طبع الجريدة ؟...

رئيس التحرير : الماكينة تبدأ فى التحرك حوالى الثانية صباحا

الباشا : إذن يجب تقديم موعد الوفاة ...

رئيس التحرير : ماذا أسمع ؟! ... تعدل موعد وفاتك لتوافق موعد طبع الجريدة !! ..

الباشا : هذا ممكن . . . اطمئن ! . . .

رئيس التحرير : أطمئن . . . كيف أطمئن ؟! . . . إنى لا أفهم شيئًا . . . يجب أن توضح لى كل هذا الموضوع العجيب ! . . . [illegible]

الباشا [illegible] : "باسما" يظهر أنى قد نجحت فى أن أثير اهتمام الصحافة . . .

رئيس التحرير : بلا شك . . . ولو وقع هذا الأمر الذى تقول عنه لكان خبر الأسبوع بلا جدال ! . [illegible]

الباشا : [illegible] سيقع . . . سيقع . . .

رئيس التحرير : إنك تتكلم بلهجة الواثق . . . ولكن نحن كيف نقتنع [illegible]

الباشا : القنبلة الآن موجودة تحت مكتبى . . . فى سلاملك دارى بحدائق القبة . . . وهى قنبلة تنفجر فى ساعة معينة . . .

رئيس التحرير : ومن الذى وضعها فى ذلك المكان ! . . .

الباشا : خصومى السياسيون . . .

رئيس التحرير : مفهوم . . . هذا ما سنكتبه . . . كن على ثقة ، ولكن حقيقة الموضوع ؟ . . . ما هى ؟ كيف عرفت أنها ستنفجر فى الساعة الثالثة صباحا ؟ ؟ . . .

الباشا : أخبرنى أنت أولا . . ما الذى يهمك نشره ،

باعتبارك صحفياً .

اکولیا

حقيقة تافهة أو أكذوبة دائعة ؟ . . درحقیقت

ہیجان جھنجھوڑ

رئيس التحرير : يهمنى الخبر الذى يثير الناس ، ويهز أعصابهم ويجعلهم يحدثون عنه باهتمام فى كل مكان ! . . .

الباشا : اتفقنا إذن . . . لا تسألنى عن حقيقة الموضوع . . . المهم أن تنشر إنى توفيت على أثر انفجار قنبلة ، تمكن خصومى السياسيون من وضعها تحت مكتبى . وتصف الحادث بقلمك المعروف ، وتسرد تاريخ حياتى ومواقفى الماضية المشهورة . . . وتحلى صدر الجريدة بصورة فقيد الوطن . . إلى آخره إلى آخره . . .

رئيس التحرير : وهل ستنفجر قنبلة . وتحدث وفاة ؟ . . .

الباشا : طبعًا . . طبعًا . . . هذا لا شك فيه . . . قنبلة . . ستنفجر فى مكتبى وتودى بحياتى . . . اطمئن من هذه الجهة . . .

رئيس التحرير : يدهشنى أن تستقبل الموت المؤكد هكذا بغير انزعاج ! . . .

الباشا : هذه مسألة أخرى يمكن أن تعلق عليها بقولك إنى كنت دائمًا رجلا شجاعا . . . ولكن لا تذكر بالطبع إنى كنت أعرف مقدما وجود القنبلة . . لأن المفروض فى الاغتيال أنه حدث بدون

علي -

رئيس التحرير : لو أنه حدث بدون علمك لكان الأمر مفهوما ولكن العجب هو أن تعلم ثم تقدم ... كأنك تنتحر !

الباشا : حذار أن تذكر كلمة الانتحار .. حتى ولا على سبيل التشبيه ! ...

رئيس التحرير : لن أفعل ولكني أقول ذلك فقط لنفسي محاولا أن أفهم موقفك لماذا ترحب بالموت هكذا ! .. أللموتة المجيدة وحدها أم ليأسك من الحياة ؟ !

الباشا : تريد حقيقة موقفي ؟ هذا طبعا ليس للنشر ! ...

رئيس التحرير : لن أنشر إلا ما تقرني أنت عليه ... تكلم بكل حرية ...

الباشا : بعد وفاة ابني الذي استشهد كما تعلم في معارك فلسطين لم أجد للحياة طعما ... بل بدأت أحس شيئا غريبا يملأ فراغ أيامي ... هو الاهتمام بالموت ... لم أعد أرى الموت شيئا يتقى ، ويحذر منه ... فأغفلت أدويتي وعقاقيري ، وأهملت اتباع "رجيم" صحي ضد السكر وضغط الدم - ثم رجعت إلى خطابات ابني قبل أن يموت ، فأعدت تلاوتها ...

فعلمتنى دروساً ما كنت أظن أنى أتلقاها من ابنى . . . ثم استشهد بعد ذلك رئيس ابنى فى فرقته ذلك الاستشهاد الذى سيخلده على الدهر ، ونشرت بعض الصحف مذكراته ؛ التي أثرت فى نفسى ؛ نحفظتها دائما فى جيبى " يخرج من جيبه قصاصة " . . . أيضا يقلك أن أتلو عليك منها فقرة هى التى رفعت عن عينى الغشاوة . . .

رئيس التحرير: اقرأ . . . اقرأ . . .

الباشا : " يتلو من القصاصة " " يا له من مكان رائع يختتم فيه القدر مسرحية حياتى ! . . . لقد نظرت إلى مقعد حجرى جميل على الطريق الشاعرى بين الوادى والجبل . . . وقلت ، سيجىء الذين يزورون قبرى ويجلسون هنا فيما بعد يستريحون بعد صعود الجبل . . . وينظرون إلى اللوحة التى يكتب فيها اسمى ويوم استشهادى هذا إنما أتمنى أن تنطبق على كلمة . . . كلمة نيتشه ، أن البطل هو الذى يعرف كيف يموت فى الوقت المناسب والمكان المناسب "

رئيس التحرير : لقد نال ما تمنى . . .

الباشا ، حقا . . . وانطبقت عليه كلمة . . . كلمة

”يرجع إلى القصاصة وينظر فيها مليا ، نيتشه . . . لقد عرف ابنى و رئيس فرقته كيف يموتان فى الوقت المناسب ! والمكان المناسب ! . . .

رئيس التحرير : انهما خلقا ليكونا من الأبطال ! . . .

الباشا : نعم . . . أما نحن . . . فقليل من جيلنا عرف كيف يموت في الوقت المناسب والمكان المناسب . . . حقا إنه لمن البطولة أن يتخير الإنسان موته و يحسن الاختيار . . .

رئيس التحرير : ليس هذا بالأمر المهيأ لكل الناس . . .

الباشا : هذا صحيح . . . ولهذا أتقدم وأنا على ثقة . . . انى رجل وقعت في كثير من الأخطاء . . . وفى شخصيتى كثير من العيوب . . . لست انكر كل ذلك . . . وقد تبدو حياتى للكثيرين تافهة . . . ولكن موتتى لن تكون تافهة . . . ان العبرة باختيار الموتة كما جاء فى كلمة . . . كلمة . . . ”يرجع إلى الخطاب“

رئيس التحرير : نيتشه . . .

الباشا : ”ينظر إليه بدهشة“ أتعرفه ؟

رئيس التحرير : قليلا . . .

الباشا : لا تنس أن تقول عندما تكتب عن وفاتى أنى كنت أعرف نيتشه . . . هذا . . . معرفة

شخصية . . . وأننا كنا نتبادل الآراء عند ما تشتد الأزمات . . . ولا أخفى عنك سراً إذا قلت لك إننا كنا أحيانا نتزاور .

رئيس التحرير : لاحظ يا باشا ان نيتشه هذا مات منذ نحو نصف قرن ! . . .

الباشا : نصف قرن ! . . . لاداعى إذن لذكر مسألة التعارف والتزاور . . . وكيف مات هذا الرجل ؟ . . .

رئيس التحرير : مات مجنونا ! . . .

الباشا : ماذا تقول ؟ . . . نيتشة هذا الذى قال ذلك الكلام يعرف كيف يموت موتة محترمة ! . . . أرجوك أن تحذف اسمه بالكلية . . . ولا تشر إليه مطلقا وأنت تكتب عنى . . . لئلا يؤثر ذلك فى سمعتى ، ويشوه من جلال موتتى ! . . .

رئيس التحرير : إنى لن أكتب عنك إلا ما يجعل منك شخصية الأسبوع . . . ولكن قبل كل شيء يجب أن أتأكد من أن الحادث سيتم ، وأننا سننفرد بنشر الخبر . . .

الباشا : أما أن الحادث سيتم فهذا فى حكم المؤكد . . . وأما انفرادك بنشر الخبر فإنى طوع أمرك . . .

رئيس التحرير: ألم تخبر أحداً غيرى بهذا الموضوع؟ . . .

الباشا : أبدا . . . وأقسم لك . . .

رئيس التحرير: وما مصلحتك فى أن تخصنى بالخبر دون بقية الصحف؟ . . .

الباشا : لقد فكرت فعلا فى هذا الأمر . . . ووجدت أن مصلحتى تقضى بأن تنفرد جريدة منتشرة مثل جريدتكم بالنشر أولا بطريقة مدوية . . . تحوى كل البيانات التى يهمنى ذكرها . . . فتضطر بقية الصحف بعدئذ أن تحذو حذوكم . . . وتنقل عنكم، وتعطى الأمر عناية مثل عنايتكم . . . فأنت ترى أن هذه الخطة فى مصلحة الطرفين . . . فهى تعطيكم مزيد السبق . . . وتعطينى فرصة نشر الموضوع بالصورة التى أريدها . .

رئيس التحرير: معقول . . . بقى أن أعرف بالضبط موعد الانفجار، لأعد النشر فى الصفحة الأولى؟ . . . قلت إنه فى الساعة الثالثة . . . "ينظر فى ساعته" نحن الآن فى منتصف التاسعة . . .

الباشا : موعد الانفجار رهن إشارتك . . .

رئيس التحرير: "يفكر" ما دمنا سنعد كل شىء قبل الحادث . . . فلا داعى لتعديل موعده . . . بل ربما كان فى التأخير إلى هذه الساعة فائدة . . . إن جميع

الجرائد الصباحية الأخرى تكون فى تلك الساعة فى المطبعة ، عاجزة عن تلقى الخبر . . و قد يصل الخبر الى المحافظة وجهات الاختصاص بعد تمام طبعها . . فيكون لنا بذلك ميزة السبق . . . دع كل شئ إذن كما هو مرتب . . .

الباشا : أرأيت . . . ها أنتذا لم تستطع تغيراً فى برنامجى ! . . . اشهد لى بأنى رجل دقيق غاية الدقة ! . . . ماحك جلدك مثل ظفرك ! . . . لقد رتبت مجدى بيدى . . . ونظمت خلودى كمن ينظم وليمة ! . . . هل تسمح لى الآن بالانصراف ؟ . . .

رئيس التحرير : عندى سؤال شخصى يا باشا ؟ . . أسرتك ؟ . .

الباشا : ابنى قد استشهد كما تعلم . . . وزوجتى متوفاة . . . ولم يبق لى غير ابنة فى سن الزواج . . . تعيش أكثر أيامها عند عمتها فى الدقى . . . وقد جاءت لزيارتى اليوم ، فرأيتها للمرة الأخيرة . . . وقد تركتها وجئت اليك الآن وأرسلت إليها سيارتى لتعود بها الى عمتها . . . و سأرجع الى منزلى الآن بتكسى ! . . . لا أسرة لى اليوم كما ترى . . . أنا أعيش بمفردى ! . . .

رئيس التحرير : سؤال شخصى آخر : هل أنت مؤمن على حياتك ؟ . . .

الباشا : بمبلغ زهيد .. لا يتجاوز ثلاثين ألف جنيه ... سيذهب بالطبع إلى ابنتي ! ...

رئيس التحرير : ثلاثين ألف جنيه ! ... لقد بدأت أقتنع حقا بأننا سننشر خبراً لا شك في صحته ...

الباشا : "ينهض" والآن .. أترك بين يديك مستقبلي ! ... أعني مجدي بعد الموت ! ...

رئيس التحرير : حقا .. لقد رتبت لنفسك مجداً ... ولابنتك زوجا ... وأرجو أن أوفق في أن أنفذ كل مطالبك ! ...

الباشا : "يمد يده" نسينا أمراً مهما ... الجنازة !

رئيس التحرير : الجنازة ؟! ...

الباشا : نعم ... يجب أن ننشر موعدها .. فلتكن في الساعة الخامسة بعد ظهر الغد ... ولكن من أين تبدأ ... أو ترى معي أن تبدأ من ميدان الإسماعيلية ؟ ... ذلك أن مصلحة التنظيم ، جازاها الله ، قد حفرت أمام منزلي بحدائق القبة حفراً عميقة لتمد أنابيب وتظهر مراحيض ... فالروائح الكريهة .. تتصاعد ... وأخشى أن لا يكون هذا مكانا

لائقاً باستقبال كبار المشيعين ؟ . . . ما رأيك أنت . . . ؟

رئيس التحرير : في هذه الحالة يستحسن قيام الجنازة من ميدان الإسماعيلية . . .

الباشا : اتفقنا . . . "يمد يده" إني شاكر جداً .

رئيس التحرير : العفو . . . إلى اللقاء ! . . .

الباشا : تقصد الوداع طبعا . . .

رئيس التحرير : "متشككا" تسمح يا باشا . . . أرسل معك محرراً نشيطاً يصف مكان الحادث . . . وصفاً رائعاً . . . محرراً اشتهر بعمل الريبورتاج . . . وستسر من وصفه جداً . . . أقصد سيسر القراء من وصفه المبدع .

الباشا : فكرة طيبة ! . . .

رئيس التحرير : "يضغط على زر فيحضر أحد السعاة" الأستاذ حسنين ! . . . الأستاذ حسنين بسرعة ! . . .

الباشا : حسنين ! . . . أتظن أني أجهله . . . لطالما أمليت عليه أحاديث لم ينشرها . . .

رئيس التحرير : ولكنه هذه المرة سينشر كل شيء . . .

"الباب يفتح ويدخل الأستاذ حسنين"

الباشا : أهلا بالأستاذ حسنين . . . تعال معي . . .

رئيس التحرير : "جوابا على نظرة المحرر المتسائلة" نعم . . .
اذهب مع الباشا . . . وصف مكان الحادث بالتفصيل . . .

حسنين : أى حادث ؟ . . .

رئيس التحرير : سيخبرك به الباشا فى الطريق . . . عن إذن الباشا "ينفرد بالمحرر ويسر فى أذنه : "لازمه حتى . . . حتى الموت . . . ولا تدعه يتصل بصحيفة أخرى أو بصحفيين آخرين . . .

حسنين : "يهز رأسه بعزم . . . ويتجه إلى الباشا ، هل بنا يا باشا . . .

" الباشا يودع رئيس التحرير بحرارة وينصرف مع المحرر "

رئيس التحرير ، "يضغط على الزر فيأتى الساعى" سكرتير التحرير بسرعة . . .

" ويخرج الساعى على عجل ويتأمل رئيس التحرير صورة الباشا ويقول لنفسه "

أنا الذى سأموت مائة مرة قلقا على الخبر . . من الآن حتى الساعة الثالثة . . .

" ثم يمسك بالقلم ويكتب فى دقة . . . "

سكرتير التحرير: "يدخل" طلبتى؟

رئيس التحرير: خذ يا أستاذ فريد!.. . إليك "المانشيت" الذى سيوضع فى رأس العدد!..

"يناوله الورقة"

سكرتير التحرير: يتناول الورقة ويقرأ: "اغتيال عبد السميع باشا رضوان!..."

رئيس التحرير: هذا بخط كبير.. . بخط صغير عنوان آخر "من انفجار قنبلة فى الساعة الثالثة صباحًا ... والتحقيق مستمر..."

سكرتير التحرير: "ينظر فى ساعته" نحن الآن فى الساعة.. . عجبًا!

رئيس التحرير: ما وجه العجب؟...

سكرتير التحرير: نعد الخبر قبل حدوثه؟...

رئيس التحرير: سبق صحفى...

سكرتير التحرير: ويبلغ بنا الأمر أن نسبق عزرائيل؟...

رئيس التحرير: ولم لا؟...

سكرتير التحرير: إنه لا شك سيدهش لو اطلع الآن على الخبر وهو يجمع فى "اللينوتيب"؟

رئيس التحرير: وبذلك نكسبه قارئًا.. لأنه سيستقى بعد اليوم من جريدتنا أخبار عمله..

سكرتير التحرير: عزرائيل من قرائنا؟...

رئيس التحرير: هذا هو النجاح الصحفي . . . اذهب بسرعة وهيئ "المانشيت" ! . . .

سكرتير التحرير: لي سؤال بسيط . . . كيف عرفت مثل هذا الخبر؟ . . .

رئيس التحرير: من أوثق المصادر . . .

سكرتير التحرير: إذا كان عزرائيل نفسه لا يعرف . . . فمن يكون المصدر . . . ؟

" يفتح الباب ويدخل الساعي معلنا . . . "

الساعي: كريمة عبد السميع باشا رضوان تريد مقابلة حضرتك . . .

رئيس التحرير: كريمته ؟ . . . فلتتفضل . . .

" يخرج الساعي . . . "

سكرتير التحرير: سأمضي أنا لإعداد المانشيت . . .

رئيس التحرير: في أسرع وقت . . .

" الأستاذ فريد يخرج بالورقة والصورة ويبادر رئيس التحرير إلى هندامه فيسويه وينظمه استعدادا لمقابلة الآنسة "

الآنسة: " تدخل في شيء من اللهفة " ليلتك سعيدة يا أستاذ . . .

رئيس التحرير : أهلا وسهلا . . . أهلا . . أهلا . . أهلا . .

الآنسة : لا تؤاخذنى . . جئت فى هذه الساعة . . .

رئيس التحرير : بماذا تأمرين أولا ؟ . . . قهوة . . . ليمون . . . كوكاكولا ؟ . . .

"يضغط على زر الجرس"

الآنسة : لاشىء مطلقا . . أرجوك . . .

رئيس التحرير : لا يمكن أبدا . . " يدخل الساعى ، ليمون . . .

الآنسة : أشكرك . . . إنى جئت الآن . . .

رئيس التحرير : إنها لفرصة من أسعد فرص حياتى ! . . .
اسمحى لى أن أعبر لك عن إعجابى . . . فأنت
مثال للأناقة تفخر به كل مصرية . . .
سنظفر منك ولاشك بأحدث صورة لك
. . . لننشرها بالروتوغرافور ! . . .
ونكتب تحتها : كمال وجمال ومال ! . . .
ما رأيك فى هذا العنوان ؟!

الآنسة : "بدهشة" ومال ؟! . . .

رئيس التحرير : طبعًا . . .

الآنسة : ولكنى لست بذات مال . . .

رئيس التحرير : ستكونين . . .

الآنسة : كيف ؟ . . . إنى أعرف كل ما تملك . . . لستا

أصحاب ثروة!...

رئيس التحرير : ستصبحين . . . نحن نعرف الأخبار قبل وقوعها!...

الآنسة : منجم؟...

رئيس التحرير : صحفي . . . ألا تحبين رجال الصحافة؟!...

الآنسة : بلى . . . أحب الصحافة...

رئيس التحرير : هذا من حسن طالعي . . . إني مؤمن بأن طالعي ميمون . . . أتعرفين أنك الآن قد جعلتني أفكر في شيء ما فكرت فيه قط؟. قد تسألينني ما هو هذا الشيء الذي لم أفكر فيه قط؟ الحق أن هناك ثلاثة أشياء لا يغني فيها تفكير ولا ينفع تدبير . . . هي الميلاد والزواج والموت . . . هذا على الأقل ما كنت اعتقد من قبل . . . ولكن يبدو لي أني مخطىء . . . لقد تغير الزمن فيما أرى . . . وأصبح في إمكان الإنسان أن يتخير موتته وزوجته وربما استطاع أيضاً في المستقبل القريب أن يتخير مولده!..

الآنسة : ليس هذا وقت الحديث في هذه الموضوعات . . . إني جئت على عجل...

رئيس التحرير : بل هذا أنسب وقت للحديث في ذلك . . . ألا تؤمنين أنت بأن الزوج يستطيع أن يتخير

زوجته . . . وأن الزوجة تستطيع أن تتخير زوجها؟! . . .

الآنسة : لم أفكر فى ذلك بعد . . . إلى الآن . . .

رئيس التحرير : بل يجب أن تفكرى فى ذلك منذ الآن . . . فإنه لن يمضى قليل حتى تتخاطفك الأيدى؛ ويتنازع عليك الطامعون ويتزاحم حولك الخاطبون . . . فلا تبصر عيناك فى هذا الجمع من يصلح شريكا لحياتك . . . يجب أن تدبرى أمرك ببال خال . . . وأن تقررى مصيرك فى جو هادئ . . . انظرى أمامك ، وتأملى أى نوع من الرجال جدير بمثلك؟ . . . أى شخص لامع بارع قدير مثالى خيالى يستطيع أن يظهرك فى صورته رائعة وإطار جذاب!.

الآنسة : يظهر أنك لا تريد أن تعطينى الفرصة كى . . .

رئيس التحرير : وماذا أنا أقصد من فتح هذا الموضوع غير أن أعطيك الفرصة.

الآنسة : "منفجرة" فرصة الكلام . . . أرجوك . . . اعطنى لحظة . . . فرصة الكلام كى أخبرك بسبب حضورى . . . أبى . . . أبى . . . أين هو الآن؟ المسألة مهمة . . . لقد أخبرنى السائق أنه حضر به إلى هنا أين هو؟ . . . أين ذهب؟! . . .

رئيس التحرير : ولماذا تريدين أباك؟!...

الآنسة : لأخبره بما حدث فى المنزل!..

رئيس التحرير : ماذا حدث؟...

الآنسة : قنبلة... وجدت قنبلة تحت مكتبه في "السلاملك"!

رئيس التحرير : ومن الذى وجدها؟...

الآنسة : أنا... ذهبت أضع على مكتبه بعض الزهور... قبيل انصرافى إلى بيت عمتى... فلمحت تحت المكتب شيئاً غريب الشكل فدنوت منه... بحذر... وعندئذ تبين لى أنه لا بد أن يكون قنبلة...

رئيس التحرير : "بعجلة" وماذا فعلت!... أرجو أن تكونى قد تركتها فى مكانها!...

الآنسة : أأتركها فى مكانها حتى تنفجر وتودي بحياة أبى؟!...

رئيس التحرير : "بقلق" نقلتها إذن من مكانها؟!...

الآنسة : طبعاً!.. اتصلت بالمحافظة فى الحال بالتليفون، فأرسلت خبير القنابل؛ ففحصها وأزال خطرها!..

رئيس التحرير : "غير متمالك" يا للمصيبة!... انهار كل شىء من أساسه!...

الآنسة : "دهشة" أتسمى زوال الخطر مصيبة ؟!

رئيس التحرير : "يتدارك" لا . . . بل أقصد . . . لو وقع الحادث لا سمح الله . . . إنى أتكلم باعتبار ما كان سيحدث ! . . .

الآنسة : فلنحمد الله أنى ذهبت إلى المكتب فى الوقت المناسب ! . . .

رئيس التحرير : "بغيظ مكتوم" الوقت المناسب ! . . . لقد ضاع الوقت المناسب ! . . .

الآنسة : لم يضع شئ . . . إن أبى كان متغيباً لحسن حظه . . . كان هنا عندكم ، كما بلغنى من السائق . . . وإنى لفى حيرة : هل أبلغه بأمر القنبلة فأثير فيه الانزعاج وهو مريض بالسكر ؟! . . .

رئيس التحرير : أما الانزعاج . . . فثقى أنه سينزعج جداً . . . وسيبكى سوء حظه ! . . .

الآنسة : تقصد حسن حظه ؟ !

رئيس التحرير : "فى غضب خفى" لست أدرى ما أقصد . . . إن الخبر وقع على كالصاعقة ! . . . لقد فوجئت . . . ولا شك أن أباك المسكين سيفاجأ . . . إنه لم يكن يتوقع مسألة الزهور هذه . . .

الآنسة : حقاً . . . ما كان عادتى أن أصنع ذلك دائماً . . . ولكنى اليوم وأنا خارجة ، رأيت فى الحديقة بضع زهرات من القرنفل الأبيض

. . . فتذكرت أبى الذى عانقنى منذ قليل عناقا حاداً . . . فخطر لى أن أضعها على مكتبه . . .

رئيس التحرير: "كالمخاطب نفسه" كان يسره لو أنك وضعتها فيما بعد على . . . على . . .

الآنسة : ماذا تقول؟ . . .

رئيس التحرير: أقول إنه يسره لو أنك لم تدخلى مكتبه على الإطلاق . . . كما كان يسرنى ذلك أنا أيضاً . . .

الآنسة : تقصد أنكما تكرهان تعريض نفسى للخطر؟ . . . !

رئيس التحرير: لقد عرضت نفسك وعرضت الجميع لأكبر خسارة . . . كلنا خسرنا بذلك . . . أبوك وأنا وأنت! . . . لقد أطاحت بآمالنا جميعاً ومصالحنا بضع زهرات من القرنفل الأبيض! . . .

الآنسة : إنك تتكلم أيضاً باعتبار ما كان سيحدث! . . . ولكن مادمنا قد نجونا جميعاً فى الوقت المناسب! . . .

رئيس التحرير: لا تذكرى هذه الكلمة! . . . خصوصاً لأبيك! . . . من كان يتصور أن "الوقت المناسب" ليس فى يدنا

نحن . . . بل هو شىء ألقته يد خفية داخل
إناء أزهارك ؟!

الآنسة : ألا ترى أن أخبر أبى بأمر القبلة ؟! . . .

رئيس التحرير : بلطف . . . بلطف . . . وإذا رأيت
على وجهه علامات الغضب أقصد الانزعاج
. . . فاعذر به . . .

الآنسة : طبعًا . . . طبعًا . . . أين هو الآن ؟ . . .
ألا تعرف ؟ . . .

رئيس التحرير : خرج من هنا إلى منزله توًا . . . اذهبى إليه
بسرعة ! . . . اذهبى . . . اذهبى . . . ليلتك
سعيدة ! . .

"ينهض ويشيعها إلى الباب . . . و
يعود إلى مكتبه وهو ينظر فى ساعته،
وينفخ من الضيق - ويبادر إلى الجرس
. . ولكن الباب يفتح ويدخل
سكرتير التحرير"

سكرتير التحرير : لقد قمت بمعجزة ؛ وقفت بنفسى على الخطاط
لأعد خط المانشيت بالفارسى فى هذه السرعة
المدهشة . . . "يبسط ورقة ويقرأ "اغتيال
عبد السميع رضوان باشا من انفجار . . .

رئيس التحرير: مهلا.. مهلا.. كنت على وشك طلبك.. لا يوجد اغتيال ولا انفجار!...

سكرتير التحرير: مفهوم.. لم يحدث بعد.. ولكن سيحدث في الساعة الثالثة!...

رئيس التحرير: لن يحدث أبداً... ولن يموت عبد السميع باشا رضوان!..

سكرتير التحرير: من أين استقيت هذا الخبر الجديد؟!...

رئيس التحرير: من أوثق المصادر...

سكرتير التحرير: عزرائيل!... لابد أنه أصدر تكذيباً رسمياً!...

رئيس التحرير: القنبلة ضبطت قبل أن تنفجر... أسرع وغير "المانشيت"!..

سكرتير التحرير: بعد كل هذه الجهود!... ماذا نضع بدلا منه؟!...

رئيس التحرير: "لغكما" لست أدري.. بل انتظر... تستطيع برغم ذلك أن تمضي فيما أعددناه... خصوم الباشا دبروا المؤامرة... ولكنها لم تنجح... لأن كريمته اكتشفت القنبلة في الوقت المناسب!... اجعل "المانشيت" إذن هكذا: مؤامرة لاغتيال عبد السميع رضوان باشا

. . . القنبلة لم تنفجر ! . . .

سكرتير التحرير: فلأذهب إذن فى الحال إلى الخطاط والحفار! . . . إنهما فى حجرتى . . .

رئيس التحرير: نعم . . . لا تضيع وقتا . . . وإلا تأخرنا فى الطبع . . .

„ ينظر فى ساعته . . بينما يثب سكرتير التحرير خارجا من الحجرة . . ويبقى رئيس التحرير وحده فى حجرته يمشى ذهاباً وإياباً مفكراً . . ثم يسرع الى التليفون . ”

اطلب لى المحافظة ! . . . من ؟ أهلا وسهلا . . . هل لديكم خبر عن القنبلة التى وجدت فى منزل عبد السميع باشا رضوان ؟ - خبير القنابل ذهب لفحصها ؟ . أعرف ذلك . . . ولكن الذى أريد أن أعرفه هو رأيه . . . ماذا ؟ . . . تقريره لم يقدم بعد ؟ . طبعا لا ينتظر تقديمه قبل الغد . . . ولكن بصفة مبدئية . . . ألا يمكن معرفة شئ عن هذا الموضوع ؟ . . . أكلمك بعد نصف ساعة ؟ . . . وهو كذلك . . . متشكر جداً :

” يضع رئيس التحرير السماعة . . .

وإذا بالباب يفتح عليه ويدخل المحامى حسنين كأنه قنبلة."

حسنين : "فى لهفة" الباشا . . عبد السميع باشا؟ . . .

رئيس التحرير : "يلتفت إليه بهدوء" أين هو؟ . . .

حسنين : مات . . .

رئيس التحرير : يا لبراعة المحررين! . . أهو الذى قال لك ذلك؟!

حسنين : لم يقل لى شيئًا . . . ولكنه مات بالفعل! . . .

رئيس التحرير : من قنبلة لم تنفجر؟ . . .

حسنين : ومن قال إنه مات بقنبلة! . . .

رئيس التحرير : وكيف مات إذن؟ . . .

حسنين : مات غرقا . . .

رئيس التحرير : فى النيل؟ . . .

حسنين : يا ليت الأمر كان كذلك . . .

رئيس التحرير : فى البحر الأبيض المتوسط؟ . . .

حسنين : وهل نحن خرجنا من هنا معًا لنركب قطار البحر أو لنذهب إلى منزله؟

رئيس التحرير : إلى منزله؟

حسنين : إلى منزله . . . لا فى نهر إذن ولا فى بحر . . .

رئيس التحرير : فى ماذا؟ . . فى كوب ماء؟ . . .

حسنين : يا ليت . . . فى مكان يخطر على بال . . . إنه لحادث يدعو حقًا إلى الرثاء . . .

رئيس التحرير: أين يمكن أن يغرق هذا الباشا؟ . . . أسرع وأخبرنى . . . ليس لدينا وقت للأحاجى والفوازير . . . لا بد لنا كما تعلم من أن نصدر بتفاصيل الخبر . . .

حسنين : فى مكان غير مناسب . . .

رئيس التحرير: تكلم من فضلك . . . سأموت غيظا . . .

حسنين : إليك تفصيل الخبر . . . وصلنا بالتاكسى إلى قرب منزله . . . ونزلنا والوقت ليل، والظلام مخيم كأنه أجنحة الخفافيش، والنجوم الشاجية تهتز خلف الغمام، كأنها ترقص على أنغام "الرومبا" . . .

رئيس التحرير: الرومبا؟ . . . من فضلك . . . أرجوك . . هذا كلام تكتبه فى الربورتاج، على مهل وأنت جالس أمام الورق . . . الآن أريد أن أعرف فى كلمتين كيف غرق عبد السميع باشا . . . !

حسنين : بجوار باب منزله مرحاض . . .

رئيس التحرير: يا ساتر! . . .

حسنين : مصلحة التنظيم تقوم هناك بإصلاح أنابيب . . .

رئيس التحرير: عارف . . . ولذلك أقترح أن تبدأ جنازته

من ميدان الإسماعيلية . . .

حسنين : عين الصواب . . . لأن المكان هناك فعلا . . .

رئيس التحرير: دعنا من ذلك . . . نحن الآن فى المرحاض . . . أقصد فى حادث الغرق . . . كيف وقع ؟ . . .

حسنين : ماكدنا نترك السيارة حتى سبقنى هو ليرينى طريق الباب بين الحفر العميقة . . . ولم يكن هناك غير "فانوس" أحمر واحد موضوع على حاجز خشب فى موضع بعيد . . . وسرت خلفه أتعثر فى أكوام الوحل والتراب . . . ورفعت رأسى . . . فلم أجد للباشا أثراً . . . فتملكنى الغضب، وخفت أن يكون غافلنى وذهب يتصل بإحدى الصحف . . . وقد حذرتنى أنت من ذلك وأوصيتنى أن أُلازمه حتى الموت ! . . فصحت به مناديا . . فسمعت صوتا ضئيلا يتصاعد من أعماق بئر قائلا : " أنا هنا . . . أنقذونى إنى أغرق . . . " : فاستغثت بالعمال والمارة والخدم . . . ولكن للأسف . . . عندما أخرجوه من ذلك المكان الكريه، كانت روحه قد خرجت من جسمه . . . فوثبت إلى التاكسى الذى لم يكن قد انصرف

بعد، وعدت به إلى هنا كالبرق لآتيك بالخبر!...

رئيس التحرير: يا لها من موتة..

حسنين: ربما كان لكل إنسان الموتة التى يستحقها!

...

رئيس التحرير: ليس فى كل الأحوال.. اللهم لا اعتراض!...

"يدخل الأستاذ فريد سكرتير التحرير. يحمل "بروفة" خطية من "المانشيت" مزهواً"

سكرتير التحرير: صنعنا المستحيل!.. جعلنا الخطاط يضيف كلمة "مؤامرة".. بعد ربع ساعة يصير المانشيت كله معداً بهذا النحو: "مؤامرة لاغتيال.."

رئيس التحرير: احذف.. احذف... لا توجد مؤامرة ولا اغتيال!..

سكرتير التحرير: فاهم... فاهم... لأن القنبلة لم تنفجر.. والباشا لم يمت.

رئيس التحرير: الباشا مات!...

سكرتير التحرير: مات؟.. موتاً حقيقياً؟.. من أين جاء الخبر؟..

رئيس التحرير : من أوثق المصادر . . .

سكرتير التحرير : اسمح لى أن أشك . . . اسمح لى أن أجن
. . . فى أقل من نصف ساعة يموت هذا الباشا
. . . ثم لا يموت . . . ثم يعود فيموت
. . . ثم لا أدرى بعد ذلك ماذا سيكون
من أمره ؟ . . من هذا الذى يهزأ بنا على
هذا النحو ؟ . . أهو عزرائيل ؟ . . أرجوكم
أن ترسونى على بر . . ارحموا هذا "المانشيت"
الذى لا يستقر فى يدى على حال . . .

رئيس التحرير : هذه المرة مؤكدة . . وعلى عهدتى . . .
واسأل حسنين فقد شاهده بعينيه وهو
يموت . . .

سكرتير التحرير : انفجرت إذن القنبلة ؟ . .

رئيس التحرير : لم تنفجر . .

سكرتير التحرير : عجباً . . وكيف مات ؟ . .

رئيس التحرير : إنى غير مستعد لسماع قصة موته مرة أخرى
. . . حسنين يقصها عليك بالتفصيل
على انفراد . .

سكرتير التحرير : والمانشيت ! ؟ . .

رئيس التحرير : لا داعى الآن لمانشيت . . . إن خصومه

المزعومين لا يمكن أن يدبروا له مثل هذا المصير ! . . . إنما هو تدبير من جهة أعلى ! . . سننشر الخبر في صفحة داخلية بمنتهى اللباقة والاختصار ؟ . . .

حسنين : ولكنها قصة طريفة وموتة عجيبة ، في روايتها بالتفصيل كسب صحفي عالمي . . .

رئيس التحرير : "كالمخاطب نفسه" هناك كسب أهم . . . إن الرجل قد مات على كل حال . . وما كان يخلو من مزايا . . وكريمته ذات كمال وجمال و . . . ويحسن أن نراعي شعورها . . . إن الرجل لم يستطع أن يتخير موتته . . ولكني أنا قد أستطيع أن أتخير . . فلنتقدم إلى ابنته الحزناء . . ولأضع على قبره باقة من . . القرنفل الأبيض . . .

ستار

الشعر العربي عبر العصور

[illegible]

(شُعَرَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ)

١- قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ يَصِفُ جَوَادَهُ:

وَقَدْ أَغْتَدِي وَالطَّيْرُ فِي وُكُنَاتِهَا
بِمُنْجَرِدٍ قَيْدِ الْأَوَابِدِ هَيْكَلِ
مِكَرٍّ مِفَرٍّ مُقْبِلٍ مُدْبِرٍ مَعًا
كَجُلْمُودِ صَخْرٍ حَطَّهُ السَّيْلُ مِنْ عَلِ
كُمَيْتٍ يُزِلُّ اللِّبْدَ عَنْ حَالِ مَتْنِهِ
كَمَا زَلَّتِ الصَّفْوَاءُ بِالْمُتَنَزَّلِ
لَهُ أَيْطَلَا ظَبْيٍ وَسَاقَا نَعَامَةٍ
وَإِرْخَاءُ سِرْحَانٍ وَتَقْرِيبُ تَتْفُلِ

٢- وَقَالَ عَنْتَرَةُ بْنُ شَدَّادٍ:

آزمائش

أَيْضًا يَصِفُ جَوَادَهُ وَحُسْنَ بَلَائِهِ فِي الْحَرْبِ:

يَدْعُونَ عَنْتَرَ وَالرِّمَاحُ كَأَنَّهَا پکارتے ہیں
رسیاں أَشْطَانُ بِئْرٍ فِي لَبَانِ الْأَدْهَمِ سینہ سیاہ گھوڑا
مَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ بِثُغْرَةِ نَحْرِهِ
وَلَبَانِهِ حَتَّى تَسَرْبَلَ بِالدَّمِ
فَازْوَرَّ مِنْ وَقْعِ الْقَنَا بِلَبَانِهِ
وَشَكَا إِلَيَّ بِعَبْرَةٍ وَتَحَمْحُمِ
لَوْ كَانَ يَدْرِي مَا الْمُحَاوَرَةُ اشْتَكَى
وَلَكَانَ لَوْ عَلِمَ الْكَلَامَ مُكَلِّمِي
وَلَقَدْ شَفَى نَفْسِي وَأَذْهَبَ سُقْمَهَا
قِيلُ الْفَوَارِسِ وَيْكَ عَنْتَرَ أَقْدِمِ

٣- وَقَالَ طَرَفَةُ بْنُ الْعَبْدِ فِي تَجَارِبِ الْحَيَاةِ:

أَرَى الْعَيْشَ كَنْزًا نَاقِصًا كُلَّ لَيْلَةٍ
وَمَا تَنْقُصِ الْأَيَّامُ وَالدَّهْرُ يَنْفَدِ
لَعَمْرُكَ إِنَّ الْمَوْتَ مَا أَخْطَأَ الْفَتَى
لَكَالطِّوَلِ الْمُرْخَى وَثِنْيَاهُ بِالْيَدِ
وَظُلْمُ ذَوِي الْقُرْبَى أَشَدُّ مَضَاضَةً
عَلَى الْمَرْءِ مِنْ وَقْعِ الْحُسَامِ الْمُهَنَّدِ

سَتُبْدِي لَكَ الْأَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا
وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

۴ ۔ وَقَالَ زُهَيْرُ بْنُ أَبِي سُلْمَى

أَيْضًا فِي تَجَارِبِ الْحَيَاةِ :

وَمَنْ هَابَ أَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهُ
وَلَوْ رَامَ أَسْبَابَ السَّمَاءِ بِسُلَّمِ
وَمَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امْرِئٍ مِّنْ خَلِيقَةٍ
وَإِنْ خَالَهَا تَخْفَى عَلَى النَّاسِ تُعْلَمِ
وَكَائِنْ تَرَى مِنْ صَامِتٍ لَّكَ مُعْجِبٍ
زِيَادَتُهُ أَوْ نَقْصُهُ فِي التَّكَلُّمِ
لِسَانُ الْفَتَى نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُؤَادُهُ
فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا صُورَةُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ
وَإِنَّ سَفَاهَ الشَّيْخِ لَا حِلْمَ بَعْدَهُ
وَإِنَّ الْفَتَى بَعْدَ السَّفَاهَةِ يَحْلُمِ

۵ ۔ وَقَالَ لَبِيدٌ

يَصِفُ آثَارَ الدِّيَارِ وَالدِّمَنَ الْخَوَالِيَ :

عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا فَمُقَامُهَا
بِمِنًى تَأَبَّدَ غَوْلُهَا فَرِجَامُهَا

يُعَدُّ سَيِّدُنَا لَبِيدٌ مِّنْ شُعَرَاءِ الْعَصْرِ الْجَاهِلِيِّ لِمَا رُوِيَ مِنْ أَنَّهُ تَرَكَ قَوْلَ الشِّعْرِ فِي الْإِسْلَامِ وَإِلَّا فَهُوَ مِنَ الْمُخَضْرَمِينَ

فَعَلَا فُرُوعُ الْأَيْهُقَانِ وَأَطْفَلَتْ
بِالْجَلْهَتَيْنِ ظِبَاؤُهَا وَنَعَامُهَا
وَالْعِينُ سَاكِنَةٌ عَلَى أَطْلَائِهَا
عُوذًا تَأَجَّلُ بِالْفَضَاءِ بِهَامُهَا
وَجَلَا السُّيُولُ عَنِ الطُّلُولِ كَأَنَّهَا
زُبُرٌ تُجِدُّ مُتُونَهَا أَقْلَامُهَا

٦- وَقَالَ عَمْرُو بْنُ كُلْثُومٍ فِي الْفَخْرِ:

وَرِثْنَا الْمَجْدَ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ
نُطَاعِنُ دُونَهُ حَتَّى يَبِينَا
نُطَاعِنُ مَا تَرَاخَى النَّاسُ عَنَّا
وَنَضْرِبُ بِالسُّيُوفِ إِذَا غُشِينَا
أَلَا لَا يَعْلَمِ الْأَقْوَامُ أَنَّا
تَضَعْضَعْنَا وَأَنَّا قَدْ وَنِينَا
أَلَا لَا يَجْهَلَنْ أَحَدٌ عَلَيْنَا
فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِينَا
إِذَا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِيٌّ
تَخِرُّ لَهُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِينَا

٧ - وَقَالَ النَّابِغَةُ الذُّبْيَانِيُّ:

أَلْمَرْءُ يَأْمَلُ أَنْ يَّعِيْشَ وَطُوْلُ عَيْشٍ قَدْ يَضُرُّهُ
تَفْنَى بَشَاشَتُهُ وَيَبْقَى بَعْدَ حُلْوِ الْعَيْشِ مُرُّهُ
وَتَخُوْنُهُ الْأَيَّامُ حَتّٰى لَا يَرَى شَيْئًا يَّسُرُّهُ
كَمْ شَامِتٍ بِيْ إِنْ هَلَكْتُ وَقَائِلٍ لِلّٰهِ دَرُّهُ

٨ - وَقَالَ عُرْوَةُ الصَّعَالِيْكِ:

وَإِنِّيْ امْرُؤٌ عَافِيْ[1] إِنَائِيَ شِرْكَةٌ
وَأَنْتَ امْرُؤٌ عَافِيْ إِنَائِكَ وَاحِدُ
أَتَهْزَأُ مِنِّيْ أَنْ سَمِنْتَ وَأَنْ تَرَى
بِجِسْمِيْ شُحُوْبَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ جَاهِدُ
أُفَرِّقُ جِسْمِيْ فِيْ جُسُوْمٍ كَثِيْرَةٍ
وَأَحْسُوْ قَرَاحَ الْمَاءِ وَالْمَاءُ بَارِدُ

---

[1] اَلْعَافِيْ هُوَ الطَّالِبُ السَّائِلُ أَوِ الضَّيْفُ الْوَارِدُ ـــ وَمَعْنَى الْبَيْتِ أَنَّهُ يَشْتَرِكُ مَعِيَ فِيْ إِنَائِيْ جَمَاعَةٌ مِّنَ السَّائِلِيْنَ أَوِ الضُّيُوْفِ وَأَنْتَ تَأْكُلُ وَحْدَكَ... وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَضَعَ أَبُوْ تَمَّامٍ هٰذِهِ الْأَبْيَاتَ فِيْ بَابِ الْأَضْيَافِ وَالْمَدَائِحِ مِنْ كِتَابِ الْحَمَاسَةِ ـ

شُعَرَاءُ صَدْرِ الإِسْلَامِ

٩- قَالَ جَرِيرٌ فِي الغَزَلِ:

إِنَّ العُيُونَ الَّتِي فِي طَرْفِهَا حَوَرٌ
قَتَلْنَنَا ثُمَّ لَمْ يُحْيِينَ قَتْلَانَا
يَصْرَعْنَ ذَا اللُّبِّ حَتَّى لَا حَرَاكَ بِهِ
وَهُنَّ أَضْعَفُ خَلْقِ اللهِ إِنْسَانَا

١٠- وَلَهُ أَيْضًا مِنْ قَصِيدَةٍ يَرْثِي بِهَا امْرَأَتَهُ:

لَوْلَا الحَيَاءُ لَهَاجَنِي اسْتِعْبَارُ
وَلَزُرْتُ قَبْرَكِ وَالحَبِيبُ يُزَارُ
وَلَّهْتِ قَلْبِي إِذْ عَلَتْنِي كَبْرَةٌ
وَذَوُو التَّمَائِمِ مِنْ بَنِيكِ صِغَارُ
لَا يَلْبَثُ القُرَنَاءُ أَنْ يَتَفَرَّقُوا
لَيْلٌ يَكُرُّ عَلَيْهِمُ وَنَهَارُ
صَلَّى المَلَائِكَةُ الَّذِينَ تُخُيِّرُوا چنے گئے ہیں
اَلصَّالِحُونَ وَالطَّيِّبُونَ عَلَيْكَ وَالأَبْرَارُ

١١- وَقَالَ الفَرَزْدَقُ يَمْدَحُ عَلِيَّ بْنَ الحُسَيْنِ زَيْنَ العَابِدِينَ:

هٰذَا الَّذِي تَعْرِفُ البَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ
وَالبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالحِلُّ وَالحَرَمُ

هٰذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللهِ كُلِّهِمُ
هٰذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

إِذَا أَتَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهَا
إِلَى مَكَارِمِ هٰذَا يَنْتَهِي الْكَرَمُ

يُغْضِي حَيَاءً وَّيُغْضَى مِنْ مَّهَابَتِهِ
فَلَا يُكَلَّمُ إِلَّا حِينَ يَبْتَسِمُ

يَنْشَقُّ ثَوْبُ الدُّجَى عَنْ نُورِ غُرَّتِهِ
كَالشَّمْسِ تَنْجَابُ عَنْ إِشْرَاقِهَا الظُّلَمُ

١٢- وَقَالَ الْأَخْطَلُ يَهْجُو:

وَكُنْتُ إِذَا لَقِيتُ عَبِيدَ تَيْمٍ
وَتَيْمًا قُلْتُ أَيُّهُمُ الْعَبِيدُ

لَئِيمُ الْعَالَمِينَ يَسُودُ تَيْمًا
وَسَيِّدُهُمْ وَإِنْ كَرِهُوا مَسُودًا

١٣- وَلَهُ أَيْضًا يَصِفُ سَكْرَانَ:

صَرِيعُ مُدَامٍ يَرْفَعُ الشَّرْبُ رَأْسَهُ
لِيَحْيَا وَقَدْ مَاتَتْ عِظَامٌ وَّمَفْصِلُ

نُهَادِيهِ[١] أَحْيَانًا وَّحِينًا نَّجُرُّهُ
وَمَا كَادَ إِلَّا بِالْحُشَاشَةِ يَعْقِلُ

---

[١] أَيْ نُمْسِكُهُ فَنُمَشِّيهِ بَيْنَنَا- (ہم اسے سہارا دیکر اپنے درمیان چلاتے ہیں)
وَالْحُشَاشَةُ الرُّوحُ فِي الْمَرِيضِ أَوِ الْجَرِيحِ -

إذا رفعوا صدرًا تحامل صدرُهُ
وآخرُ ممّا نال منها مُخَبَّلُ[2]

١٤ - وقال كُثَيِّرُ عزّةَ[3]:

وأدنيتِني حتّى إذا ما ملكتِني
بقولٍ يُحِلُّ العُصْمَ سهلَ الأباطحِ
تناءيتِ عنّي حين لا لي حيلةٌ
وغادرتِ ما غادرتِ بين الجوانحِ

١٥ - وكتب عمرُ بنُ أبي ربيعةَ إلى صاحبتِهِ الثُّريّا وهي باليمنِ وكان يتشبّبُ بها:

كتبتُ إليكِ من بلدي
كتابَ مُوَلَّهٍ كَمِدِ
كئيبٍ واكفِ العينينِ بالحسراتِ منفردِ
يؤرّقُهُ لهيبُ الشّوقِ بين السَّحْرِ والكبدِ
فيُمسكُ قلبَهُ بيدٍ
ويمسحُ عينَهُ بيدِ

---

[1] الصّدر بمعنى الجُزْءِ أي إذا رفعوا جُزْءًا من بدنِهِ تناول جزءًا آخرَ.

[2] أي معطّلٌ مشلولٌ من كثرةِ ما شربَ من الخمرِ.

[3] هو أحدُ الثلاثةِ الّذين عُرِفوا بعشيقاتِهم - هو وجميلُ بُثَيْنَةَ ومجنونُ ليلى - ولكلٍّ منهم غزلٌ رقيقٌ عذبٌ ولكنّا أضربنا عن صاحبَيْهِ خوفًا من الإطالةِ.

(أَلشُّعَرَاءُ الْمُخَضْرَمُونَ)

١٦- قَالَ الْأَعْشَى الْأَكْبَرُ مِنْ قَصِيدَةٍ يَمْدَحُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَلَا أَيُّهٰذَا السَّائِلِي أَيْنَ يَمَّمَتْ
فَإِنَّ لَهَا فِي أَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدَا
فَآلَيْتُ لَا أَرْثِي لَهَا مِنْ كَلَالَةٍ
وَلَا مِنْ حَفًى حَتَّى تَزُورَ مُحَمَّدَا
مَتَى مَا تُنَاخِي عِنْدَ بَابِ ابْنِ هَاشِمٍ
تُرَاحِي وَتَلْقَيْ مِنْ فَوَاضِلِهِ يَدَا
نَبِيٌّ يَرَى مَا لَا يَرَوْنَ وَذِكْرُهُ
أَغَارَ لَعَمْرِي فِي الْبِلَادِ وَأَنْجَدَا
لَهُ صَدَقَاتٌ مَّا تُغِبُّ وَنَائِلٌ
وَلَيْسَ عَطَاءُ الْيَوْمِ مَانِعَهُ غَدَا

بقيّة (حاشية صفحة ۱۴۷)

---

[1] هو الأعشى أبو بصير ميمون بن قيس يقال له الأعشى الأكبر أو أعشى قيس تمييزًا من شعراء آخرين لُقّبوا بنفس اللقب مثل أعشى رَبيعة وهو من شعراء العصر الأموي۔

ومن حديث هذه الأبيات أن الأعشى رحل بهذه القصيدة الى النبيّ صلّى الله عليه وسلّم لينشده إيّاها۔ فسمعتْ قريشٌ بذلك فقعدوا له على الطريق ثمّ ما زالوا يراودونه عمّا يريد حتى لَاوَنَ لهم ورجع فلمّا دنا من وطنه نفرت به مطيّتُه فسقط ومات دون أن يُرزَقَ الإسلامَ۔

[1] الضّمائر في "يمّمتْ" و"لها" و"تزور" و"تُناخي" . . . . . . ترجع الى النّاقة۔

[2] ويُروى "من فواضله ندى" واليدُ "النّعمةُ والإحسان" والنّدى هو "الجود والفضل والخير" وفواضل جمع الفاضلة وهي "الدرجة الرفيعة في الفضل" أو "الهبةُ والنّعمة"

[3] أغار وأنجدَ أي سار في الأغوار والأنجاد۔ (نشیب وفراز میں پھیل گیا ہے۔ بلند وپست میں پھیل گیا ہے)

[4] ما تنقطع يومًا: (ان میں ناغہ نہیں پڑتا۔ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔)

١٧) وَقَالَ سَيِّدُنَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ أَيْضًا يَمْدَحُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

١٨) قَالَتِ الْخَنْسَاءُ وَهِيَ السَّيِّدَةُ تُمَاضِرُ بِنْتُ عَمْرٍو تَرْثِي أَخَاهَا صَخْرًا:

وَإِنَّ صَخْرًا لَوَالِينَا وَسَيِّدُنَا
وَإِنَّ صَخْرًا إِذَا نَشْتُو لَنَحَّارُ
وَإِنَّ صَخْرًا لَمِقْدَامٌ إِذَا رَكِبُوا
وَإِنَّ صَخْرًا إِذَا جَاعُوا لَعَقَّارُ
وَإِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ[1] بِهِ
كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِي رَأْسِهِ نَارُ
حَمَّالُ أَلْوِيَةٍ هَبَّاطُ أَوْدِيَةٍ
شَهَّادُ أَنْدِيَةٍ لِلْجَيْشِ جَرَّارُ
فِي جَوْفِ رَمْسٍ مُقِيمٌ قَدْ تَضَمَّنَهُ
فِي رَمْسِهِ مُقْمَطِرَّاتٌ[2] وَأَحْجَارُ

---

[1] الْهُدَاةُ: الأَدِلَّاءُ الَّذِينَ يُهْتَدَى بِهِمْ فِي الأُمُورِ الْمُخْتَلِفَةِ - وَالْعَلَمُ هُوَ الْجَبَلُ -

[2] مُقْمَطِرَّاتٌ: صُخُورٌ، عِظَامٌ، صِلَابٌ -

۲۱۹ وَلِعَمْرِو بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ فِي الْحَمَاسَةِ:

لَيْسَ الْجَمَالُ بِمِئْزَرٍ
فَاعْلَمْ وَإِنْ رُدِّيتَ بُرْدًا
إِنَّ الْجَمَالَ مَعَادِنٌ[1]
وَمَنَاقِبٌ أَوْرَثْنَ مَجْدًا
كُلُّ امْرِئٍ يَجْرِي إِلَى
يَوْمِ الْهِيَاجِ بِمَا اسْتَعَدَّا
لَمَّا رَأَيْتُ نِسَاءَنَا
يَفْحَصْنَ بِالْمَعْزَاءِ شَدَّا
وَبَدَتْ لَمِيسُ كَأَنَّهَا
بَدْرُ السَّمَاءِ إِذَا تَبَدَّى
وَبَدَتْ مَحَاسِنُهَا الَّتِي
تُخْفِي وَكَانَ الْأَمْرُ جِدًّا
نَازَلْتُ كَبْشَهُمُ وَلَمْ
أَرَ مِنْ نِزَالِ الْكَبْشِ بُدًّا[2]

---

[1] المعادن هي الأصول وأراد بها الأنساب والمناقب هي الخصائل الجميلة وأراد بها الأحساب ۔

[2] كَبْشُ الْكَتِيبَةِ رَئِيسُهَا ۔

هُمْ يَنْذُرُونَ دَمِي وَأَنْذُرُ
إِنْ لَقِيتُ بِأَنْ أَشُدَّا
كَمْ مِنْ أَخٍ لِّي صَالِحٍ
بَوَّأْتُهُ بِيَدَيَّ لَحْدَا
مَا إِنْ جَزِعْتُ وَلَا هَلِعْتُ
وَلَا يَرُدُّ بُكَايَ زَنْدَا[1]
أَلْبَسْتُهُ أَثْوَابَهُ
وَخُلِقْتُ يَوْمَ خُلِقْتُ جَلْدَا
ذَهَبَ الَّذِينَ أُحِبُّهُمْ
وَبَقِيتُ مِثْلَ السَّيْفِ فَرْدَا

---

[1] الزَّنْد هو موصل الذّراع في الكفّ ويستعملونه في معنى الشّيء القليل كما يستعملون النّقير والقطمير في ذلك

شُعَرَاءُ الْعَصْرِ الْعَبَّاسِيِّ

٢٠) قَالَ بَشَّارُ بْنُ بُرْدٍ وَّكَانَ ضَرِيرًا:

يَا قَوْمِ أُذْنِي لِبَعْضِ الْحَيِّ عَاشِقَةٌ
وَالْأُذْنُ تَعْشَقُ قَبْلَ الْعَيْنِ أَحْيَانَا
قَالُوا: بِمَنْ لَا تَرَى تَهْذِي فَقُلْتُ لَهُمْ
الْأُذْنُ كَالْعَيْنِ تُوفِي الْقَلْبَ مَا كَانَا

٢١) وَقَالَ أَبُو الْعَتَاهِيَةِ يَمْدَحُ الْمَهْدِيَّ:

أَتَتْهُ الْخِلَافَةُ مُنْقَادَةً
إِلَيْهِ تُجَرِّرُ أَذْيَالَهَا
فَلَمْ تَكُ تَصْلُحُ إِلَّا لَهُ
وَلَمْ يَكُ يَصْلُحُ إِلَّا لَهَا
وَلَوْ رَامَهَا أَحَدٌ غَيْرُهُ
لَزُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

٢٢ وَقَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ:

أَخِي لَنْ تَنَالَ الْعِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ
سَأُنْبِيْكَ عَنْ تَفْصِيْلِهَا بِبَيَانِ
ذَكَاءٍ وَّحِرْصٍ[1] وَّاجْتِهَادٍ وَّبُلْغَةٍ[2]
وَصُحْبَةِ أُسْتَاذٍ وَّطُوْلِ زَمَانِ

(٢٣) وَقَالَ أَبُوْ نُوَاسٍ فِي عَاقِبَةِ الْجَهَالَةِ

وَكَانَ صَاحِبَ خَمْرٍ وَّمُجُوْنٍ:

وَلَقَدْ[2] نَهَزْتُ[3] مَعَ الْغُوَاةِ بِدَلْوِهِمْ
وَأَسَمْتُ سَرْحَ اللَّهْوِ حَيْثُ أَسَامُوْا
وَبَلَغْتُ مَا بَلَغَ امْرُؤٌ بِشَبَابِهِ
فَإِذَا عُصَارَةُ كُلِّ ذَالِكَ أَثَامُ

---

[1] وَيُرْوَى "وَاصْطِبَارٍ" وهو الصبر

[2] البُلْغَةُ: مَا يَكْفِيْ مِنَ الْعَيْشِ وَلَا يُفْضُلُ۔ (قُوْتٌ لَا يَمُوْتُ)

[3] نَهَزَ بِالدَّلْوِ فِي الْبِئْرِ: ضَرَبَ بِهَا فِي الْمَاءِ لِتَمْتَلِئَ وَالسَّرْحُ "الْمَاشِيَةُ" وَأَسَامَ السَّرْحَ أَخْرَجَهُ إِلَى الْمَرْعَى ومعنى البيت أَنِّيْ شَارَكْتُ مع الغُوَاةِ في غوايتهم مُشَارَكَةً تَامَّةً كالذي ينهز بدلوه في البئر لِتَمْتَلِئَ امْتِلَاءً كَامِلًا وَهِمْتُ مَعَهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ هَائِمًا مُوَافِقًا۔

(٢٤) وَلَهُ فِي الصَّمْتِ

خَلِّ جَنْبَيْكَ لِرَامِ
وَامْضِ عَنْهُ بِسَلَامِ
مُتْ بِدَاءِ الصَّمْتِ خَيْرٌ
لَكَ مِنْ دَاءِ الْكَلَامِ
إِنَّمَا السَّالِمُ مَنْ أَلْجَمَ فَاهُ بِلِجَامِ

(٢٥) وَقَالَ أَبُو تَمَّامٍ مُؤَلِّفُ الْحَمَاسَةِ:

نَقِّلْ فُؤَادَكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ الْهَوَىٰ
مَا الْحُبُّ إِلَّا لِلْحَبِيبِ الْأَوَّلِ
كَمْ مَنْزِلٍ فِي الْأَرْضِ يَأْلَفُهُ الْفَتَىٰ
وَحَنِينُهُ أَبَدًا لِأَوَّلِ مَنْزِلِ

(٢٦) وَقَالَ الْمُتَنَبِّيءُ

نَصِيبُكَ فِي حَيَاتِكَ مِنْ حَبِيبٍ
نَصِيبُكَ فِي مَنَامِكَ مِنْ خَيَالِ
رَمَانِي الدَّهْرُ بِالْأَرْزَاءِ حَتَّىٰ
فُؤَادِي فِي غِشَاءٍ مِنْ نِبَالِ

فَصِرْتُ إِذَا أَصَابَتْنِي سِهَامٌ
تَكَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَى النِّصَالِ
وَهَانَ فَمَا أُبَالِي بِالرَّزَايَا
لِأَنِّي مَا انْتَفَعْتُ بِأَنْ أُبَالِي

(٢٧) وَمِمَّا قَالَهُ الصَّاحِبُ بْنُ عَبَّادٍ مِنْ لَطِيفِ التَّشْبِيهِ :

رَقَّ الزُّجَاجُ وَرَقَّتِ الْخَمْرُ
فَتَشَابَهَا فَتَشَاكَلَ الْأَمْرُ
فَكَأَنَّمَا خَمْرٌ وَلَا قَدَحٌ
وَكَأَنَّمَا قَدَحٌ وَلَا خَمْرُ

(٢٨) وَقَالَ أَبُو الْعَلَاءِ الْمَعَرِّيُّ فِي الْفَخْرِ وَالرَّدِّ عَلَى الْحُسَّادِ :

تُعَدُّ ذُنُوبِي عِنْدَ قَوْمٍ كَثِيرَةً
وَلَا ذَنْبَ لِي إِلَّا الْعُلَا وَالْفَضَائِلُ
وَقَدْ سَارَ ذِكْرِي فِي الْبِلَادِ فَمَنْ لَهُمْ
بِإِخْفَاءِ شَمْسٍ ضَوْؤُهَا مُتَكَامِلُ

وَإِنِّي وَإِنْ كُنْتُ الأَخِيرَ زَمَانُهُ
لَآتٍ بِمَا لَمْ تَسْتَطِعْهُ الأَوَائِلُ

(٧٩) وَقَالَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ الطُّغْرَائِيُّ مِنْ قَصِيدَتِهِ الْمَشْهُورَةِ بِلَامِيَّةِ الْعَجَمِ:

حُبُّ السَّلَامَةِ يَثْنِي هَمَّ صَاحِبِهِ
عَنِ الْمَعَالِي وَيُغْرِي الْمَرْءَ بِالْكَسَلِ
فَإِنْ جَنَحْتَ إِلَيْهِ فَاتَّخِذْ نَفَقًا
فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي الْجَوِّ فَاعْتَزِلِ
وَدَعْ غِمَارَ[1] الْعُلَى لِلْمُقْدِمِينَ عَلَى
رُكُوبِهَا وَاقْتَنِعْ مِنْهُنَّ بِالْبَلَلِ
رِضَا الذَّلِيلِ بِخَفْضِ الْعَيْشِ مَسْكَنَةٌ
وَالْعِزُّ تَحْتَ رَسِيمِ الْأَيْنُقِ الذُّلُلِ[2]

---

[1] أَلغِمَارُ جَمْعُ الغَمْرِ وهو مُعْظَمُ البَحْرِ حيثُ يَكْثُرُ الماءُ (سمندر کی منجدھار)

[2] الرَّسِيمُ السَّيْرُ السَّرِيعُ الشَّدِيدُ والأَيْنُقُ جَمْعُ النَّاقَةِ والذُّلُلُ جَمْعُ الذَّلُولِ وهُوَ مَا سَهُلَ انْقِيَادُهُ من المَطِيِّ

شُعَرَاءُ الأَنْدَلُسِ

(٣٠)

رُوِيَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الدَّاخِلَ، مُؤَسِّسَ الدَّوْلَةِ الْأُمَوِيَّةِ بِالْأَنْدَلُسِ عِنْدَ مَا نَزَلَ الرُّصَافَةَ بِقُرْطُبَةَ نَظَرَ فِيهَا إِلَى نَخْلَةٍ مُنْفَرِدَةٍ فَهَاجَتْ شَجَنَهُ وَتَذَكَّرَ بِلَادَ الشَّرْقِ فَقَالَ: له

①

تَبَدَّتْ لَنَا وَسْطَ الرُّصَافَةِ ع نَخْلَةٌ
تَنَاءَتْ بِأَرْضِ الْغَرْبِ عَنْ بَلَدِ النَّخْلِ

له وَقَدْ نَقَلَ حَكِيمُ الْأُمَّةِ الْعَلَّامَةُ مُحَمَّد اقبال رُوحَ هٰذِهِ الْأَبْيَاتِ إِلَى الشِّعْرِ الْأُرْدِيِّ فِي بَالِ جبريل "تَحْتَ الْعُنْوَانِ "عبد الرحمن اوّل کا بویا ہوا کھجور کا پہلا درخت سرزمین اندلس میں" وَلَعَلَّ فِي ذٰلِكَ سَهْوًا لِأَنَّ الرِّوَايَةَ لَا تُثْبِتُ أَنَّ النَّخْلَةَ كَانَتْ مِنْ غَرْسِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔

ع الرُّصَافَاتُ كَثِيرَةٌ مِثْلُ رُصَافَةِ الْحِجَازِ وَرُصَافَةِ الشَّامِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ وَالْمُرَادُ هُنَا رُصَافَةُ قُرْطُبَةَ وَهِيَ مَدِينَةٌ أَنْشَأَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هٰذَا

فَقُلْتُ شَبِيهِي فِي التَّغَرُّبِ وَالنَّوَى
وَطُولِ التَّنَائِي عَنْ بَنِيَّ وَعَنْ أَهْلِي
نَشَأْتِ بِأَرْضٍ أَنْتِ فِيهَا غَرِيبَةٌ
فَمِثْلُكِ فِي الْإِقْصَاءِ وَالْمُنْتَأَى مِثْلِي
سَقَتْكِ غَوَادِي الْمُزْنِ مِنْ صَوْبِهَا الَّذِي
يَسِحُّ[له] وَيَسْتَمْرِي السِّمَاكَيْنِ[كه] بِالْوَبْلِ

(۳۱) وَقَالَ ابْنُ زَيْدُونَ مِنْ مُخَمَّسَةٍ طَوِيلَةٍ

يَحِنُّ إِلَى قُرْطُبَةَ:

أَقُرْطُبَةُ الْغَرَّاءُ هَلْ فِيكِ مَطْمَعُ
وَهَلْ كَبِدٌ حَرَّى لِبَيْنِكِ تَنْقَعُ

[له] يَسِحُّ أَيْ يَسِيلُ وَيَنْصَبُّ غَزِيرًا

[كه] اِسْتَمْرَى: اِسْتَدَرَّ وَاسْتَخْرَجَ - وَالسِّمَاكَانِ: كَوْكَبَانِ نَيِّرَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا "السِّمَاكُ الرَّامِحُ" وَلِلْآخَرِ "السِّمَاكُ الْأَعْزَلُ" وَالْوَبْلُ هُوَ الْمَطَرُ الشَّدِيدُ - وَالْمَعْنَى أَنَّ هَذَا الصَّوْبَ يَسِيلُ غَزِيرًا وَيَجْلِبُ الْمَطَرَ الْكَثِيرَ مِنْ أَعَالِي السَّمَاءِ -

وَهَلْ لِلَيَالِيكِ الْحَمِيدَةِ مَرْجِعٌ
إِذِ الْحُسْنُ مَرْأًى فِيكِ وَاللَّهْوُ مَسْمَعٌ
وَإِذْ كَنَفُ الدُّنْيَا لَدَيْكِ مُوَطَّأٌ[1]

نَهَارُكِ وَضَّاحٌ وَلَيْلُكِ ضِحْيَانُ[2]
وَتُرْبُكِ مَصْبُوحٌ[3] وَغُصْنُكِ نَشْوَانُ
وَأَرْضُكِ تُكْسَى حِينَ جَوُّكِ عُرْيَانُ
وَرَيَّاكِ رَوْحٌ لِلنُّفُوسِ وَرَيْحَانُ[4]
وَحَسْبُ الْأَمَانِي ظِلُّكِ الْمُتَفَيَّأُ[5]

٢٣ وَمِنْ أَجْوَدِ مُوَشَّحَاتِهِمْ[6] قَوْلُ ابْنِ لَبِّي:

خُذْ حَدِيثَ الشَّوْقِ عَنْ نَفَسِي
وَعَنِ الدَّمْعِ الَّذِي هَمَعَا

---

[1] كَنَفٌ مُوَطَّأٌ: جَانِبٌ أَوْ ظِلٌّ فِيهِ رَاحَةٌ مِنْ غَيْرِ عَنَاءٍ

[2] بِمَعْنَى الْإِضْحِيَانِ أَيِ الَّذِي لَا غَيْمَ فِيهِ وَهُوَ الْمُرَادُ أَيْضًا مِنَ الْعَبَادِ الْعُرْيَانِ۔

[3] الَّذِي سُقِيَ صَبَاحًا، صبوحی پلائی گئی ہو

[4] الرَّوْحُ هُوَ الرَّاحَةُ وَالْفَرَحُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ (الْقُرْآن: ٥٦: ٨٨-٨٩)

[5] الَّذِي يُلْجَأُ إِلَيْهِ۔

[6] الْمُوَشَّحَةُ نَوْعٌ مِنَ الشِّعْرِ اخْتَرَعَهُ الْأَنْدَلُسِيُّونَ لَهُ نِظَامٌ خَاصٌّ لِلْقَوَافِي يَخْتَلِفُ عَنِ النِّظَامِ الْمَأْلُوفِ وَرُبَّمَا كَانَ الْغَرَضُ مِنَ الْمُوَشَّحِ الْغِنَاءُ السَّجْعِيُّ وَالْعَامُّ فِي الِاحْتِفَالَاتِ وَغَيْرِ ذَلِكَ۔

مَا تُرَىٰ شَوْقِي قَدْ وَقَدَا
وَهَمَىٰ دَمْعِي وَاطَّرَدَا
وَاغْتَدَىٰ قَلْبِي عَلَيْكَ سُدَىٰ؟

آهِ مِنْ مَّاءٍ وَّمِنْ قَبَسٍ
بَيْنَ طَرْفِي وَالْحَشَا جُمِعَا

بِأَبِي رِيمٌ إِذَا سَفَرَا
أَطْلَعَتْ أَزْرَارُهُ قَمَرَا
فَاحْذَرُوهُ كُلَّمَا نَظَرَا

فَبِأَلْحَاظِ الْجُفُونِ قِسِيٌّ[1]
أَنَا مِنْهَا بَعْضُ مَنْ صُرِعَا

٣٣- وَقَالَ الْمُعْتَمِدُ بْنُ عَبَّادٍ صَاحِبُ إِشْبِيلِيَةَ[2]

وَقَدْ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي سِجْنِهِ بَنَاتُهُ يَوْمَ عِيدٍ وَّكُنَّ يَغْزِلْنَ لِلنَّاسِ بِالْأُجْرَةِ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ سَلَبَهُ يُوسُفُ بْنُ تَاشُفِيْنَ مُلْكَهُ وَسَجَنَهُ بِأَغْمَاتَ۔ فَرَآهُنَّ فِي أَطْمَارٍ رَثَّةٍ وَّحَالَةٍ سَيِّئَةٍ فَصَدَعْنَ

---

[1] جمع القوس

[2] وَلِلْمُعْتَمِد هٰذا شِعْرٌ رَائِعٌ قَالَهُ فِي سِجْنِهِ - نَقَلَ رُوحَ بَعْضِهِ إِلَى الْأُرْدِيَّةِ الْعَلَّامَةُ مُحَمَّد اقبال فِي "بَالِ جِبْرِيل" تَحْتَ الْعُنْوَانِ:
"قید خانے میں معتمد کی فریاد"

قَبْلَهُ وَأَنْشَدَ:

فِيمَا مَضَى كُنْتَ بِالْأَعْيَادِ مَسْرُورًا
فَسَاءَكَ الْعِيدُ فِي أَغْمَاتَ مَأْسُورًا

تَرَى بَنَاتِكَ فِي الْأَطْمَارِ جَائِعَةً
يَغْزِلْنَ لِلنَّاسِ لَا يَمْلِكْنَ قِطْمِيرًا

بَرَزْنَ نَحْوَكَ لِلتَّسْلِيمِ خَاشِعَةً
أَبْصَارُهُنَّ حَسِيرَاتٍ مَّكَاسِيرَا[1]

يَطَأْنَ فِي الطِّينِ وَالْأَقْدَامُ حَافِيَةً
كَأَنَّهَا لَمْ تَطَأْ مِسْكًا وَّكَافُورًا

قَدْ كَانَ دَهْرُكَ إِنْ تَأْمُرْهُ مُمْتَثِلًا
فَرَدَّكَ الدَّهْرُ مَنْهِيًّا وَّمَأْمُورًا

مَنْ بَاتَ بَعْدَكَ فِي مُلْكٍ يُّسَرُّ بِهِ
فَإِنَّمَا بَاتَ بِالْأَحْلَامِ مَغْرُورًا

٣٣ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحُمَيْدِيُّ الْأَنْدَلُسِيُّ:

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْئًا
سِوَى الْهَذَيَانِ مِنْ قِيلٍ وَّقَالِ

---

[1] حَسِيرَاتٍ مَّكَاسِيرَ أَيْ كَلِيلَةً غَضِيضَةً، وَالْمَعْنَى أَنَّهُنَّ بَرَزْنَ إِلَيْكَ بِأَبْصَارٍ خَاشِعَةٍ كَلِيلَةٍ غَضِيضَةٍ (وہ تیرے پاس سلام کی غرض سے اس حال میں حاضر ہوئی ہیں کہ ان کی نگاہیں نیچی اور تھکی تھکی اور جھکی جھکی ہیں۔)

فَأَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ إِلَّا
لِأَخْذِ الْعِلْمِ أَوْ إِصْلَاحِ حَالِ

(شُعَرَاءُ عَصْرِ الدُّوَلِ الْمُتَتَابِعَةِ وَالنَّهْضَةِ الْأَخِيرَةِ إِلَى الْعَصْرِ الْحَدِيثِ)

٣٥ قَالَ الْإِمَامُ شَرَفُ الدِّينِ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْبُوصِيرِيُّ
مِنَ الْبُرْدَةِ الشَّهِيرَةِ فِي مَدْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ
دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمِ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِمِ
فَانْسُبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ
فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

٣٦- وَقَالَ مَحْمُودُ سَامِي الْبَارُودِيُّ

مِنْ قَصِيدَةٍ بَعْدَ عَوْدَتِهِ مِنَ النَّفْيِ إِلَى جَزِيرَةِ سَرَنْدِيبَ (سيلان):

وَالدَّهْرُ كَالْبَحْرِ لاَ يَنْفَكُّ ذَا كَدَرٍ
وَإِنَّمَا صَفْوُهُ بَيْنَ الْوَرَى لُمَعُ[1]
لَوْ كَانَ لِلْمَرْءِ فِكْرٌ فِي عَوَاقِبِهِ
مَا شَانَ أَخْلاَقَهُ حِرْصٌ وَلاَ طَمَعُ
يَسْعَى الْفَتَى لِأُمُورٍ قَدْ تَضُرُّ بِهِ
وَلَيْسَ يَعْلَمُ مَا يَأْتِي وَمَا يَدَعُ
دَهْرٌ يَغُرُّ وَآمَالٌ تَسُرُّ وَأَعْـ
ـمَارٌ تَمُرُّ وَأَيَّامٌ لَهَا خُدَعُ

٣٧- وَقَالَ أَحْمَدُ شَوْقِي مِنْ قَصِيدَةٍ طَوِيلَةٍ يُخَاطِبُ أَبَا الْهَوْلِ:

أَبَا الْهَوْلِ طَالَ عَلَيْكَ الْعُصُرْ[2]
وَبَلَغْتَ فِي الْأَرْضِ أَقْصَى الْعُمُرْ

---

[1] لُمَعٌ جَمْعُ اللُّمْعَةِ، وَكُلُّ لَوْنٍ خَالَفَ لَوْنَ الشَّيْءِ الْمَوْجُودِ فِيهِ، فَهُوَ لُمْعَةٌ، وَاللُّمْعَةُ أَيْضًا الْبَرِيقُ. وَالْمَعْنَى أَنَّ اللَّوْنَ الْأَسَاسِيَّ لِلدَّهْرِ هُوَ لَوْنُ الْكَدَرِ وَالصَّفْوُ عَارِضٌ يَظْهَرُ أَحْيَانًا كَبُقْعَةِ لَوْنٍ مُخَالِفٍ أَوْ كَبَرِيقٍ فِي الظَّلاَمِ يَظْهَرُ لَحْظَةً ثُمَّ يَخْتَفِي.

[2] بِصِيغَةِ الْمُفْرَدِ لُغَةٌ فِي الْعَصْرِ بِمَعْنَى الدَّهْرِ

كَأَنَّ الرِّمَالَ عَلَى جَانِبَيْكَ
وَبَيْنَ يَدَيْكَ ذُنُوبُ الْبَشَرْ
كَأَنَّكَ فِيهَا لِوَاءُ الْقَضَاءِ
عَلَى الْأَرْضِ أَوْ دَيْدَبَانُ[1] الْقَدَرْ
أَبَا الْهَوْلِ مَاذَا وَرَاءَ الْبَقَاءِ
إِذَا مَا تَطَاوَلَ غَيْرُ الضَّجَرْ
وَإِنَّ الْحَيَاةَ تَفُلُّ الْحَدِيدَ
إِذَا لَبِسَتْهُ وَتُبْلِي الْحَجَرْ
فَلَوْ وُجِدَتْ فِيكَ يَا بْنَ الصَّفَاةِ
لَحِقْتَ بِصَانِعِكَ الْمُقْتَدِرِ[2]
تَحَرَّكْ أَبَا الْهَوْلِ هٰذَا الزَّمَانَ
تَحَرَّكَ مَا فِيهِ حَتَّى الْحَجَرْ

٣٨ - وَقَالَ أَيْضًا مِّنْ قَصِيدَةٍ أُلْقِيَتْ فِي حَفْلَةِ تَأْبِينٍ كَبِيرَةٍ أُقِيمَتْ فِي الْقَاهِرَةِ عِنْدَ وَفَاةِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ عَلِي جَوْهَر:

يَا قُدْسُ هَيِّئْ مِنْ رِيَاضِكَ رَبْوَةً
لِنَزِيلِ تُرْبِكَ وَاحْتَفِلْ بِلِقَائِهِ

---

[1] فَارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ بِمَعْنَى الرَّقِيبِ وَالطَّلِيعَةِ (دِيدْبَان - نگهبان)

[2] هُوَ النَّحَّاتُ الَّذِي نَحَتَهُ، أَوِ الْمَلِكُ الَّذِي بِأَمْرِهِ صُنِعَ — وَلَحِقْتَ بِهِ أَيْ صِرْتَ حَيْثُ صَارَ هُوَ مِنَ الْفَنَاءِ -

هُوَ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ
أَوْ مِنْ سُيُوفِ[1] الْهِنْدِ عِنْدَ قَضَائِهِ
فَتَحَ النَّبِيُّ لَهُ مَسَالِخَ بُرَاقِهِ
وَمَعَارِجَ التَّشْرِيفِ مِنْ إِسْرَائِهِ[2]
بَطَلٌ حُقُوقُ الشَّرْقِ مِنْ أَحْمَالِهِ
وَقَضِيَّةُ الْإِسْلَامِ مِنْ أَعْبَائِهِ
أَلنِّيلُ يَذْكُرُ فِي الْحَوَادِثِ صَوْتَهُ
وَالتُّرْكُ لَا يَنْسَوْنَ صِدْقَ بَلَائِهِ
قُلْ لِلزَّعِيمِ مُحَمَّدٍ نَزَلَ الْأُسَى
بِالنِّيلِ وَاسْتَوْلَى عَلَى بَطْحَائِهِ
نَمْ فِي جِوَارِ اللّٰهِ مَا بِكَ غُرْبَةٌ[3]
فِي ظِلِّ بَيْتٍ أَنْتَ مِنْ أَبْنَائِهِ

---

[1] سيوفُ الهند كانَتْ أحسَنَ السّيوفِ عند العرب وفيه إشارة أيضًا إلى أنَّ المرحوم كان مِن شِبْهِ قَارَةِ الهِنْدِ وتوفّى قبل تأسيسِ دَوْلَةِ باكستانَ ـ

[2] وَمِنْ حُسْنِ توارُدِ المعنىٰ مَا قاله العلّامة محمّد اقبال بذكر وفاةَ مولانا محمد على جوهر

خاکِ قُدس او را باغوشِ تمنّا در گرفت
سوئے گردوں رفت ازاں راہے کہ پیغمبر گزشت

[3] هو المرثيّ مولانا محمد على جوهر

أَفَتًى يُدَفِّنُكَ عِنْدَ سَيِّدَةِ القُرَى
مُفْتٍ أَرَادَ اللهُ فِي إِفْتَائِهِ
بَلَدٌ بَنُوهُ الأَكْرَمُونَ قُصُورُهُمْ
وَقُبُورُهُمْ وَقْفٌ عَلَى نُزَلَائِهِ
فَلَئِنْ عِشْتَ تَنْصُرُهُ وَتَمْنَحُ أَهْلَهُ
عَوْنًا فَكَيْفَ تَكُونُ مِنْ غُرَبَائِهِ

٣٩ وَقَالَ حَافِظ إِبْرَاهِيم فِي تَرْبِيَةِ النِّسَاءِ

مِنْ قَصِيدَةٍ أَنْشَدَهَا فِي حَفْلٍ أُقِيمَ فِي ٢٩ مايو سنة ١٩١٠م لِإِعَانَةِ مَدْرَسَةِ البَنَاتِ

ببورسعيد:

مَنْ لِي بِتَرْبِيَةِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا
فِي الشَّرْقِ عِلَّةُ ذَلِكَ الإِخْفَاقِ[٢]
الأُمُّ مَدْرَسَةٌ إِذَا أَعْدَدْتَهَا
أَعْدَدْتَ شَعْبًا طَيِّبَ الأَعْرَاقِ[٣]

---

[١] سيدة القرى: المقصودة هي القدس الشريف ولا بد للدفن في هذا الحرم من تصريح ديني يصدره مفتي الإسلام هنالك - ولا يصرح بذلك إلا لمن ثبت نفعه للإسلام وللعرب

[٢] الإخفاق: عدم الظفر بالمطلوب [٣] الأعراق: الأصول.

الْأُمُّ أُسْتَاذُ الْأَسَاتِذَةِ الْأُلَى
شَغَلَتْ مَآثِرُهُمْ مَدَى الْآفَاقِ[1]
أَنَا لَا أَقُولُ دَعُوا النِّسَاءَ سَوَافِرًا[2]
بَيْنَ الرِّجَالِ يَجُلْنَ فِي الْأَسْوَاقِ
كَلَّا وَلَا أَدْعُوكُمُ أَنْ تُسْرِفُوا
فِي الْحُجُبِ[3] وَالتَّضْيِيقِ وَالْإِرْهَاقِ[4]
فَتَوَسَّطُوا فِي الْحَالَتَيْنِ وَأَنْصِفُوا
فَالشَّرُّ فِي التَّقْيِيدِ وَالْإِطْلَاقِ
رَبُّوا الْبَنَاتِ عَلَى الْفَضِيلَةِ إِنَّهَا
فِي الْمَوْقِفَيْنِ لَهُنَّ خَيْرُ وَثَاقِ
وَعَلَيْكُمُ أَنْ تَسْتَبِينَ بَنَاتُكُمْ
نُورَ الْهُدَى وَعَلَى الْحَيَاءِ الْبَاقِي

---

[1] أَيْ مَلَأَتْ أعمالهم الباقية أَنْحَاءَ الدُّنيا۔

[2] المنكشفاتُ الوجوه۔

[3] الحَجب هو السَّتْر والحُجُب أيضًا المنع (روک ٹوک۔ قدغن)

[4] الإرهاق: الظُّلم۔

۳ وَقَالَ عَبَّاس مَحْمُود الْعَقَّادُ :

لَيْسَ بَيْنَ الْجُنُونِ وَالْعَقْلِ إِلَّا
خُطْوَتَا سَائِرٍ فَحَاذِرْ وَ أَمْسِكْ
أَوَّلُ الْخُطْوَتَيْنِ نِسْيَانُكَ النَّا
سَ وَأَمَّا الْأُخْرِي فَنِسْيَانُ نَفْسِكْ

---

۱۳ وَمِنْ شِعْرِ مُحَمَّد أَبِي الْوَفَاءِ

عَاشِقَةُ الْقَمَرِ

يَا نَجْمَةً فِي سَنَاكِ   ذَهِلْتُ عَنْ كُلِّ نَجْمِ
هَوَايَ نَفْسُ هَوَاكِ   فَهَلْ تُرَى أَنْتِ نَجْمِى

يَا نَجْمَتِي خَبِّرِينِي   بِسِرِّ مَا تَطْلُبِينَ
أَلْبَدْرُ لَمْ يَبْدُ يَوْمًا   إِلَّا لَهُ تَتْبَعِينَ
لِلْبَدْرِ هَلْ تَعْشَقِينَ

لَمْ أَدْرِ كَيْفَ عَشِقْتِ   وَأَنْتِ فِي الْحُسْنِ أَنْتِ
أَوَّاه ! مَاذَا جَنَيْتِ   فِي الْقُرْبِ لَا تَطْمَعِينَ
فِي الْبُعْدِ لَا تَيْأَسِينَ

مِسْكِينَةٌ فِي هَوَاكِ   عَشِقْتِ مَنْ لَا يَرَاكِ
سَنَاهُ عَنَّى سَنَاكِ   وَيْلَاه ! مَا تَصْنَعِينْ
يَاطُولَ مَا تَسْهَرِينْ

يَا زَهْرَةً لِلسَّمَاءِ   خُطِّي لَنَا بِالضِّيَاءِ
فِي الْحُبِّ مَعْنَى الرَّجَاءِ   وَعَلِّمِي الْعَاشِقِينْ
أَنَّ الْمَحَبَّةَ دِينْ

يَا نَجْمَتِي أَنَا مِثْلُكِ   وَأَنْتِ مِنِّي مِثَالْ
أَنَا وَأَنْتِ كِلَانَا   يَجْرِي وَرَاءَ الْخَيَالْ
تَجْرِي وَرَاءَ الْمُحَالْ   طَوْعًا لِأَمْرِ الْإِلَهْ
لَوْلَا الْهَوَى وَالْجَمَالْ   مَا بَانَ سِرُّ الْحَيَاهْ

الشعر العربي في شبه القارة

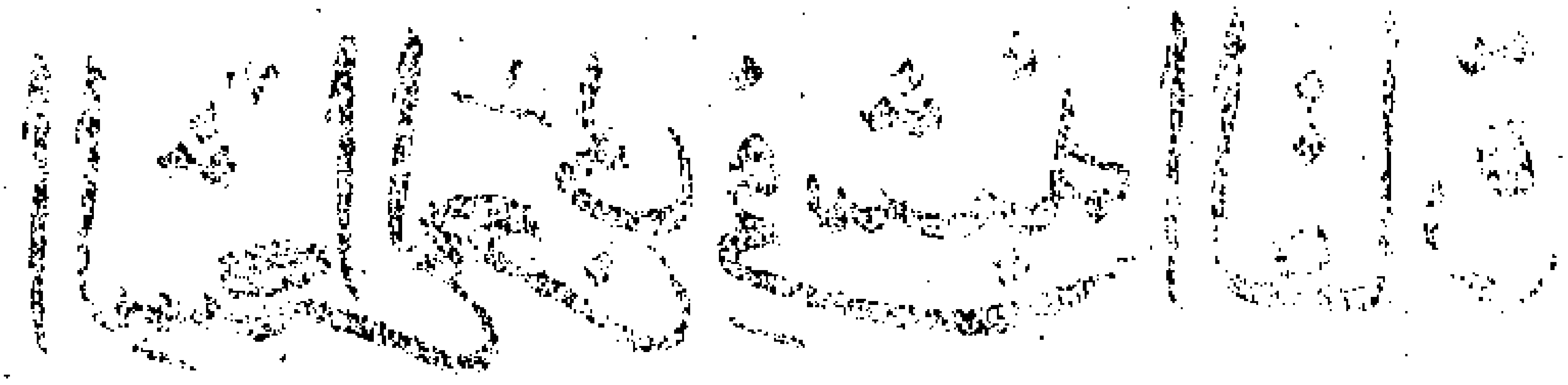

۴۲ قال ابو عطاء السندي وهو مما اختاره الحماسي: (١)

ذَكَرْتُكِ وَالْخَطِّيُّ يَخْطُرُ بَيْنَنَا
وَقَدْ نَهِلَتْ مِنَّا الْمُثَقَّفَةُ السُّمْرُ
فَوَاللهِ مَا أَدْرِي وَإِنِّي لَصَادِقٌ
أَدَاءٌ عَرَانِي مِنْ حِبَابِكِ أَمْ سِحْرُ
فَإِنْ كَانَ سِحْرًا فَاعْذِرِينِي عَلَى الْهَوَى
وَإِنْ كَانَ دَاءً غَيْرَهُ فَلَكِ الْعُذْرُ

وقال ايضا يرثي يزيد بن عمر بن هبيرة:

أَلَا إِنَّ عَيْنًا لَمْ تَجُدْ يَوْمَ وَاسِطٍ
عَلَيْكَ بِجَارِي دَمْعِهَا لَجَمُودُ
عَشِيَّةَ قَامَ النَّائِحَاتُ وَشُقِّقَتْ
جُيُوبٌ بِأَيْدِي مَأْتَمٍ وَخُدُودُ
فَإِنْ تُمْسِ مَهْجُورَ الْفِنَاءِ فَرُبَّمَا
أَقَامَ بِهِ بَعْدَ الْوُفُودِ وُفُودُ

---

(١) ديوان الحماسة مع شرح التبريزي ١ : ٢٠٣ ، ٢٩٥ ، وهو زعيم الشعراء في لسنة الفارة، واحتج بشعره النحاة والأدباء واللغويون وتوفي في نحو ١٨٠ هـ

وَإِنَّكَ لَمْ تَبْعُدْ عَلَى مُتَعَهِّدٍ
بَلَى كُلُّ مَنْ تَحْتَ التُّرَابِ بَعِيدُ

٤٣ وقال ابو الضلع السندي من شعراء شبه القارة (١)

يَا نَفْسُ صَبْرًا لَا تَهْلِكِي يَأْسًا
قَدْ فَارَقَ النَّاسُ قَبْلَكِ النَّاسَا
صَبْرًا جَمِيلًا فَلَسْتِ أَوَّلَ مَنْ
أَوْرَثَهُ الطَّاعِنُونَ وَسْوَاسَا!

٤٤ وَقال ابو عبد الله هارون بن موسى شاعر الملتان
المتوفي قبل المئتين من السنة الهجرية وقد اشترك
في حروب نشبت بين مسلمي الملتان و الهنادكة
وابلى فيها بلاء احسنا، يصف فيلا من افيال الهنادكة (٢):

مَشَيْتُ إِلَيْهِ وَادِعًا مُتَمَهِّلًا
وَقَدْ وَصَلُوا خُرْطُومَهُ بِحُسَامِ
فَقُلْتُ لِنَفْسِي إِنَّهُ الْفِيلُ ضَارِبٌ
بِأَبْيَضَ مِنْ مَاءِ الْحَدِيدِ هُذَامِ
فَإِنْ تَنْكُلِي عَنْهُ فَعُذْرُكِ وَاضِحٌ
لَدَى كُلِّ مَنْخُوبِ الْفُؤَادِ عَبَامِ

١: كتاب الورقة لابن الجراح ص ٩١؛ وهو من الشعراء الصعاليك وكان مولى لموسى الهادي من الخلفاء العباسيين.

٢: كتاب الحيوان ٧: ١١٤ إلى ١١٥

وَعِنْدَ شُجَاعِ الْقَوْمِ أَكْلَفُ فَاحِمِ
كَظُلْمَةِ لَيْلٍ جُلِّلَتْ بِقَتَامِ
فَتَاهَشْتُهُ حَتّٰى لَصِقْتُ بِصَدْرِهِ
فَلَمَّا هَوٰى لَازَمْتُ أَيَّ لِزَامِ
وَعُذْتُ بِقَرْنَيْهِ أُرِيْدُ لِبَانَهُ
وَذٰلِكَ مِنْ عَادَاتِ كُلِّ مُحَامِي
فَجَالَ وَهَجِّيْرَاهُ صَوْتُ مُخَضْرَمٍ
وَأُبْتُ بِقَرْنَيْ يَذْبُلٍ وَشَمَامِ

٢٥ وقال ابو الريحان محمد بن احمد البيروني من شعراء العصر الغزنوي والمتوفى سنة ٤٤٠ھ:

وَمَنْ حَامَ حَوْلَ الْمَجْدِ غَيْرَ مُجَاهِدٍ
ثَوٰى طَاعِمًا لِلْمَكْرُمَاتِ وَكَاسِيَا
وَبَاتَ قَرِيْرَ الْعَيْنِ فِيْ ظِلِّ رَاحَةٍ
وَلٰكِنَّهُ عَنْ حُلَّةِ الْمَجْدِ عَارِيَا

٢٦ وقال ابو العلاء عطاء بن يعقوب الغزنوي (من شعراء لاهور والمتوفى ٤٩١ھ) في الزهد والتوكل على الله:

أَأَعْبُدُ لِلدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ أَعْبُدًا
وَفَضْلُ إِلٰهِيْ مَاجَ كَالْبَحْرِ مُزْبِدًا

عَطاءٌ حَبَانا لا يُحيطُ بِعَدّهِ
حِسابُ عَطاءٍ ألفَ عامٍ مُرَدّدا

٤٧ وقال يصف شجرة الياسمين :

إليكَ الياسمينُ الغضُّ عنّي
إليكَ فإنَّ فيهِ شرَّ فالِ
فنصفٌ منهُ يأسٌ من وِصالٍ
ونصفٌ مِنهُ مَينٌ من خيالِ

٤٨ وقال مسعود بن سعد بن سلمان اللاهوري
(المتوفي ٥١٥ هـ) وفيه صنعة
الإيهام :

وليلٍ كأنَّ الشمسَ ضلّتْ ممرَّها
ولَيسَ لها نحوَ المشارقِ مَرجِعُ
نظرتُ إليهِ والظلامُ كأنّهُ
على العينِ غِربانٌ من الجوِّ وُقّعُ
فقلتُ لقلبي طالَ ليلي وليسَ لي
من الهمِّ منجاةٌ وفي الصبرِ مفزعُ
أرى ذنبَ السِّرحانِ في الجوِّ ساطِعًا
فهل ممكنٌ أنَّ الغزالةَ تطلعُ

٤٩ : وقال إمام الشعراء في شبه القارة الشيخ أمير خسرو بن سيف الدين الدهلوي

ذَابَ الْفُؤَادُ وَسَالَ مِنْ عَيْنِي الدَّمُ
وَحَكَى الْمَدَامِعُ كُلَّ مَا أَنَا أَكْتُمُ
أَفْنَيْتُ عُمْرِي وَحَانَتْ مَنِيَّتِي
خَانَ الزَّمَانُ وَلِلْمَنِيَّةِ أَسْقُمُ
وَإِذَا أَبُحْتُ لَدَى الْوَرَى كَرْبَ النَّوَى
تَبْكِي الْأَحِبَّةُ وَالْأَعَادِي تَرْحَمُ
يَا عَاذِلَ الْعُشَّاقِ دَعْنِي بَاكِيًا
إِنَّ السُّكُوْنَ عَلَى الْمُحِبِّ مُحَرَّمُ

٥٠ وقال الشيخ عبد المقتدر الشريحي الدهلوي (المتوفى ٧٨٨) يمدح النبيّ صلى الله عليه وسلم :

مُحَمَّدٌ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ قَاطِبَةً
هُوَ الَّذِي جَلَّ عَنْ مِثْلٍ وَعَنْ مَثَلِ
لَهُ الْمَزَايَا بِلَا نَقْصٍ وَلَا شِبْهٍ
لَدَيْهِ الْعَطَايَا بِلَا مَنٍّ وَلَا بَدَلِ

لَهُ المَكَارِمُ أَبْهَى مِنْ نُجُومِ دُجًى
لَهُ العَزَائِمُ أَمْضَى مِنْ قَنَا البَطَلِ
لَهُ الجَمَالُ إِذَا مَا الشَّمْسُ قَدْ نَظَرَتْ
إِلَيْهِ قَالَتْ: أَلَا يَا لَيْتَ ذَلِكَ لِي
اَلنَّصْرُ قَادِمُهُ وَالفَتْحُ خَادِمُهُ
كِلَاهُمَا عَنْ حِمَاهُ غَيْرُ مُرْتَحِلِ

۵۱ وقال تلميذه الشيخ أحمد نهانيسري" المتوفى سنة ۸۲۰ھ يمدح الرسول صلى الله عليه وسلم:

بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ سَيِّدٌ سَنَدٌ
سَهْلُ الفِنَاءِ رَحْبُ البَاعِ وَالصَّفَدِ
رَبُّ النَّدَى وَالجَدَى وَالصَّالِحَاتِ مَعًا
طِفْلًا وَكَهْلًا وَفِي شَيْبٍ وَفِي مُرُدِ
بِالعِلْمِ مُكْتَنِفٌ بِالحِلْمِ مُتَّصِفٌ
بِاللُّطْفِ مُلْتَحِفٌ بِالبِرِّ مُتَّسِدِ
بِالخُلْقِ مُشْتَمِلٌ بِالرِّفْقِ مُكْتَحِلٌ
بِالحَقِّ مُتَّصِلٌ بِالصِّدْقِ مُنْفَرِدِ
اَلعَدْلُ سِيرَتُهُ وَالفَضْلُ طِينَتُهُ
وَالبَذْلُ شِيمَتُهُ فِي الوُجْدِ وَالوُبُدِ

٥٢ ـ وقال السيّد غلام علي آزاد البلكرامي الذي يعرف بحسّان الهند (وتوفي في سنة ١٢٠٠هـ)

وهو يتشبب

شَأْنُ الْمُحِبِّ عَجِيبٌ فِيْ صَبَابَتِهِ
اَلْهَجْرُ يَقْتُلُهُ وَالْوَصْلُ يُحْيِيهِ
لَوْلَاهُ مَا شَاقَهُ عَرْفُ الصَّبَا سَحَرًا
وَلَمْ يَكُنْ بَارِقُ الظَّلْمَاءِ يُشْجِيهِ
يَا جَارَةً هَيَّجَتْ بِالنُّصْحِ لَوْعَتَهُ
بِحَقِّ مُقْلَتِهِ الْغَبْرَاءِ خَلِّيهِ
اِلَيْكِ يَا رَشَأَ الْوَعْسَاءِ مَعْذِرَةً
أَأَنْتَ عَنْ رَشَأِ الْبَطْحَاءِ تُسْلِيهِ
لَوَ انِّيْ قَطَّعَتْ اَكْبَادَهُنَّ مَعًا
رَأَيْنَهُ فِيْ كَمَالِ الْحُسْنِ وَالتِّيهِ
اَيَا صَوَاحِبَ اَكْبَادٍ مُقَطَّعَةٍ
فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيهِ

٥٣ وقال الشيخ فيض الحسن السهارنبوري، أحد الشعراء المفلقين والأساتيذ الأفذاذ بالكلية الشرقية لجامعة بنجاب، والمتوفي في سنة ١٨٨٧م، بين الأتراك العثمانيين قصيدة يذكر فيها الحرب التي قامت والروسيين في سنة ١٢٩٤هـ ويمدح السلطان عبد الحميد العثماني:-

حَامِيَ الذِّمارِ حَمِيَ الأنفِ أنِفٌ
طَلِقَ اليدينِ طويلُ الباعِ سوّاق
شاكيَ السلاحِ إلى الراياتِ مُبتدِرا
صدقَ المقالِ إلى الغاياتِ سبّاق
مِن آلِ عثمانَ سامي الطرفِ مبتسم
إلى الطعانِ شديدُ البأسِ مشتاق
قومٌ إذا ما غزَوا فازُوا ببغيتِهم
ولا يعودونَ في شيءٍ بإخفاق
فتيانُ صدقٍ أولو بأسٍ ذوو كرم
لا يجلسونَ لدى قومٍ بإطراق

۵۳ ويقول المغفور له الشيخ اصغر علی روحی
المتوفی ۱۹۵٤م من شعراء لاهور

لَقَدْ نَادَی بِفُرْقَتِنَا غُرَابٌ کوّا
فَرَاعَ الْقَلْبَ بِالْبَيْنِ النِّجَاءُ
كَأَنَّ الْقَلْبَ مِنِّي يَوْمَ بَانَتْ
كَرِيشَاتٍ نظيرُ بِهَا الْخَلَاءُ بال و پر
دَعَا ذِكْرُ الشَّبَابِ اِلَى التَّصَابِي
وَهَلْ عِنْدَ الصَّبَاحِ لِيَ الْمَسَاءُ
يَبَابٌ هَالَ نَفْسِي ذُو شُجُونٍ
وَكَلَّتْ نَاقَتِي وَهِيَ السِّقَاءُ
وَمَا فِي الدَّهْرِ اَشْقَی مِنْ كَئِيبٍ
أَرَادَ الضِّحْكَ حَمَّلَهُ الْبُكَاءُ
وَمَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ يَرْتَجِيهِ
وَلَا فِيمَا اكْتَسَبْتَ لَكَ الْبَقَاءُ

گرامر، کمپوزیشن کا نیا نصاب

اور

امتحانی پرچوں کی ترتیب اور نمبروں کی تقسیم

پرچہ الف :۔ یہ پرچہ صرف کتاب (نظم و نثر) سے متعلق سوالات پر مشتمل ہوگا۔ نمبروں کی تقسیم اس طرح ہوگی۔

نثر ۶۵ نمبر
نظم ۳۵ نمبر

کل نمبر ۱۰۰

پرچہ الف میں سوالات کی نوعیت اس طرح ہوگی :

۱۔ حصۂ نثر :۔ (ا) عربی عبارتوں کا سلیس اردو میں ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح۔

(ب) عبارت پر سوالات کا عربی میں جواب

۲۔ حصۂ نظم :۔ اشعار کا اردو میں ترجمہ اور تشریح

پرچہ ب :۔ یہ پرچہ گرامر، ٹرانسلیشن اور کمپوزیشن پر مشتمل ہوگا۔ نصاب اور نمبروں کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۱۔ گرامر (ابواب ثلاثی مجرّد، ابواب ثلاثی مزید فیہ، مئۃ عامل) ۴۰ نمبر

۲۔ عربی میں مضمون (موجودہ دس عنوانات میں ان پانچ عنوانات کا اضافہ۔ ۱۔ اللغۃ العربیۃ ۲۔ المستشفیٰ ۳۔ مبارۃ کرۃ القدم/ ھوکی ۴۔ الکتاب الذی نُحِبُّہٗ ۲۰ نمبر

۵۔ جملۃ سعیدۃ

۳۔ خط، درخواست یا حوار ۱۵ نمبر

۴۔ اردو سے عربی میں ترجمہ

(ا) پیرا ۱۵ نمبر

(ب) جملے ۱۰ نمبر

میزان ۱۰۰ نمبر

درخواست۔ بنام پرنسپل صاحب برائے (۱) مالی امداد (۲) تبدیلی مضامین (۳) رخصت بوجہ بیماری/ ضروری کام/ شادی میں شرکت (۴)۔ بنام ڈائریکٹر دفتر روزگار برائے نوکری (۵) بنام قونصل برائے ویزا (عمرہ و زیارت)۔

خط۔ (۱) باپ/ ماں/ بھائی کی طرف سے بیٹے کے نام، پڑھائی میں ترقی کے بارے میں استفسار اور پڑھائی میں دلچسپی لینے اور صحت کا خیال رکھنے کی نصیحت۔

۲۔ دوست کی طرف سے دوست کے نام، امتحان میں کامیابی پر مبارکباد دینے کے لیے۔

۳۔ دوست کے نام عید یا سالِ نو پر مبارکباد کا خط ۴۔ دوست کا دوست کے نام تعزیت کے لیے (والد/ والدہ کی وفات پر)۔ (۵) پبلشر کے نام خط، ترسیلِ کتب کے لیے۔

حوار: بین الاستاذ والتلامیذ حول:

۱۔ باکستان (۲) اللغۃ العربیۃ ۳۔ الاسلام

۴۔ القرآن الکریم ۵۔ سیرۃ النبی

حوار کم از کم دس سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہو۔

گرامر پر سوالات کی نوعیت:

۱۔ دیے ہوئے عوامل کے ساتھ خالی جگہوں کو پُر کرنا۔

۲۔ افعال کے ساتھ مناسب حرف جر سے خالی جگہ پُر کرنا۔ (مثلاً ذہب کے ساتھ الی، اشتغل کے ساتھ ب وغیرہ)

۳۔ اضداد اور مترادفات سے خالی جگہ پُر کرنا۔

۴۔ افعال مزید فیہ کا مادہ معلوم کرنا اور جملوں میں استعمال

۵۔ چند مختلف عوامل دے کر مثال سے ان کے عمل کی وضاحت طلب کرنا۔

۶۔ بے ترتیب کلمات کو ترتیب دے کر بامعنی اور مفید جملے بنانا (افعال اور عوامل کے فہم پر)۔

بی۔ اے عربی گرامر و کمپوزیشن

از: پروفیسر خالق محمد چاولہ

خصوصیات:۔

۱۹۸۸ء کے نافذ العمل جدید نصاب کیمطابق افعال کا جملوں میں استعمال (کتاب المنہج العربی سے ماخوذ تقریباً نو سو افعال کے جملے) حروف جر سے خالی جگہ پر کرنے کی مشقیں۔ نصاب کے مطابق عربی میں پندرہ مضامین. خط۔ درخواست۔ حوار۔ مترادف اور متضاد الفاظ سے خالی جگہ پر کرنے کی مشقیں۔ ضرب الامثال. اردو سے عربی میں سے ٹرانسلیشن کی مشقیں اور کتاب المنہج العربی کے اسباق کے پیچھے دی گئی تمارین کا حل.

مدرس عربی

از پروفیسر مولانا منظور احمد ایم اے عربی (گولڈ میڈلسٹ)
اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ) فاضل دیوبند

حصہ اول -/ روپے حصہ دوم -/ روپے

آسان اور جدید طرز پر صرفی و نحوی قواعد، اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ، گرامر کی مشقیں، ذخیرۃ الفاظ، ترکیب نحوی، قرآن و حدیث کے علاوہ مصر و لبنان کے سرکاری نصاب تعلیم سے جستہ جستہ اقتباسات، جدید عربی مثالیں اور اصطلاحات، خطوط و مضامین، عروض و قافیہ وغیرہ۔ مڈل اور میٹرک کے لیے حصہ اول۔ انٹر، بی اے، ایم اے وغیرہ کے لیے حصہ دوم۔

علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور